اوٚش تۂ آب

انتخاب کشمیری مرثیہ از عہدِ سلاطین تا ڈوگرہ شاہی

معہ اردو ترجمہ

حکیم غلام صفدر ہمدانی

انتساب حکیم ملاّ محمد علی

و

آغا سید حسین رضوی کے نام

جملہ حقوق : بحق ناشر محفوظ

کتاب : اُوش تہ آب

مؤلف : مرحوم حکیم غلام صفدر ہمدانی

تعداد : ۳۰۰

سال اشاعت : نومبر ۲۰۰۹ء

مطبع : اسکائی لائن پبلی کیشنز پرائیویٹ لمیٹڈ،

167/7 ، جولینا کمپلیکس، این ایف سی، نئی دہلی۔ ۲۵

طباعت : مقبول ساجدؔ

قیمت : -/۳۴۵ روپے

ناشر : حکیم سمیر حسین ہمدانی

سولیس؛ باغبان پورہ، لال بازار، سرینگر

حکیم غلام صفدر ہمدانی مرحوم (۱۸۹۹-۱۹۷۴)

حکیم ملاّ محمد علی مرحوم (۱۸۷۶-۱۹۳۳)

آقا سید حسین رضوی مرحوم (۱۹۸۹-۱۹۰۸)

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	نمبر شمار مضمون
11	(الف) تقریظ از آغا سید باقر الموسوی
16	(ب) تمہید از پروفیسر فدا محمد حسنین
18	(ج) تعارف از جسٹس حکیم امتیاز حسین
29	عرض ناشر
31	پیش لفظ
35	(د) کشمیری مرثیہ۔ایک تعارف
42	(و) ابتدائی دور
44	۱۔ گمنام شعراء کا کلام
52	۲۔ حاکم بن موسیٰ ابن یوسف دین
65	۳۔ احمد
84	(ہ) مرثیہ نگاری کا دوسرا اور درمیانی دور
94	۴۔عبدالحکیم ساطع

۵۔ سید جعفر نجفی	98
۶۔ میر سید عباس	99
۷۔ سید عرب شاہ رضوی	101
۸۔ آقا محمود اردبیلی	102
۹۔ محمد یحییٰ ابن احمد خان	104
۱۰۔ سید صالح رضوی	106
۱۱۔ قاضی احمد علی	115
۱۲۔ استاد محمد جعفر	118
۱۳۔ بابا محمد جواد	129
۱۴۔ سید شرف الدین رضوی	149
۱۵۔ ملا عبدالرحمان	153
۱۶۔ خواجہ حسی بٹ	160
۱۷۔ قاضی احمد دین	168
۱۸۔ مرزا احمد علی طوسی	174
۱۹۔ مرزا جزائ اللہ	176
(ز) مرثیہ نگاری کا تیسرا اور شاندار دور	184
۲۰۔ خواجہ حسین میر	197

نوٗر	198
اسم اللہ	201
۲۱۔ حکیم محمد عظیم	206
کتاب (مدرسہ)	215
ہوا	227
شیر	236
رو	242
۲۲۔ منشی محمد یوسف و منشی مصطفیٰ علی	251
طبابت	253
نگین	259
لالہ	265
۲۳۔ حکیم عبداللہ	272
گوش	273
ولی المومنین (کفر و اسلام)	280
۲۴۔ منشی صفدر علی	288
مو	290
سکندری	301

سنگ	312
۲۵۔ منشی شاہ محمد	325
سلاحِ خلوص	327
۲۶۔ خواجہ محمد باقر	336
شفا	337
نوروزی	348
۲۷۔ حکیم حبیب اللہ	356
ہمیشۂ بہار	367
عطش	375
۲۸۔ مرزا ابوالقاسم	383
جہاز	386
۲۹۔ خواجہ محمد دائم	395
حمد و سپاس	396
قدر و جلال	400
۳۰۔ منشی محمد علی	408
ثمر	409
۳۱۔ منشی حسن علی و منشی محمد عباس	416

۳۲۔ منشی احمد علی غازی	418
۳۳۔ حکیم حسن علی	419
۳۴۔ منشی احسن اللہ و منشی حیدر علی	421
۳۵۔ حکیم محمد جواد	422
۳۶۔ منشی محمد صادق	423
۳۷۔ حکیم غلام رسول	424
۳۹۔ منقبت آل یاسینؑ	426
مرثیہ وفات حسرت آیات حکیم غلام صفدر ہمدانی	429
کتابیات	431

چند تأثرات

چھپے رہیں گے زمانے کی نظروں میں کب تک
گہر ہیں آب ولر کے تمام یک دانہ

(اقبالؒ)

یہ جان کر خوشی ہوئی کہ ہمارے عزیز محترم حکیم سمیر حسین ہمدانی نے اپنے مرحوم دادا جناب حکیم غلام صفدر ہمدانی کی کتاب ''اوش تہٕ آب'' کو دوبارہ چھپوانے کا اقدام کیا ہے۔ یہ کتاب پہلی مرتبہ مؤلف مرحوم کے زمانۂ حیات میں چھپ کر آ چکی تھی، اب چونکہ اسکے نسخے نایاب ہوئے تھے، اسکے پیش نظر عزیز مذکور نے کچھ اضافہ اور حاشیہ جاتی تشریح کے ساتھ نظر افروز انداز میں اِسے طبع دوم کی صورت میں قارئین کے سامنے پیش کرنے کی ٹھانی ہے۔ اللہ ان کو اپنی توفیق سے نوازے!

''اوش تہٕ آب'' نام کی یہ کتاب کشمیری مراثی کی تاریخ پر مشتمل ہے۔ اس میں مؤلف نے شہمیری دورِ حکومت سے ڈوگرہ فرمانروائی کے عہد تک وادیٔ گلپوش میں کشمیری مراثی کا ارتقاء سلسلہ وار بیان کرتے ہوئے ہر عہد کے مرثیہ نگاروں کے جستہ جستہ نمونے قلمبند کیے ہیں اور اکثر ان کا ترجمہ بھی کیا ہے۔ اس لحاظ سے مؤلف کا یہ قابلِ قدر کارنامہ آئندہ زمانے میں کشمیری ''رثائی ادب'' پر لکھنے والوں کے لیے ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ اس کتاب کے پہلے

ایڈیشن کی اشاعت کے بعد آج تک اس موضوع پر جن لوگوں نے کچھ نہ کچھ لکھا ہے انہوں نے اس کتاب سے بہت سا استفادہ کیا ہے۔

مرحوم مؤلف نے نہ فقط مذکورہ کتاب لکھ کر ایک بڑے علمی وادبی سرمایہ کو مٹنے سے بچایا ہے، بلکہ انہوں نے اس کے علاوہ تاریخ پر بھی قلم اٹھایا ہے اور ''شیعان کشمیر'' کے نام سے ایک تاریخ لکھی اور شائع کرادی جو اگرچہ کشمیر کی شیعہ تاریخ کے موضوع پر حرف آخر نہ سہی، پھر بھی اس اعتبار سے یہ کام بہت اہم ہے کہ اس کے ذریعہ سے کم از کم اس سوال کا جواب تو مل سکتا ہے کہ کشمیر کے شیعہ طبقہ کی تاریخ کیوں نہیں لکھی گئی ہے؟ اس تناظر میں اس تاریخچہ کو دیکھا جائے تو یہ بڑی وقعت اور بڑی اہمیت کا کام نظر آئے گا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ گذشتہ ادوار میں سوائے دو ایک مختصر تذکروں کے، کشمیر کے شیعہ طبقہ کی کوئی مربوط اور منضبط تاریخ نہیں لکھی گئی ہے، یا اگر لکھی بھی گئی ہو تو وہ یہاں کے ناگفتہ بہ حالات میں حوادث کی نذر ہو چکی ہو، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آئندہ لکھنے والے مآخذ کی عدم دستیابی کے سبب تاریخ کے موضوع پر کچھ کام نہ کر سکے۔ یہ تاریخ کا زبردست المیہ ہے، اس خلا کے باوجود اگر کوئی فرد اس سلسلے میں کدوکاوش کر کے کتابوں کے کونوں کھدروں کو ٹٹولے اور ''آثار مضبوطہ'' کے بکھرے حقائق کی جمع آوری کی کوشش کرے تو یہ ایک قابل قدر کارنامہ تصور کیا جائے گا۔ بشرطیکہ انصاف پسندی سے کام لیا جائے، بیشک اس قسم کی محنت آزما جدوجہد کرنے

والوں میں مرحوم حکیم صاحب بھی شمار کیے جائیں گے۔

حکیم صاحب کی محولہ کتاب ''اوش تہٕ آب'' ان کی ذکر شدہ تالیف ''شیعان کشمیر'' کے ردیف میں جگہ پاتی ہے اور یہ دو جہتوں کے پیش نظر منفرد کارنامہ بنتا ہے۔

ایک اس لحاظ سے کہ اس میں کشمیر کے اندر شیعی تاریخ کے پہلے ادوار سے لیکر موجودہ دور تک کشمیری مراثی کے نمونوں کے حوالہ جات کے ذریعے سے اس ''رثائی ادب'' کی ارتقائی نوعیت پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جبکہ مؤلف سے پہلے اس قسم کے کام کا بیڑا کسی نے نہیں اٹھایا تھا، جہاں تک اس موضوع میں ہماری محدود معلومات کی پہنچ ہے۔

دوسری جہت کو ملحوظ نظر رکھ کے اس قسم کی کوشش کی وقعت یوں بڑھتی ہے کہ رثائی ادب کی دین میں حکیم صاحب کے خاندان کا مہتم بالشان حصہ رہ چکا ہے۔ یہ خاندان ''ملاّ'' کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔ اس کے مورث اعلیٰ جناب ''ملاّ محمد سعیدؒ'' ہیں، جو ہمدان سے ہجرت کر کے کشمیر میں آباد ہوئے اور یہیں انکی نسل چلی، جن میں بڑے بڑے علماء وفضلاء، ادباء وشعراء اور فارسی زبان کے برجستہ انشاپرداز پیدا ہوتے رہے اور بالخصوص کشمیری مرثیہ نگاری میں انہوں نے کمال کے جوہر دکھائے۔ ان مرثیہ نگاروں میں جو فنی رکھ رکھاو اور شعریت کی بدولت وسطی دور میں بڑی شہرت کے مالک ہوئے وہ مرحوم ''ملا محمد عظیم'' تھے، انکے علم وفضل کا تذکرہ شیروانی نے اپنی کتاب ''بستان السیاحہ'' میں تفصیلی

طور پر کیا ہے۔انکے بعد اس گھرانے میں مرثیہ نویسی کا فن نہایت آب وتاب کے ساتھ فروغ پاتا رہا،جسکا سلسلہ مرحوم حکیم حسن علیؒ صاحب پر ختم ہوااور اسکے خاتمہ کے بہت سے اسباب تھے،جن کے بیان کرنے کا یہ محل نہیں۔اس حالت کے باوجود اس خاندان کے ایک چشم و چراغ مرحوم حکیم غلام صفدر صاحب نے اپنے اس خاندانی ورثہ کو دستبردِ زمانہ سے محفوظ رکھنے کے تیئں ہمت کی کمر باندھی اور ''اوشِ تۂ آب'' لکھ کر نہ فقط اپنے گھر کا ادبی سرمایہ بچالیا بلکہ مجموعی طور پر کشمیر کے شیعہ طبقہ کے تمام تاریخی ادوار کا ''رثائی ادب'' آئندہ زمانے کیلئے پھر سے زندہ کردیااور اسے باضابطہ تاریخی حیثیت عطا کردی۔

یوں لگتا ہے کہ مؤلف نے اس کتاب کی وساطت سے اپنے گھرانہ کی آئندہ نسل کے لیے ایک قسم کی فکری جنبش کے سامان کئے ہیں تاکہ وہ اپنے آباء کے عظیم علمی وادبی ورثے کو نہ صرف محفوظ رکھیں بلکہ اسکے احیاء کے لیے جدوجہد کریں۔غالباً یہی وجہ ہے کہ آج کے دور میں ماشاءاللہ اس گھرانے کے ابھرتے نوجوان اور دانشور اس فکر میں پوری طرح مگن ہیں اور اس سلسلے میں کام بھی کرنے لگے ہیں،اس کی ایک روشن مثال آنریبل جسٹس جناب حکیم امتیاز حسین صاحب اور متذکرہ نوجوان عزیز گرامی حکیم سمیر حسین ہیں۔ان کی دانشمندانہ کوششوں سے امید بندھ جاتی ہے کہ ان کے اس خاندان کے علمی وادبی کارنامے ازسرنو اپنی تاریخی چمک دمک کے ساتھ منظر عام پر آجائیں اور مرثیہ

نگاری اورمرثیہ خوانی کا فروغ اپنے فنی لوازم اورفقہی احکام کی پابندیوں کے ساتھ ہوجائے ،اسلئے کہ یہ فن ذوق کی تسکین ہی کے لیے نہیں بلکہ یہ دینی تبلیغ کا ایک مؤثر ذریعہ بھی ہے اور اس لحاظ سے اس کا انسلاک فقہ کے ساتھ ہے۔چنانچہ علماء اورفقہاء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں،ان میں ہمارے جدامجد آیت اللہ العظمیٰ آقا سید مہدی (علیہ الرّحمہ) کا معرکتہ الآرا رسالہ ''مسئلتہ الغناء'' بھی ہے،جوشہرقم میں اب تک دومرتبہ چھپ چکا ہے۔اسکے پیش نظر جوکوئی مرثیہ کےفن پر شرعی اورادبی تناظر میں تبصرہ کرنا چاہے وہ پہلے ادبی ذوق پیدا کر کے فقہائے کرام کے ان رسالوں کو ملاحظہ کرے جواس موضوع پر لکھے گئے ہیں،تب جا کراس کا تبصرہ برمحل ہوگا۔

آغا محمد باقر احمد الموسوی

بڈگام

۲۷-۱۰-۱۴۳۰ھ

تمہید

مرحوم حکیم غلام صفدر ہمدانی، سابقہ سکریٹری جموں وکشمیر راقم الحروف کے قریبی محبّ تھے جن کے ساتھ میں اکثر و بیشتر تاریخ کشمیر کے مختلف گوشواروں پر ہمکلام ہوتا تھا۔ حکیم صاحب ایک عظیم فاضل تھے، جو ہمیشہ مسلمانانِ ریاست کے حقوق کی وکالت کرتے، جنہیں بتدریج یہاں کے حکمراں نظر انداز کرتے آئے ہیں۔ درحقیقت حکیم صفدر تاریخ آزادی کشمیر کے بانیوں میں سے تھے۔ مسلمانان کشمیر کے تئیں آپ کی خدمات کو ہرگز فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ بحیثیت رُکن خواجہ غلام احمد عشائی کمیٹی اور کشمیر ینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن، آپ قوم پرست کشمیری دانشوروں کی اس جماعت سے وابستہ رہے جن کا منشور مسلمانانِ کشمیر کے حقوق کا تحفظ تھا۔

نظام حکومت کے ایک قابل اہلکار ہونے کے ساتھ ساتھ حکیم صاحب ایک سیاسی وسماجی تجزیہ نگار تھے جنہوں نے بے شمار مضامین اُن مشکلات پر تصنیف کیے جن میں کشمیری مسلمان عموماً اور شیعہ مسلمان خصوصاً مُبتلا تھے۔ اس زمانے میں موجود علمی مواد کو مآخذ بنا کر آپ نے ایک تاریخی کتاب زیرِ عنوان ''شیعانِ کشمیر'' تصنیف کی جس میں شیعوں کے کردار کو بحیثیت حکام، مُبلغانِ اسلام، دانشوران اور حریت پسند جماعت کے اُجاگر کیا۔ یہ وہ واحد کتاب ہے جس میں شیعہ مسلمانوں کو صحیح تاریخی تناظر میں پیش کیا گیا ہے۔ کتاب میں مذکورہ فرقہ کے

علماء، شعرا، ادبا اور مرثیہ نگاروں کی خدمات کو اس انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ انکو ہمیشہ یاد رکھا جائیگا۔

زیرِ نظر کتاب میں از دورِ سلاطین کشمیر تا آخر ڈوگرہ عہد مرثیہ نگاری کے منازلِ عروج کا تذکرہ اور اسکے چیدہ چیدہ شہہ پارے درج ہیں۔ مزید برآں فراموش شدہ مرثیہ نگاروں کے حالات کو صفحہ قرطاس پر لایا گیا ہے۔ کتاب کے تیسرے حصے میں متعدد مرثیوں کا اردو زبان میں ترجمہ کیا گیا ہے تا کہ اس کی مکمل ترسیل عوام الناس تک ہو سکے۔

۱۹۵۷ء میں تالیف کردہ یہ سرمایہ بہت مدت کے بعد زیورِ طباعت سے آراستہ ہو رہا ہے۔ یہ کشمیری ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کیلئے عموماً اور محققوں کیلئے خصوصاً بارآور ثابت ہوگا۔ حکیم صاحب کے کئی غیر مطبوعہ قلمی نسخے اور تحریکِ آزادی سے متعلق خودنوشت تذکرے موجود ہیں۔ مجھے امید ہے کہ انکو شائع کرنے کی طرف بھی توجہ دی جائیگی۔

پروفیسر فدا حسنین

۱۳ جون، ۲۰۰۹ء، سرینگر

(مندرجہ بالا عبارت جناب الحاج پروفیسر فدا محمد حسنین صاحب کے انگریزی زبان میں تحریر کردہ تمہید کا ترجمہ ہے۔)

تعارف

حکیم خاندان (باباپورہ) کی

دینی وادبی خدمات

شاہ ہمدان حضرت میر سید علی ہمدانی قدس اللہ سرہ سال ۷۸۵ھ مطابق ۱۳۸۳ء میں کشمیر تشریف لائے۔ آپ کے ہمراہ متعدد سادات، عالم اور فقیہ وارد کشمیر ہوئے۔ مؤرخین نے ان علماء وسادات کی تعداد سات سو لکھی ہے۔ اسی طرح حضرت امیرؒ کے نامور فرزند حضرت سید محمد ہمدانیؒ کے ہمراہ بھی قریب تین سو سادات وعلماء کشمیر آئے۔ حضرت شاہ ہمدانیؒ اور انکے فرزند کے ہمراہ آنے والے ان سادات وعلماء میں سے بیشتر کشمیر میں ہی قیام پذیر ہوئے۔ انہوں نے مختلف علاقوں میں جاکر اسلام کی تعلیمات سے لوگوں کو روشناس کرایا اور اس طرح یہاں کے لوگ ان کے علم وعرفان سے فیضیاب ہوتے رہے۔

انہیں نامور عالموں میں ایک متقی اور پرہیزگار عالم تھے حضرت مولانا محمد سعید الدینؒ (یا مولانا محمد سعید) جنہیں مُلّا سعید کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ مُلّا سعید ایران کے مشہور شہر ہمدان کے رہنے والے تھے۔ آپ اعلیٰ پایہ کے عالم وفاضل تھے اور آپ کو علم تفسیر، حدیث، فقہ، منطق اور فلسفہ پر کمال حاصل تھا۔ انہیں علمی خوبیوں کی وجہ سے حضرت سید محمد ہمدانیؒ آپ کا بہت احترام کرتے تھے اور آپکو 'برادر ارشد وامجد'

کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔

حکیم غلام صفدر مرحوم (شیعیان کشمیر صفحہ ۱۳) کے مطابق حضرت مُلا سعیدؒ، حضرت میر سید محمد ہمدانیؒ کے ہمراہ ۷۹۵ھ/۱۳۹۳ء میں کشمیر تشریف لائے تھے۔ لیکن بیشتر مؤرخین کا خیال ہے کہ آپ حضرت امیر کبیرؒ کے ہمراہ ہی کشمیر وارد ہوئے تھے۔ اس بارے میں محمد الدین فوق مرحوم تاریخ اقوام کشمیر (جلد۲ صفحہ ۲۹) میں رقمطراز ہیں:

'مولانا سعید الدین حضرت شاہ ہمدان کے ساتھ ہی کشمیر آئے تھے اور یہیں اقامت گزیں ہو گئے تھے۔ ان کا مقبرہ اب تک زیارت شاہ ہمدان کے متصل موجود ہے۔ مولانا محمد سعید الدین حضرت شاہ ہمدان کے فرزند حضرت میر محمد ہمدانی کے زمانہ میں بھی موجود تھے۔ میر سید ہمدانی نے جو وقف نامہ زیارت شاہ ہمدان کی آمدنی کے اخراجات کے متعلق لکھا ہے اس میں بھی محمد سعید کا نام آیا ہے۔'

مصنف لحل الجواہر (صفحہ ۵) کے مطابق بھی مُلا محمد سعید، حضرت میر سید علی ہمدانیؒ کے رفقاء میں سے تھے۔

حضرت مُلا سعید ایک معتبر عالم دین اور متشرع بزرگ تھے۔ وہ باشریعت اور پرہیزگارانہ زندگی گزارتے تھے۔ وہ مکتبہ امامیہ سے تعلق رکھتے تھے اور دیگر علماء کی طرح دین اسلام کی اشاعت اور مذہبِ حق کی تبلیغ کے لئے کشمیر تشریف لائے تھے۔

پاکستان کے مؤرخ علی حسین رضوی اپنی تصنیف 'تاریخ شیعیان علیؑ میں رقمطراز ہیں کہ' کشمیر کے سابق مسلمانوں میں کچھ شیعہ بھی تھے جو ہندو رسم و رواج سے متاثر ہو گئے تھے۔ سید علی ہمدانیؒ کے ساتھیوں میں شیعہ عالم سعید الدین نے تفہیم اسلام کے ساتھ ان کی اصلاح کے فرائض بھی انجام دیئے۔' وہ حضرت میر سید محمد ہمدانی کے قریبی

ساتھیوں میں رہے اور انکے اکثر کاموں میں انکے ساتھ ساتھ رہے۔ چنانچہ جب حضرت میر سید محمد ہمدانی نے اپنے والد بزرگوار کی خانقاہ تیار کی تو حضرت مولانا محمد سعید کو ہی اس کا پہلا متولی مقرر کیا۔ وقف نامہ جو اس سلسلہ میں تیار کیا گیا اس میں یوں درج ہے:

'برادر ارشد وامجد مولانا محمد سعید طال اللہ عمرہ شادراں بقعہ متصرف باشد و بر احوال اعمال سکنان ومسافران باخبر باشد۔ بزرگاں را خادم کتراں را برادر و یتیماں را پدر باشند۔'

ترجمہ: 'مجد و فضل والا، راست رو بھائی مولانا محمد سعید (خدا انہیں عمر دراز عطا کرے) جہاں تک اس بقعہ عالیہ پر متصرف (ومتولی) ہوں، اور یہاں کے باشندوں اور آنے والے مسافروں کے اعمال پر باخبر رہیں، وہ (مولانا) بزرگوں کے خادم، چھوٹے لوگوں (عام لوگوں) کے برادر اور یتیموں کے (شفیق) باپ بنے رہیں۔'

حضرت مولانا سعیدؒ نے سرینگر میں ہی وفات پائی اور رحلت کے بعد آپ کو خانقاہ معلیٰ کے احاطے میں ہی سپرد خاک کیا گیا۔

حضرت مُلا سعیدؒ کے ایک فرزند مُلا عبدالرشید تھے جو اپنے والد بزرگوار کی طرح اعلیٰ پایہ کے عالم تھے۔ اپنے والد کے بعد آپ دینی درس و تدریس میں مشغول ہوئے۔ علم کے متلاشی دور دراز مقامات سے آکر آپ کے پاس اعلیٰ دینی تعلیم حاصل کرتے تھے۔

مُلا عبدالرشید کے بھی ایک ہی فرزند تھے جنکا اسم گرامی مُلا محمد صادق تھا۔ جب سال ۱۵۳۱ء میں مرزا حیدر دوغلت نے کیمرہ پر تسلط قائم کیا اور وادی میں بدامنی پھیلی

تو غالباً اسی شورش کی وجہ سے خانقاہ معلیٰ علاقہ کو غیر محفوظ پا کر مُلا محمد صادق موجودہ حبہ کدل بابا پورہ علاقہ میں منتقل ہوئے اسکے بعد عرصہ تک اس خاندان کے افراد اسی علاقہ میں سکونت پذیر رہے اور اپنی علم و حکمت سے لوگوں کو فیضیاب کرتے رہے۔ جیسا کہ مورخ فوق نے لکھا ہے کہ اس جگہ کو کہ جہاں یہ خاندان آباد ہوا انکے نام پر بابا پورہ کہا جانے لگا۔

(تاریخ اقوام کشمیر، جلد دوئم صفحہ ۲۹)

مُلا محمد صادق کے دو فرزندان تھے۔ مُلا طالب اور مُلا غالب، جو نہایت ہی ذہین اور جید عالم تھے۔ نامور گورنر کشمیر علی مردان خان مُلا طالب اور مُلا غالب، دونوں بھائیوں کو انکی علمی ذہانت اور بزرگی کے پیش نظر اکثر اپنے دربار میں بلایا کرتا تھا۔ اور انکے اعلیٰ دینی بصیرت سے فیضیاب ہوتا تھا۔ مُلا طالب کے تین فرزندان تھے جن کے اسمائے گرامی یوں تھے:

۱۔ مُلا عبدالغنی ۲۔ مُلا محمد طاہر غنی اور ۳۔ مُلا مہدی۔ جبکہ مُلا غالب کے ایک فرزند تھے جنکا نام عبدالحکیم ساطع تھا۔

مُلا عبدالغنیؒ اپنے دور کے جید عالم اور نامور فقیہ تھے۔ انہوں نے حضرت علامہ حلیؒ کی فقہ پر مشہور و معروف کتاب شرائع الاسلام کا فارسی ترجمہ کیا اور اس پر شرح لکھی جو بہت مشہور ہوئیں علماء کی نظر میں مُلا عبدالغنیؒ کی شرح بے نظیر ہے۔ مُلا عبدالغنیؒ کی بزرگی اور علمی عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جب ابراہیم خان سال ۱۱۱۳ھ میں کشمیر کا صوبیدار مقرر ہوا تو اس نے شیعہ علماء کی ایک کمیٹی مقرر کی جس کا کام شیعہ فقہ پر کتابیں تصنیف کرنا تھا۔ اس کمیٹی کے لئے باہر سے بھی علماء کو بلایا گیا۔ اس کمیٹی میں مُلا عبدالغنیؒ کو بھی شامل کیا گیا۔ اس کمیٹی نے پانچ کتابیں مرتب کیں جو پنج

بیاض ابراہیمی یا البیاض الابراہیمی کے نام سے مشہور ہیں۔

مُلا عبدالغنیؒ نے ۱۱۶۹ھ میں انتقال کیا، وہ اپنے قدیم آبائی مقبرہ واقعدر حسن آباد (نزدیک امام باڑہ) میں محوآرام ہیں۔

مُلا عبدالغنیؒ کے تین فرزندان تھے جن کے نام یوں تھے: مُلا ابوالخیر، صفی الدین اور علی اکبر۔

مُلا ابوالخیر سے نامور منشی خاندان کا سلسلہ چلا۔ اس خاندان نے نامور شعراء ادیب، مرثیہ نگار، خطاط اور حکیم پیدا کیے۔

مُلا علی اکبر کے فرزندان میں سے مُلا جواد نے حکمت پڑھی اور اس میدان میں کمال حاصل کیا جس کا ذکر آگے آئے گا۔

مُلا جواد کے سات فرزندان تھے: حکیم محمد مرزا، حکیم عطاء اللہ، حکیم محمد علی، مُلا اسد اللہ، حکیم محمد جعفر، حکیم مُلا عظیم اور حکیم عبدالرسول۔

مُلا جواد کے ان نامی گرامی فرزندان میں مُلا حکیم محمد عظیم نامور حکیم اور مرثیہ خواں ہوگزرے ہیں۔ حکیم غلام صفدر مرحوم کے مطابق حکیم محمد عظیم بچپن سے ہی بلا کے ذہین اور عاقل تھے۔ آپ کو حکمت اور طبابت کے علاوہ تنجیم وامل اور دیگر علوم میں بھی عالمانہ کمال حاصل تھا۔ مختلف علوم وفنون، ذہن وذکاوت اور فہم وفراست کے باعث آپ کو وقت کا بوعلی سینا تصور کیا جاتا تھا۔ اور یہ کہ آپ کے والد کے علمی کمالات، آپ اور آپ کے خاندان کے دیگر ممتاز افراد کے ماہر علوم وفنون ہونے کے پیش نظر بابا پورہ کو یونان کشمیر کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔

حکیم عظیم صاحب نے ۱۲۶۹ھ میں انتقال کیا، ان کے پوتے نامور مرثیہ نگار

حکیم حبیب اللہ نے تاریخ رحلت یوں لکھی ہے: 'عم بزرگ' (۱۲۶۹ھ) حکیم محمد عظیم، حکیم خاندان بابا پورہ کے پہلے نامی مرثیہ نگار تھے۔ ان کے بعد جو مشہور مرثیہ نگار اس خاندان میں پیدا ہوئے ان کے اسمائے گرامی یوں ہیں۔

حکیم عبداللہ (وفات ۱۳۰۵ھ) حکیم حبیب اللہ (وفات ۱۳۲۵ھ)

حکیم حسن علی (وفات ۱۳۳۴ھ) حکیم محمد جواد (وفات ۱۹۴۷)

منشی خاندان سے جن حضرات نے مرثیہ نگاری کے فن میں کمال حاصل کیا اور کافی شہرت پائی وہ ہیں:

منشی محمد یوسف (وفات ۱۳۰۱ھ) منشی مصطفےٰ علی (وفات ۱۳۱۴ھ)

منشی شاہ محمد، منشی محمد علی (وفات ۱۳۲۰ھ) منشی حسین علی (وفات ۱۳۵۲ھ)

منشی محمد عباس (وفات ۱۳۶۴ھ) اور منشی محمد صادق وغیرہ۔

مُلا (حکیم) خاندان بابا پورہ سے نہ صرف نامور مرثیہ نگار اٹھے بلکہ کشمیر کے دینی، علمی اور ادبی میدان میں اس خاندان کے افراد نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ طبابت کے میدان میں بھی ان کا ایک خاص مقام ہے۔

جیسا کہ اوپر درج ہو چکا ہے، اس خاندان کے بانی حضرت مُلا سعیدؒ برگزیدہ روحانی شخصیت تھی جو تبلیغ دین اسلام کے لئے وارد کشمیر ہوئے۔ انہیں قرآن، حدیث اور فقہ پر کمال حاصل تھا اور صاحب تصنیف بھی تھے۔ صاحب کحل الجواہر (سید علی ابن رضا) کے مطابق حضرت مُلا سعیدؒ نے حضرت مُلا عالم انصاری کے رسالہ پر شرح لکھی جس کی نظیر دیکھنے سے قاصر ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"میر قمیؒ کے ایک رفیق اور جید عالم ملا عالم انصاری کے نام سے مشہور ہیں۔

بڈشاہ جو انصاف پرور اور عدل دوست تھے، نے اس عالم انصاری کو برات کے مدرسہ عالیہ اسلامیہ کا ناظم مقرر کیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس عالم موصوف نے بھی اپنے بزرگ مرشد میر حسن قمیؒ کے امر سے ایک رسالہ مشتمل بر عقائد ناجیہ اثنا عشریہ مرتب کیا۔ اور یکتائے دہر فاضل روزگار تقوی شعار ورفیق میر ہمدانیؒ، ملاّ محمد سعید ہمدانیؒ نے کتاب مُلا (انصاری) کی وضاحت کے ساتھ ایسی شرح لکھی کہ چشم عالم اسکی نظیر دیکھنے سے قاصر ہے۔''

آگے چل کر مصنف تحریر کرتے ہیں:

''مولانا مُلا محمد طاہر غنی شاعر بے مثال جو اسی بلند ذات وصفات بزرگ کی نسل سے ہے، نے اس شرح کی شرح لکھی جو مجھ قاصر کی نظروں سے گزری اور حقیقتاً مسلک امامیہ میں ایک دلپذیر کتاب ہے۔''

کشمیر کے نامور شاعر مُلا طاہر غنی کشمیری اسی خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ اس خاندان سے متعلق جو بھی شجرہ جات دستیاب ہیں ان میں واضح طور مُلا طاہر غنی کا نام درج ہے۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے وہ مُلا طالب کے فرزند اور مُلا عبد الغنی کے برادر تھے۔ اگر چہ کشمیر کے بعض مؤرخوں نے انہیں عشائی خاندان کا فرد مشہور کہا ہے لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ایسے مؤرخ یہ دعوی کرتے ہوئے بھی ان کا نام مُلا محمد طاہر ہی درج کرتے ہیں۔ کئی سال قبل میں نے اس موضوع پر ایک تحقیقی مقالہ روزنامہ سری نگر ٹائمز (۴ جنوری ۲۰۰۳ء) میں تحریر کیا۔ اس پر کشمیر کے نامور اسکالر ڈاکٹر شفیع شوق، یونیورسٹی آف کشمیر نے یوں اپنی رائے کا اظہار کیا ہے:

''جو بات حکیم امتیاز حسین کے مقالے میں تقریباً قطعی لگتی ہے وہ یہ ہے کہ غنی کی

خاندانی نسبت کے بارے میں ہے کہ غنیؔ ''ملا'' خاندان کی کئی معزز ہستیوں میں سے ایک تھے، جن کے والد ملا طالب تھے اور جنکا اصل نام ملا محمد طاہر تھا۔ غنی کشمیری انکا تخلص تھا۔ یہ بات تذکرہ نصر آبادی، کلمات الشعراء، مرآۃ الخیال، ریاض الشعراء اور دیگر تذکروں کی روشنی میں ثابت ہو جاتی ہے۔ لیکن حکیم امتیاز صاحب نے اس حقیقت کو تسلیم کروانے میں شک کی گنجائش کو تقریباً ختم کیا ہے کہ ملا خاندان کی کئی اور شخصیتوں کی طرح ملا محمد طاہر غنی بھی حسن آباد میں مدفون ہیں۔ میری طرح باقی پڑھنے والے بھی حیرت میں پڑے ہونگے کہ محمد اعظم دیدمری، ڈاکٹر ریاض احمد شیروانی اور ڈاکٹر جی ایم ڈی صوفی جیسے محققین نے کسی شہادت کے بغیر کیوں کر ملا محمد طاہر غنی کے مدفن کے بارے میں اپنی اپنی مرضی کے مطابق فیصلے سنائے ہیں۔''

کحل الجواہر کے مصنف نے واضح طور پر ملا طاہر غنیؔ کو مُلا خاندان کا فرد ہی درج کیا ہے۔

مُلا غالب کے فرزند مُلا عبدالحکیم، جو ساطع تخلص کرتے تھے نے بھی شاعری کے میدان میں کمال حاصل کیا۔ ان کا دیوان ریسرچ ڈیپارٹمنٹ میں موجود ہے۔ پروفیسر عبدالقادر سروری کشمیر میں فارسی ادب کی تاریخ میں لکھتے ہیں:

''عبدالحکیم ساطع کا شمار اساتذہ میں ہوتا ہے۔ وہ مُلا غالب کے بیٹے تھے اور لالہ ملک شہید سے اصلاح لیتے تھے۔ لالہ ملک کے انتقال کے بعد مرزا داراب جویا سے بھی استفادہ کیا تھا۔ انہوں نے کشمیر سے باہر کا بھی سفر کیا تھا اور پشاور میں قیام کے زمانے میں ان کی ملاقات مُلا سعید اشرف سے ہوئی تھی۔ شاہ عالم کے دربار سے بھی ان کا توسل رہا اور بلند مراتب حاصل کیئے۔ شاہ عالم کے بعد فرخ سیر کے دربار سے

بھی وہ منسلک رہے تھے۔ پھر جب کشمیر لوٹے تو شعروسخن کی دلچسپیوں میں زندگی گزاردی۔''

''ساطع کشمیری اس خاندان کے چشم و چراغ تھے جس نے مغلوں، افغانوں، سکھوں اور ڈوگروں کی حکومتوں میں پشت در پشت شعراء کوجنم دیا تھا۔ جن میں ملا غالب، ملا طالب، ساطع، منشی نظام الدین، مرزا لامع، مرزا محمد علی بہت ہی اہم اور نامور سخنور گزرے ہیں۔ بہرحال ساطع نے مغلوں کے دورانحطاط میں کشمیر میں فارسی شعروادب کی مشعل روشن کر کے اپنانام پیدا کیا۔''

وہ مزید تحریر کرتے ہیں:

''حکیم ساطع کے شاگردوں کی تعداد بہت زیادہ ہے ان میں سے خواجہ اعظم دیدہ مری اور شرف الدین فرحت بہت ہی اہم ہیں۔ سفینہ خوشگو کے مطابق آپ کے سب شاگرد صاحب کمال ہیں۔ ساطع کے بعد آپ کے خاندان میں آپ کے پوتے نظام الدین نظام نے بھی شاعری کی تھی۔ اس کے بعد مرزا لامع نظام الدین کے بیٹے نے اپنا خاندانی شغل جاری رکھا۔ آپ سری نگر کے چنکرال محلّہ حبہ کدل میں سکونت کرتے تھے۔ فارسی میں اچھے اور عمدہ شعر کہتے تھے۔''

اس خاندان میں نامور طبیب بھی گزرے ہیں۔ حکیم محمد جواد اس خاندان کے مشہور طبیب تھے اگرچہ ان سے قبل بھی اس خاندان میں نامی طبیب موجود تھے۔ کشمیر کے نامی شاعر غنی کشمیری، جن کا ذکر شعراء کے ضمن میں آچکا ہے، خود بھی ایک قابل طبیب تھے۔ پروفیسر نیلوفر ناز نحوی، جنہوں نے غنی کشمیری پر تحقیقی کام شائع کیا ہے لکھتے ہیں:

''غنی کشمیری نے اپنے زمانے کے مروجہ علم وادب کی تعلیم پائی تھی۔ادب کے علاوہ فلسفہ پر بھی نظر رکھتے تھے۔حکمت اور طب میں بھی مہارت رکھتے تھے۔انکے کئی اشعار سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ طب کی تدریس بھی کرتے تھے۔کہتے ہیں:

جو یند دوای درداز من دگران

لیکن الم من نپز یرد درمان

آری نبود شکست بازار درست

ہر چند کہ پرز مومیائی است دکان''

حکیم محمد جواد کے فرزند مُلا حکیم عظیم، جنکا ذکر مرثیہ نگاروں کے ضمن میں آچکا ہے، بھی اپنے وقت کے نہایت ہی باکمال اور نامور حکیم تھے۔ان کے برادر زادہ حکیم عبداللہ (نامور مرثیہ نگار) بھی ایک قابل طبیب تھے۔انہوں نے علم طب، حکیم عظیم صاحب سے ہی حاصل کیا تھا۔

حکیم عبداللہ کے فرزند اور حکیم جواد کے پڑپوتے حکیم باقر بھی قابل ترین اور نامور حکیموں میں شمار ہوتے ہیں۔

اس خاندان کے دیگر نامی طبیب حکیم اکبر فرزند حکیم عطاءاللہ، حکیم مہدی فرزند حکیم محمد، حکیم غلام حسین المعروف بڈھا صاحب تھے۔

حکیم مہدی شاہی حکیم تھے۔آپ تلاش روزگار کے لئے ایمن آباد چلے گئے تھے جہاں سے مہاراجہ رنبیر سنگھ نے آپ کو واپس بلا کر اپنا شاہی طبیب مقرر کیا تھا، آپ کا انتقال ۱۳۰۹ھ میں ہوا۔آپ کے فرزند حکیم حسن علی بھی اپنے والد کی وفات کے بعد شاہی دربار کے حکیم مقرر ہوئے اور اس میدان میں کافی شہرت حاصل کی۔آپ ایک

نامور مرثیہ نگار بھی تھے۔آپ کا انتقال موسم سرما میں جموں میں ہوا جہاں آپ دربار کے ساتھ منسلک تھے۔

یہ بات فخر سے بیان کی جاسکتی ہے کہ موجودہ دور میں 'تاریخ شیعیان کشمیر' تحریر کرنے والے نامی گرامی مؤرخ حکیم غلام صفدر مرحوم بھی اسی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔انہوں نے اہم تواریخی مواد اکھٹا کر کے اسے کتابی شکل دیکر ایک اہم اور نمایاں کام انجام دیا۔جس جانفشانی سے انہوں نے اس کام کو تکمیل تک پہنچایا وہ قابل تعریف ہے۔اس کا اجرے عظیم اللہ تعالی ان کو عنایت فرمائے۔تاریخ شیعیان کشمیر انہوں نے سال ۱۹۷۰ء میں شائع کی۔اسکے بعد کے مصنفین و مؤرخین نے انکی اس کتاب کو ہی بنیاد بنا کر اپنا تحقیقی عمل آگے چلایا۔

حکیم غلام صفدر مرحوم نے کشمیری مرثیہ پر بھی کافی تحقیقی کام انجام دیا۔کچھ مضامین تو انہوں نے اپنی زندگی میں ہی مختلف رسالوں میں شائع کروائے لیکن ان کا کافی کام غیر مطبوعہ رہا۔ مجھے بے حد خوشی ہے کہ انکے قابل اور ہونہار پوتے سمیر ہمدانی نے اب انکے غیر مطبوعہ کام کو طباعت کے زیور سے آراستہ کرنے کی شروعات کی ہے۔زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی پہلی اور اہم کڑی ہے۔اللہ تعالی سمیر کو زور قلم اور زیادہ دے اور انکے جوش و جزبہ میں اضافہ فرمائے تاکہ آئندہ بھی دینی اور قومی خدمت انجام دیتے رہیں۔آمین

جسٹس حکیم امتیاز حسین

عرض ناشر

حفظ کُن تاریخ را پا ینده شو
از نفس ھاے رمیدہ زندہ شو

اللہ تعالیٰ کا یہ رحم و کرم ہے کہ کشمیری مرثیوں کا یہ مجموعہ ''اوش تہ آب'' آج عاشقان اہل بیتؑ کے ہاتھوں میں ہے۔ حالانکہ اس سے قبل ۱۹۵۴ میں اس کتاب کی ایک مختصر اشاعت عمل میں آچکی ہے لیکن زیر نظر مجموعہ مرحوم حکیم غلام صفدر ہمدانی کے اصل مسودے کی مکمل اشاعت ہے۔ یہ مجموعہ بنیادی اعتبار سے کشمیری مرثیہ کے ارتقائی عمل کی عکاسی کرتا ہے جس میں شاہ میری (شہمیری) عہد کے ابتدائی مراحل کے مرثیوں سے لے کر سکھ اور ڈوگرہ دور حکومت کے مراثی شامل ہیں جو کشمیری مرثیوں کے ذریں دور کی نمائندگی کرتے ہیں۔ مصنف کے ذریعے کئے گئے مرثیوں کے تراجم بھی کتاب میں شامل کئے گئے ہیں تا کہ نئی نسل کے قارئین اس صنف ادب کی ندرت و جدت اور متعلقہ شاعروں کی تخلیقات کے محاسن کا ذوق حاصل کرسکیں۔

اس کتاب کی اشاعت منشی غلام حسن، جسٹس حکیم امتیاز حسین اور ڈاکٹر تسنیم شوکت کی مسلسل حوصلہ افزائی کی مرہون منت ہے۔ کشمیر کی تاریخ میں ان حضرات کی دلچسپی کے علاوہ اس اہم صنف ادب کے ورثے کا تحفظ وہ جذبہ تھا جس نے قدم قدم پر ہماری مدد کی اور جس کے باعث یہ کتاب منظر عام پر آسکی۔

آغا سید محمد باقر احمد الموسوی اور پروفیسر فدا حسنین کے بھی ہم شکر گزار ہیں

جنہوں نے اس کتاب کے لئے پیش لفظ تحریر کئے۔ آپ دونوں حضرات کی علمی سرگرمیوں کے باعث کشمیر کی ہمہ جہت تکثیری ثقافت کے تئیں ہماری تفہیم کا دائرہ بتدریج وسیع تر ہوتا جارہا ہے اور ہماری آنے والی نسلیں اس احسان کے لئے ان کی مقروض رہیں گی۔ مقبول ساجد کا بھی شکریہ ضروری ہے جنہوں نے اس کتاب کے مسودے کو ٹائپ کیا۔ میرے خیال میں کوئی دوسرا شخص اتنی ہنرمندی کے ساتھ اس کام کو نہیں کرتا۔ یہاں پر اس تعاون کا اعتراف بھی ضروری ہے جو دانش اقبال اور شفیق الحسن صاحب نے اس کتاب کی اشاعت کے لئے پرخلوص طور پر دیا۔

آغا سید مصطفے رضوی، ڈاکٹر ثریا حکیم، ڈاکٹر حکیم ریاض ہمدانی، سید اقبال رضوی، سید ظہور رضوی، سید مزمل جلالی، سید سجاد الموسوی، سید منیر الحسن رضوی، ذاکر خواجہ احمد علی، محمد شفیع میر، ذوالفقار علی اشرف اور عمران بشیر کی مدد اور تعاون کے لئے بھی ہم ہمیشہ احسان مند رہیں گے۔

میں آخر میں اپنے افراد خاندان کا بھی شکرگزار ہوں، بطور خاص اپنے والد محترم حکیم شوکت علی ہمدانی کا جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت میں میری حوصلہ افزائی کی اور میری والدہ محترمہ کا بھی جنہوں نے کشمیری مرثیوں کی دنیا سے مجھے پہلی بار متعارف کرایا۔

حکیم سمیر حسین ہمدانی

سرینگر، کشمیر

پیش لفظ

اس کتاب کے منصۂ شہود پر آنے کی وجہ یہ ہوئی کہ ایام محرم ۱۳۷۱ ہجری میرے مکرّم و معظّم بھائی جناب حکیم علی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ کشمیری مرثیہ نگاری کی جو علمی، ادبی اور شاعرانہ خوبیاں ہیں وہ عوام کی نوٹس میں ابھی تک نہیں آئی ہیں۔ان اوصاف اور خوبیوں سے صرف چند شیعہ حضرات ہی واقف ہیں۔لہذا اگر اِن کمالات کوالم نشرح کیا جاتا تو یہ اُن شاعروں کی حقیقی خدمت تھی، جنہوں نے اس فن کو چار چاند لگائے ہیں اور اس قومی لٹریچر کی خوبیوں سے عوام بھی واقف ہو جائیں۔انہوں نے ایک مختصر سا مضمون تیار کیا جس کو وہ ریڈیو اسٹیشن سے نشر کرنا چاہتے تھے۔یہ مضمون انہوں نے مجھے دکھایا۔میں نے عرض کیا کہ اس مختصر مضمون میں شاعروں کے کمالات کی داد نہیں دی جاسکتی ہے۔حکیم صاحب نے یہ بات تسلیم کی اور مجھے اس موضوع پر لکھنے کی ہدایت دی۔میں نے نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ۔ فوراً مان لیا۔مجھے معلوم نہ تھا کہ یہ کام اتنا مشکل اور دشوار ہے۔اس کام کیلئے ایک ادیب اور شاعر کی ضرورت تھی جو شاعرانہ اور عالمانہ نکات سمجھ سکتا تھا اور جس کو شعر و سخن سے واقفیت ہوتی۔میں یہ کام اپنے ذمہ لینے کی ہرگز جرأت نہیں کرتا اگر ہمارے حلقے میں کوئی ایسا ادیب ہوتا۔مزید انتظار کرنے سے یہ خطرہ لاحق ہوتا کہ گذشتہ مرثیوں کے ذخیرہ کی طرح موجودہ مرثیے بھی تلف ہو جاتے اور انکی خوبیوں سے لوگ محروم ہو جاتے۔

اس کتاب کے مرتب کرنے کا خیال اگر آج سے پندرہ بیس برس پہلے آیا ہوتا تو میری دشواریاں بہت حد تک دور ہو جاتیں کیوں کہ اس وقت ایسے حضرات موجود تھے جن کو اس فن سے کافی دلچسپی تھی اور جن کی معلومات کے دائرے بہت وسیع تھے۔اس کتاب میں اکثر شعراء ایسے ہیں جن کے متعلق اب کسی کو کچھ معلوم نہیں۔صرف انکے نام موجود ہیں۔آخری دور کے ایسے مرثیہ بھی موجود ہیں جن کے مصنف اور وزن نامعلوم ہیں۔

پرانے دور کے مرثیوں کی بیاضیں کچھ تو انقلاب زمانہ سے تلف ہو چکی ہیں اور کچھ اولاد ناخلف کے ہاتھوں میں پڑ کر پنساریوں کے ہاتھ فروخت کی گئیں اور کچھ کیڑوں کی نذر ہو گئیں۔جو کچھ بچا کچھا موجود ہے وہ بھی آہستہ آہستہ ضائع ہو رہا ہے۔اگر قوم نے اسکی طرف فوری توجہ نہ دی اور ان تمام مرثیوں کو شائع نہ کیا تو یہ یقینی امر ہے کہ کچھ عرصہ کے اندر یہ لٹریچر جس سے قوم کی عظمت اور علمیت آشکار ہوتی ہے، ہمیشہ کیلئے ختم ہو جائے گا۔

موجودہ دور کے بیاضوں میں کاپی کرنے کے وقت اکثر غلطیاں ہوئی ہیں۔ یہ غلطیاں زیادہ ترحمد،نعت اور مدح کے حصوں میں پائی جاتی ہیں۔ایک بیاض کے الفاظ دوسری بیاض کے الفاظ سے اکثر مختلف پایے جاتے ہیں۔اس سے مجھے بہت ہی دقت محسوس ہوئی اور ایک ہی مرثیہ نقل کرنے کیلئے اُسی مرثیے کے مختلف نسخے دیکھنے پڑے۔اسکی وجہ یہ ہے کہ کاتبوں نے لکھنے کے وقت اصل سے

پھر موازنہ نہیں کیا ہے۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ کشمیری زبان کیلئے کوئی اپنا خاص رسم الخط (Script) نہیں ہے۔ اس کو عربی حروف میں لکھا جاتا ہے، جو کافی نہیں۔ اس زبان کے الفاظ اور آوازیں ایسی ہیں جنکو عربی وفارسی حروف میں بیان کیا جانا مشکل ہے۔ اسلئے ان مرثیوں کے پڑھنے میں جو عربی حروف میں لکھی گئی ہیں بہت دقت ہوتی ہے۔ تیسری وجہ یہ ہے کہ قوم میں وہ فضلاً اور ناقدین ہی نہ رہے جو ان مرثیوں کی شاعرانہ اور عالمانہ خوبیوں کو سمجھ سکتے۔ ذاکر حضرات بھی ناخواندہ اور جاہل واقع ہوئے۔ عوام اور ذاکر حضرات نے حمد، نعت اور مدح کے حصوں کو ہی پڑھنا ترک کیا، کیوں کہ سمجھنا تو درکنار اسکو وہ صحیح طور پڑھ بھی نہیں سکتے۔ ان ہی تین حصوں میں شاعروں نے مضمون کی ادائیگی میں کمال کیا ہے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ شاعروں کے کمالات بستۂ خاموشی میں گم ہو گئے اور یہی وجہ ہے کہ ان تین حصوں میں اکثر غلطیاں سرزد ہوئی ہیں۔

اس کتاب کا ہرگز یہ دعوہ نہیں ہے کہ یہ جامع ہے۔ اس میں خامیاں ہیں۔ جن کا مجھے خود اعتراف ہے۔ اس موضوع پر کتاب مرتّب کرنے کیلئے وقت اور فرصت کی ضرورت ہے۔ بہر حال اس کتاب میں یہ دکھانے کی کوشش کی گئی ہے کہ کشمیری مرثیوں میں کیا کیا خوبیاں ہیں اور اس فن کو یہاں کے شاعروں نے کون سا امتیازی رنگ دیا ہے۔ ممکن ہے کہ قوم کا کوئی درد رکھنے والا پیدا ہو جو اس معاملہ میں تحقیق کرے۔ اس کیلئے میدان وسیع ہے۔ شاید یہ کتاب اس کی رہبری کر سکے۔

آخر میں ان احباب کا شکریہ ادا کرتا ہوں ،جنہوں نے اس معاملہ میں تعاون کیا۔منشی محمد صادق صاحب میرے شکریہ کے خاص طور مستحق ہیں جنہوں نے میری مدد کی۔

حکیم غلام صفدر ہمدانی

سرینگر، ۱۹۵۳ء

کشمیری مرثیہ - ایک مختصر تعارف

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

یہ مسلّمہ حقیقت ہے کہ روئے زمین پر کسی حادثہ کے متعلق اتنا اظہار افسوس اور ہمدردی نہیں کیا گیا ہے جتنا کہ واقعۂ کربلا کے متعلق کیا گیا ہے اور کیا جا رہا ہے۔ حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا خونچکاں واقعہ عدیم المثال ہے۔ تیرہ سو سال گذر جانے کے بعد بھی اسکی یاد لوگوں کے دلوں میں ایسی ہی تازہ ہے گویا کل کا واقعہ ہو۔ اس یادگار کو مٹانے کیلئے بنی امیہ اور عباسیوں نے ساری قوت جھونک دی۔ عزاداری کے لیے امتناعی احکامات جاری کیے۔ لوگوں کو شہیدان کربلا کی زیارت کرنے سے منع کیا گیا مگر یہ تمام تدابیر رائیگاں اور بے سود ثابت ہوئیں۔ لوگوں نے سر کٹوائے، جانیں دیں، گھر بار اور اہل وعیال کو قربان کیا مگر عزاداری اور زیارت شہداء کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ آخر میں بنی عباسیوں نے شہدائے کربلا کے مدفن کا نام ونشان مٹانے کی سعی کی مگر اس میں بھی ان کو ناکامی کا منہ دیکھنا پڑا۔ انکے علاوہ دیگر حکمرانوں نے بھی وقتاً فوقتاً اس یادگار کے منانے پر بندشیں عائد کیں، مگر وہ بھی کامیاب نہیں ہوئے بلکہ وہ اس کوشش میں خود بھی تباہ ہو گئے۔ ان ناپاک سازشوں اور ناکام کوششوں کے باوجود اس یادگار کی عظمت اور وقعت بڑھتی گئی۔

دیگر مذاہب بھی اس واقعہ کے روحانی اور اخلاقی اثرات سے محروم نہیں رہے۔ چنانچہ ہندوستان کے اکثر ہندو راجے اور مہاراجے بھی ہر سال محرم کے ایام میں حضرت امام حسینؑ کی شہادت کا سوگ مناتے رہے۔ اس یادگار کے موجود اور برقرار رہنے کا سبب یہی روحانی تاثیر ہے جو حضرت امام حسینؑ کی شہادت میں مضمر ہے جس کیلئے دنیا انکی گرویدہ رہی ہے۔

حضرت امام حسینؑ کی شہادت پر جتنے مرثیے لکھے گئے ہیں، اُتنے کسی اور واقعے پر نہیں۔ یہ سلسلہ گذشتہ تیرہ سو سال سے چلا آ رہا ہے۔ جس ملک میں حادثۂ کربلا واقع ہوا وہ عرب تھا اور اہل عرب ہی مرثیہ نگاری کے موجد تھے۔ جس وقت حضرت امام حسینؑ کی شہادت واقع ہوئی، اس وقت بنی امیہ عرب کے حکمراں تھے اور انہوں نے ہی حضرت امام حسینؑ کو شہید کروایا تھا۔ انہوں نے اس وقت عرب شعراء کی ناک میں دم کر رکھا تھا، ورنہ بقول مولانا شبلی مرحوم وہ اس زور سے مرثیہ کہتے کہ تمام عالم میں آگ لگ جاتی۔ مرثیہ کہنا تو عربوں پر ہی منحصر نہ تھا بلکہ جس جس ملک میں اسلام اور مسلمان پھیلتے گئے، وہاں کے لوگوں نے اپنی اپنی زبان میں مرثیے کہے ہیں۔ اور اس فن میں انہوں نے عربوں کو بھی مات دی ہے۔ ایران میں مُلا محتشمؒ اور ہندوستان میں میر انیسؔ اور مرزا دبیرؔ تو مرثیوں کے ہی طفیل مشہور ہیں۔ میر انیسؔ نے تو اردو زبان میں مرثیہ نگاری کو اوج کمال پر پہنچا دیا ہے۔

چنگیز خاں کے وحشی درندوں نے ۱۲۰۰ء میں ایران وعراق کی اسلامی سلطنت کوروندڈالا۔ وہاں کے شہروں کومسمار کر کے نیست ونابود کیااور کوئی ساٹھ لاکھ مسلمانوں کوتہہ تیغ کرڈالا۔ ایران کے علوم وفنون کے مرکزوں کوملیامیٹ کیا اور بچے کھچے مسلمان بے بسی اور بے کسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہوئے۔ کیونکہ ان کا اقتدار طاقت وتوانائی ختم ہوچکی تھی۔ اب ان مسلمانوں نے اپنے زخموں کے مرہم کے لئے ایسی دوا تلاش کی جس میں یہ اپنا سیاسی انخلاط، اپنی ناتوانی اور بے بسی کا غم کسی حد تک بھول سکتے۔ اس مقصد کے لئے انھوں نے صوفیانہ شاعری اور موسیقی کا ایجاد کیا۔ جس میں دنیا کی ناپائیداری اور بے ثباتی کے پردہ میں اپنی ناتوانائی اور شکست خوردہ ذہنیت کو چھپانے لگے۔ چنانچہ مسلمانوں کے اس انحطاط کے زمانے میں اس فن نے بہت ترقی کی۔ اور کشمیراور دیگر اسلامی ممالک میں بھی پھیلا۔

چونکہ صوفیانہ موسیقی میں وہ تمام چیزیں پائی جاتی ہیں جو مرثیوں کو بھی موثر بنا سکتی تھیں، اس لیے یہاں کے مرثیہ نگاروں نے مرثیوں کو بھی صوفیانہ موسیقی اور شاعری کی ڈگر پر ڈال دیا کیونکہ دونوں اصناف کا مقصد قریب قریب یکساں ہے۔ دونوں نامساعد سیاسی حالات اور ظلم وتشدد کی پیداوار ہیں۔ صوفیانہ شاعری میں دنیا کی بے ثباتی، غم واندوہ، یاس وحرمان کا پہلو، عاشق ومعشوق کی آہ وفغاں اور گل وبلبل کے ترانے اور نغمے پائے جاتے ہیں جبکہ مرثیہ میں حزن وملال، آہ و

بکا اور رنج وغم کا پہلو غالب ہے۔ ان دو صنعتوں میں پائی جانے والی یکسانیت مرثیہ کے تیسرے دور میں نمایاں طور پر ابھر کے آئی۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض شاعروں کا انداز بیان، حسن کلام اور تخیل جدا ہے۔ یہ بھی سچ ہے کہ چند شاعروں نے جدتیں اختیار کی ہیں۔ مگر مرثیہ نگاری کا طریقہ وہی ہے جو ابتدا سے چلا آیا ہے۔ اسکے برعکس کشمیری شاعروں نے اپنی خداداد ذہانت اور قابلیت سے مرثیہ نگاری کا ایک نیا اور نرالا طریقہ ایجاد کیا ہے، جو صرف کشمیر سے ہی تعلق رکھتا ہے۔ ابتدا میں تو یہاں کے شاعروں نے بھی مروجہ طریقہ کے مطابق مرثیہ کہنا شروع کیا مگر رفتہ رفتہ تخیل کی پرواز اور افتادِ طبع نے ان کو لکیر کا فقیر ہونے نہ دیا۔ انہوں نے نئے اصول وضع کر کے مرثیوں کا ایک ایسا فن ایجاد کیا جسکی نظیر دنیا میں کہیں اور نہیں ملتی۔ یہ فن کشمیری مرثیہ نگاری کے آخری دور میں ایجاد ہوا اور اسکا تذکرہ مرثیہ نگاری کے تیسرے اور آخری دور میں وضاحت سے کیا گیا ہے۔

کشمیر میں مرثیہ پڑھنے کا طریقہ بھی دیگر ممالک سے بالکل مختلف اور جدا ہے۔ کشمیر میں جو گانا مروج ہے اُس کو چھکر کہتے ہیں۔ ''چھکری''، ''روف'' اور ''وَنہ وُن'' اجتماعی طور گایا جاتا ہے۔ بلکہ مُردوں کا بین بھی عورتیں اجتماعی طور کرتی ہیں جسکو کشمیری میں ''رینٹ'' کہتے ہیں۔ مختصر یہ کہ یہاں کا ہر قسم کا گانا اجتماعی طور گایا جاتا ہے۔ یہاں کے مرثیے بھی اجتماعی طور پر پڑھے جاتے

ہیں اور شعراء نے بھی عوام کے رجحان کو مدنظر رکھ کر اسی طریقے پر مرثیے کہے ہیں۔ حضرت سیدنا میر علی ہمدانی قدس اللہ سرہٗ نے لوگوں کے اس فطری رجحان کا خیال رکھتے ہوئے ''اورادفتحیہ'' منظوم کیے جو اجتماعی طور پر بلند آواز میں پڑھے جاتے ہیں۔

کشمیری مرثیہ کے تین دور ہوئے ہیں (۱) ابتدائی (۲) درمیانی (۳) آخری اس زبان میں پہلے کس نے مرثیے کہنے شروع کیے اسکے متعلق تاریخ خاموش ہے۔ اس دور کے مرثیوں کا ذخیرہ تو تقریباً سب ضائع اور تلف ہو چکا ہے۔ صرف ایک پرانا نسخہ ذاکر خواجہ علی صاحب ساکنہ گنڈ خواجہ قاسم سے دستیاب ہوا۔ خواجہ صاحب کے والد مرحوم خواجہ احمد علی صاحب خود تعلیم یافتہ تھے اور اُن کو پرانے اور نئے مرثیوں کے نسخہ جات حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔ ان کو استاد ذاکرین وسلطان ذاکرین کہا جاتا تھا۔ ابتدائی دور کا یہ نسخہ جو خواجہ احمد علی صاحب نے ایک ہندو پنساری کی دکان سے حاصل کیا تھا، بھی کرم خوردہ ہے اور اس کے بہت صفحے غائب ہیں۔ مگر اس میں کہیں کہیں مرثیہ کا سنہ تصنیف بھی درج ہے۔ جس سے ابتدائی دور کی رہبری ہو سکتی ہے۔

دوسری بیاض میں نے محترم حاجی ملک محمد جواد صاحب ساکنہ جڈیبل سے حاصل کی۔ اس بیاض میں بہت مرثیے درج ہیں جو درمیانی دور میں تصنیف ہوئے ہیں۔ اس بیاض میں کہیں کہیں مصنفوں کے نام اور سال تصنیف بھی درج

ہے۔ اکثر مرثیوں کے شاعروں کے نام بھی دیے گئے ہیں۔ میرے دیرینہ دوست منشی محمد صادق صاحب نے دو اور پرانی بیاضیں مہیا کرائیں۔ اِن بیاضوں میں بھی کافی مراثی درج ہیں، لیکن بیشتر جگہ مصنفوں کے نام نہیں لکھے گئے ہیں۔ اِن بیاضوں کے اوراق بھی پھٹے ہوئے اور کرم خوردہ ہیں۔

تیسرے دور میں مرثیہ نگاری کا فن ترقی کے آخری مدارج پر پہنچ گیا اور یہ کشمیری مرثیوں کا شاندار دور ہے۔اس دور کے مرثیے آج پڑھے جاتے ہیں۔ یہ مرثیوں کے ارتقا کی آخری منزل تصور کی جاتی ہے۔اسی دور کے مرثیوں کی خوبیاں اور نکات کی جانب عوام کی توجہ مبذول کرانے کیلئے یہ کتاب معرض وجود میں آئی۔

☆☆☆

ابتدائی دور

۷۹۱ھ تا ۹۹۵ھ

۱۳۸۹ء تا ۱۵۸۶ء

الوداع اے عترت من الوداع

امام ءخمہ نیرٕ وُن اوس پران الوداع

فلکو پٹھ ملکو تول الوداع

جدمن خیرالوریٰ افضل ترین انبیأ

آفتاب اوج عزت شمع جمع انبیأ

ابتدائی دور

کشمیری مرثیوں کا ابتدائی دور سلطان سکندر کے عہد حکومت میں شروع ہوا۔ یہ بادشاہ ۷۹۶ ہجری میں تخت نشین ہوا۔ اس کے زمانہ میں علماء، فضلاء اور سادات کبار کی ایک معتد بہ جماعت دیگر اسلامی ملکوں سے وارد کشمیر ہوئی۔ بادشاہ نے ان کی خوب حوصلہ افزائی کی اور ان کے آرام و آسائش کے ذرائع پورے کیے۔ ان علماء اور فضلاء نے صحیح معنوں میں اسلام کی خدمت انجام دی۔ اس زمانہ کے مرثیوں کی ابتدا حمد، نعت اور مدح سے شروع ہوتی ہے اور پھر واقعہ کربلا کے حالات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ مدح میں زیادہ تر فضائل حضرت علیؑ بیان کیے گیے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ مرثیہ کہنے والوں میں صوفیان کرام بھی تھے کیونکہ ولیت وتصوف کے سارے سلسلے شاہ ولایت حضرت علیؑ کے ساتھ وابستہ ہیں۔ ہر ایک مرثیہ کے چند بند ہوتے تھے جن کا وزن اور قافیہ ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ زبان صاف اور شستہ ہے۔ ان مرثیوں میں ذیادہ تر عربی اور فارسی الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شاعر عربی اور فارسی میں خاصی مہارت رکھتے تھے اور عالم وفاضل تھے۔ اس دور کے ابتدائی حصے میں مسلمانوں میں فرقہ وارانہ مناقشات بالکل مفقود تھے۔ سب مسلمان آپس میں

بھائیوں کی طرح رہتے تھے۔ چنانچہ جب حضرت میر سید محمد ہمدانیؒ نے حضرت امیرؒ کی خانقاہ تعمیر کرائی تو حضرت مُلا سعید الدین ہمدانیؒ کو جو کہ شیعہ مسلک کے تھے اس خانقاہ کا متولی بنایا اور اس درگاہ کا نظم و نسق اُن ہی کے سپرد کیا۔

اس دور میں شیعہ شعراء کے ساتھ اہلسنت جماعت کے شاعروں نے بھی مرثیے کہے جن کے نمونے اب بھی موجود ہیں۔ مرثیوں کا طریقہ اسی طرح جاری رہا۔ جب نازک شاہ کشمیر کے تخت پر بیٹھا تو وہ برائے نام بادشاہ تھا۔ حکومت کی باگ ڈور مرزا حیدر کاشغری کے ہاتھ میں تھی اور وہی مالک مختار تھا۔ یہ مرزا بہت متعصب تھا۔ اُس نے آتے ہی حضرت میر شمس الدینؒ کی قبر کو اکھاڑ دیا اور اس میں آگ لگادی۔ خانقاہ جڈیبل کو منہدم کر کے آگ لگوادی۔ سید دانیالؒ فرزند حضرت میر شمس الدینؒ کو قتل کیا۔ شیعہ علماء، فضلاء اور سادات کو تہہ تیغ کیا۔ شیعوں کے مکانوں، معابدوں اور مساجد کو آگ لگا کر تباہ کرادیا اور شیعوں کی معتد بہ آبادی کو نیست و نابود کر دیا۔ اور یہ ظلم و تشدد اور قتل و غارت ۹۵۷ھ تک رہا۔ جبکہ یہ ظالم بے رحم وحشی قتل کیا گیا۔ جو لٹریچر شیعوں نے اس وقت تک پیدا کیا تھا وہ تلف ہوا۔ اگر کچھ بچ بھی گیا تو وہ آئندہ کے دست ظلم سے بچ نہ سکا۔

☆☆☆

یا امام علیک السلام

چھکھِ بے عدیل خالقہٕ عأدلو   درگاہہِ چانے چھِ گدا بادشاہ
ژے بأزِل تہٕ سأری چھی سأیلو   رازق العباد چھےٚ چأنی صفتاہ
واتہِ نہٕ بُنہس چأنس گمانو   بلند شانہٕ بے نشانو
أسی چھِ بندٕ تہٕ ژٕ سون خدایے
ژے نعم الوکیل، نعم المولا، نعم النصیر یا جبار

☆

فخر زون فقرٕ ے درویش کأملو   دیتکھ دم شاہ سُند دوٚیکھ چھُ سون مولا
روٚٹکھ اتھہٕ لٔس مورشدٕ سند سلسلو   طریقتہٕ ہے گے آگاہ
أسی جلال لأ گرتھہٕ پھیرانو   مدح شاہٗ سُند پرانو
تھٔبکان کیٚو نہہ بو سون شیر خدایےؑ
پران لافتیٰ الا علی لاسیفَ ذوالفقار

☆

ثمی شاہٗ رضائے حق کوٚ رحأ صلو   قضا وقدر تک بوس دستگاہ
سُے یٚیلہِ گرٕ ھِ ہے نمازِ اندرٕ ے دأ خلو   زانہٕ ہن قضا گری تھہٕ گو علی مرتضیٰؑ
کُس اوس ترٕ ھ عبادت دنیاس کرانو   سُہ اوس دوہس تہٕ راتس پأنٔژ پھرِ مرانو

اوسس کانہٖ پھل بند گومُت اُکس جاییے

سُے اوس آمت پھُٹتھ کوٗ ڈہس بدن ژٗٹتھ   توتہٕ گونہٕ نماز گذار خبردار

☆

گنجان چیرٕ چھو کس پنہٕ نُے مُنٛد یلو   دپان خوٗن چھو کہٕ نے روزِ بم نا

گوشیرس تہٕ زیرس تبدیلو   ضافہٕ ستی سجدس پتھ پیٛو یکدفع

رو یہ پتھٕ خوٗنہٕ چہٕ جو یہ آسہٕ پکانو   دو یہ اتھہٕ دیوارس اوس چھکانو

لا یہ تمے وقتہٕ جبرائیل کریکھا   سو ے عالمس گیہ ہوٗ لا یے

مور ملئٖ ملجمی قاتل حضرت علیؑ نماز کران روزٕ دار

☆

مران چھُنہٕ شہیدٕ ے ونہٕ موٗ ئیلو   گواہ چھُ آیہ کلام اللہ

اوس مرداہ یوٗ چھہٕ ستی گومت ذلیلو   وتہٕ پتھ سمکھیٛوس علی مرتضیٰؑ

ترٕ بے ژوچہٕ دژنس شاہ گو پکانو   دوپنس گژھ گرٕ سون ہوٗتی کیٛا چھے مکانو

آ و گرٕ شاہؑ سند فقیرٕ خدا یے

شہسؑ اُسی غسل دوان، کفن سُوان، حسنینؑ ودان زار زار

☆

تہٕ ڈیشتہٕ لوٗگ بتھہٕ بتھہٕ دِنہٕ اِدسا ٔیلو   دوپنکھ میانیٛو صاجبزادو لگہٕ موفدا

ڈیوٗٹھم ییٛتِن بابہٕ تھنٛد گواہ چھم رب جلیلو   ترٕ بے ژوچہٕ دژنم چھم ییٛتہٕ کیٛا

مےٚ ھصابۂ عقل چھےٚ گاۂمڑ حیرانو   ھوٚتی کیٚا زندۂ ڈیوٗ ٹھُم ییٚتۂ چھس دوان سرانو
تۂ بوٗزی تھۂ شاھزادن باکھاہ آیے
دوٚ پھس بابوڑ چھُکھ زندے مأرتھ أسی گے مُرتھ   گو پھٹری تھۂ ملجم سیاہ مار

☆☆☆

ترجمہ

اے خُدا! تو بے مثال خالق اور عادل ہے۔ تیری درگاہ میں ساری دنیا کے بادشاہ بھیک مانگنے والے ہیں۔ تو ہی داتا ہے اور ساری مخلوق تیرے حضور میں بحیثیت سائل شامل ہیں۔ تیری ایک صفت یہ ہے کہ تو مخلوق کو روزی پہنچاتا ہے۔ قیاس اور خیال تیری اصلیت کو پا نہیں سکتے۔ تو بے نشان اور بلند مرتبے والا ہے۔ تو ہی ہمارا مالک اور ہم تیرے ناچیز بندے ہیں۔ اے جبروت والے خدا! تو ہی اچھی وکالت کرنے والا، اچھا ناصر اور اچھا مددگار ہے۔

☆

عارف لوگ فقر پر ناز کرتے تھے، وہ حضرت علیؑ کی محبت کی حامی بھرتے تھے اور فخراً کہتے تھے کہ آپ ہمارے مولا اور آقا ہیں۔ دنیا میں آکر انہوں نے حضرت علیؑ کی روحانیت کا سلسلہ تھام کر راہ طریقت سے واقفیت حاصل کرلی۔ وہ عرفان کے بلند مقامات کو پا کر حضرت علیؑ کی مدح سرائی کرتے تھے۔ وہ فخراً شیر خداؑ کی تعریف و توصیف میں یہ کلمات دہراتے تھے کہ کوئی فاتح علیؑ جیسا

نہیں اور کوئی تلوار ذوالفقار جیسی نہیں۔

اس شاہ ولایتؑ یعنی حضرت علیؑ نے جس کو خدا نے قضاوقدر کا مالک بنایا تھا، خدا کی رضا حاصل کرنے کیلئے سر تسلیم خم کیا۔ جس وقت وہ خدا کے حضور میں عبادت کیلئے مشغول ہوتے تو وہ اتنے محو اور اپنے وجود سے اتنے بے خبر ہوتے تھے کہ لوگوں کو خیال ہوتا تھا کہ آپ انتقال کر گئے۔ ان کی طرح کوئی عبادت نہیں کرتا تھا، وہ دن اور رات میں پانچ دفعہ یعنی پانچ نمازیں پڑھنے کے وقت انتقال فرماتے تھے۔ ایک دفعہ ان کے جسم میں ایک تیر پیوستہ ہوا تھا، جسکی نوک بدن میں چبھ گئی تھی۔ نماز کے وقت جسم کے حصّے کو کاٹ کر تیر کی نوک نکال دی گئی اور حضرت علیؑ کو بالکل معلوم نہ ہوا، کیونکہ وہ نماز میں محو تھے۔

☆

شہید مرتا نہیں جیسا کہ قرآن سے ثابت ہے۔ اس بارے میں ایک واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ایک دفعہ ایک آدمی کی حالت بھوک سے بدتر تھی۔ راستے میں اسکو حضرت علیؑ ملے۔ آپ نے اسکو تین روٹیاں دیں اور کہا کہ وہ سامنے میرا مکان ہے۔ وہاں جا اور خود حضرت علیؑ دوسری طرف چلے گئے۔ وہ سائل حضرت علیؑ کے گھر میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ حضرت علیؑ غسل دیتے تھے، کفن تیار کرتے تھے اور حسنینؑ زار زار روتے تھے۔ یہ حال دیکھ کر سائل منہ پیٹنے لگا اور حسنینؑ سے کہنے لگا، میں تجھ پر قربان ہو جاؤں، خدا کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں کہ میں نے حضرت علیؑ کو باہر نزدیک ہی دیکھا۔ یہ تین روٹیاں انہوں نے دیدیں۔ میں

حیران ہوں کہ وہاں میں نے آپکو زندہ پایااور یہاں آپکی میّت کوغسل دیا جارہاہے۔ یہ سنکر حسنینؑ روپڑے اور کہا کہ اے ہمارے باپ! آپ مرکربھی زندہ ہیں، مگرہم آپکی جدائی سے بےبس ہوئے اور یہ سب کچھ بدبخت اورظالم ابن ملجم کے ہاتھوں ہوا۔

☆☆☆

وزن دویم

اِڈ ییٚلہِ اماٸیٖ کوٚ رعزم میدانو   پران اوس دعائے وداع
پانے ذوالجناح اوہنن برۏنٹھۂ گُن ہو   گُریٖ تھۂ وِگہِ تھچھ مُکھہِ لتس اتھۂ پھیٖرنو
ولہٖ باریٖق میٚون ژٛبے چھہمو

☆

امام اوس سلاح جنگہٖ کُے گنڈانو   ہیوٚتُن نکھہِ بُڈیٖ بابن ردا
اِڈ ذوالجناحس سوارسپنن ہو   روٗزٕس رکابس تھچھ گُریٖ تھۂ بیب سکینہؑ
مےٚ ترٲویٖ تھۂ بابو کوٚت گژھہٕ کھو

☆

بوزم بیب زینبہٕؑ ذوالفقار ہتھۂ درایہ پانو   ژٕ روز باگوڈٕیوٚ سپنے فدا
اسہِ دون ببنہٕ نبن روٗدکھٕ بٲے جوٗگُن ہو   بایوٗگُرموٗ رِوساتھاہ گوڈٕمرٕ بو
مارُن چون وچھتہٕ ہبکہٕ نو   ☆

امام گُرِ پیٹھ اِڈ وو تھ پانو   دو پنس چھکھ آیہ حجانچ ژے مدعا
زار کران پھرِن اِڈ خمس کُن ہو   بینہ دیدی جنگ کرِ نے زنانن روالبہ نو
دیدِ ہنز قبرِ کُن وُچھتہ صبر کروو

☆

الوداع اے عترت من الوداع   امام خمہ نیرِ ون اوس پران الوداع
فلکو پیٹھ ملکوتول الوداع

جد من خیر الوریٰؐ فاضل ترین انبیاءٗ   آفتاب اوج عزت شمع جمع انبیاءٗ
جد چھم پیغمبر آخر زمانوؐ   بابہ علی مرتضیٰؑ کو چھ رو چھنس دیدِ فاطمہؑ ہو
زہرِ لد شاہ حسنؑ بوے واتمو   زانی تو تہندے امام چھس بو

☆

یہ بوٗ زتھ ہتہ وَتہ اُسی تیر لایانو   زیرآو سید شہداءٗ
لوے اُکی ظالمی کاناہ رگ ہاشمی تمہ ستی ژھیون ہو
لوٗ کر بڈی ساری واحسینؑ گری وو   بتھہ بتھہ دِوان پان ماری وو

وزن دیگر

تمے کانہ چھو کہ امام گُرِ وو تھو   روبقبلہ سے بوٗ تھو   فوجس وو تھ غلغلا
تس یلہ نوٗرِ دارِ پیٹھی خون وو تھو   تی امامی بتھہ موٗ تھو   پران الحمدللہ

ثُمی خالقس کُن سجدٖ دیثو   گوم خوٗنہٖ پنہٖ نے سرخ بُتھو   گوس قبول حق انشاءٔ اللہ
تہِ بیلہِ شمری کاٗفرن دوٗ رِڈیوٗٹھو ژی پھری تہٖ آور تہٖ موٗتو   اتھہٖ کبتھ ہتھہٖ کرتلا

شاںد پٹھ امامس ہتھہٖ بیوٗٹھو   تمہِ ساتہٖ گواَنہِ گوٗٹو   سوٗ رمٗلو برملا
سورگہٖ منزٖ گودیٗدِ فاطمسؑ اَنہِ گوٗٹو   بیلہِ ژٹنس نوٗرِ حلقو   زمینس گوبُنلا
اوس امامس سرجدا کوٗ رمُتو   موٗ رپتھر پیٗومُتو   اٗسی دونوے دعا کران زِیا اللہ
موٗردپان امژٖ ہنٗدِ خاطرٖ مےٗ سردیثو   اوس ہوٗٹ ونان ژوٗٹ مُتو   بخشتہٖ سانہِ امژ یا اللہ

تہِ بیٗلہِ حضرت زینبؑ دوٗ رِڈیوٗٹھو   جامہٖ چاکاہ تمہِ دیثو   ژمہٖ منزٖ درایہِ برملا
دوہپنس کُمی شام خوٗن سون مٗلی ہیوٗتو   خواب کوٗرنہٖ چون بُتھو   بایہِ ہیمے فقیر ژیا

☆☆☆

ترجمہ

اُس تیر کا (جو سینہ مبارک کے وسط میں لگا تھا) زخم کھا کر امام حسینؑ زین سے زمین پر آ گئے اور قبلہ رُو بیٹھ گئے۔ یہ حال دیکھ کر ابنِ زیاد کے لشکر نے خوشی کے مارے شور و غل مچایا۔ جبکہ آپ کی نورانی داڑھی سے خون ٹپکنے لگا تو وہی خون آپ نے اپنے روئے انور پر مل لیا اور خدا کا شکر بجا لائے۔ آپ نے سجدہ

شکر ادا کیا کہ میں اپنے ہی خون سے خدا کے حضور میں سُرخرو ہوا اور میری قربانی بارگاہ اقدس میں قبول ہوگئی۔

جب شمر بے دین نے امام حسینؑ کی یہ حالت دیکھ لی تو وہ خونخار درندہ آستین چڑھا کے تلوار ہاتھ میں لیے دوڑا آیا۔ جس وقت شمر امام حسینؑ کے سرہانے بیٹھ گیا اُس وقت اندھیرا چھا گیا۔ اس مصیبت پر ہمیں اعلانیہ اپنے چہروں کو خاک آلود کرنا چاہیے کہ جب شمر نے آپ کے نورانی حلق کو تلوار سے کاٹا اُس وقت زمین میں زلزلہ ہوا اور جنت میں حضرت فاطمہؑ کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔

حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک جدا کیا گیا اور بدنِ مبارک زمین پر بے سر پڑا تھا۔ دونوں (سر مبارک و جسم اطہر) خدا سے دعا مانگتے تھے۔ بدن کہہ رہا تھا کہ میں نے اُمت کے خاطر سر کٹوایا اور کٹا ہوا حلقوم کہتا تھا "اے خدا! میرے نانا کی اُمت کو بخش دے"۔

بوس = جس کو وِگہِ تھِھ = گھوڑی کی یال پکڑ کر

بأے جو = بھایی گُرمورِ = گھوڑے کو موڑ دو رتۂ موٗ تو = خونخوار موٗر = بدن

☆☆☆

یا امام علیک السلام

خاُلقہِ چانہِ بارگاہِ کبریا نشہِ گے تم سربلند یموتھاُوی عاُجزی کران سر بسجوٗد

زاُ ِنکھ ہستی خاصہَ حق تہٕ ژاے نیستی ہنٛدِ برے

زاُنی کھہِ شہرِ وجوٗدِ چ بستی پابرہوا دوٗیکھ اتھ جایہِ ثاُبت قدم روزن چھُ پابرہوا

سوڑے چھُ حاًدث تۂ قدیم چھُ پانۂ بے چون

☆

تہنٛدس صحرائے وحدتس لبِہ نۂ کوٗنہہ انٛد ڈۂ ٹھنۂ زانہہ شاہپرِ عقلن حدوحدوٗ د

یوٚ دنے کائنسہِ مشرق مغرب تامت اَسی لچھۂ ہٗدی پرے

لچھس وائنسہِ کرِ پروازتۂ واتنۂ اکھ قدما تہنٛدس کُنہہِ ذاتس واتن چھُ اموب نایاب

دپ تہِ زاَنی زہنۂ چون وچگون

☆

حاًدث چھُ پانے، باقۂ چھُ پانے خداوٗند ہمیشۂ اوس تۂ آسہِ موجوٗ د

کرِن پاَدِ لچھ ہٗدی آدمؑ یمہِ بوسرے سپنٛز ہاَدی اوسکھ وصی مصطفیٰؐ

شین زن گلٕ تۂ گےٓ تاپۂ مرگنہِ نایاب گے معدوٗم یتھہِ گرشھان سلخ چھےٚ زوٗن

☆☆☆

یاامام علیک السّلام

(ایں مرثیہ درزمان بڈشاہ گفتہ آمدہ است۔ بدست حاکم ابن موسیٰ ابن یوسف دیپن شاہ)

خائقی روشن کوٚ رباغ فرقان پھوٚلُس گل مصطفیٰؐ

برگ چھس زبان قدرت مرتضیٰؑ علی دڑاس رنگ کیٛا صفا

مصحف کبن سنبلن ہو دِژنۂ خوشبو حمدرب العالمنو

☆

توے اُلفن بے کوٚ رقرآنس ابتدا نقطۂ نوٗ ردیتنس شیر خداؑ

سُہ تاج سپنکھ ہو   یاسینک ہو امام مبین ہوئنو

☆

کُرأمی سنبلن نمؤ دشکلِ بسم اللہ   اِدِ کتھۂ صراط المستقیم گلشنِ دینس تولۂ ہس بنا
فضائے قرآن شاہؑ سنزنؤرِ دأرہو   أس پھوٚ جھڑ ہو ملئجمی دِنی تھۂ ترأوِنو

☆

تام خنجرِ صبح گوگٹۂ ہنزِ کنبۂ منزِ جدا   رؤ دسر دأ رتھ گلدستۂ آل عباؑ
شپیث اوس دل پر ہو   دردان دست بوس کوٚ رسو   قطامۂ لوگ سۂ گل چینو

☆

کتھۂ لافتیٰ قدِ ہے کوٚ رُکھ دوتاہ   رنجوٚ کھۂ بضعۃ رسولؐ فاطمہ زہراؑ
تُہند پارچۂ محسنؑ ہو   غاَب کوٚ رکھو   حبل المتین ژوٹ کھو
ظلمس ابن زیاؔ دکِ رواج دیٚت ابتدا   کوٚ رن تشنۂ لب امام حسینؑ مبتلا
دپیانکھ مےٚ اتھۂ ترأوِ تو   ژلۂ نس مےٚ وتھ دِیۂ تو   وُنی کمن رحماہ کُری تو

☆

کؤفی اتھۂ ہتھۂ کمانۂ تیرن لمان دژاے یکدفع   ژٹکھ گل جعفر علیس بیوٚن بیوٚنو

....

☆

گوڈِنی نرِژچھس کوٚ رکھۂ تکبیر ادا   دوٚ ہِن اللہ اکبر بند......
دم تیغۂ حمدک رکوٗع کوٚ رنو   پوٚ زینکۂ محرابۂ سجدِ دیٚت نو

☆

اماٸیٔ نالہٕ موٚت گری تھہٕ کوٚ رنس وداع   عباسؑ علیؑ جزادِیہ نے خدا
چانہِ مرنہٕ تھر پھُٹمو   قو تچہِ زرِ ژھینہِ مو   کاٸنسہِ نوباؔے ہشز ستھ سوٗ رِنو

☆

عمر سعدس در یٹھی آونہٕ یٰسںٓ تہٕ بیٚیہِ طٰہٰ   ......خطِ برگہٕ کرِ ونہِ اکھ نقطہٕ نما
تھاٸوِکھ گنڈی تھٕ ہو   نیزٕ پنجہٕ کبن ہو   واجہِ نگین کوٚ رکھو

☆

تمہِ ساتہٕ بونہٕ واحسینؑ کرٕ نہِ لوٚگ رسول خداؐ   ڈیوٹھن یٚیلہِ یزِ دٕ ہشزِ علمہِ کنہِ ذبیح اللہ
سرس گُن دوٚ پنو   نشانہٕ میانہِ گمی ژوٚ ٹکھو   گلبندٕ پھیٚکی گمی الِنتھہٕ ترٰ آوی یو

☆

دوستدار واشہٕ گئے نذر ادہتوم چھس گدا   بہٕ چھس حقدار جد چھم سید شہداؑ
لتس ترٰ یشہِ بو چھِ ہتیٕ ہے ہو   یٚیلہِ ٹاٹھی گبر موٗ دی سو   تمن نو کاٸنسہِ ووڈسو

☆☆☆

وزن دیگر

دوپنس ہبا بو دبدٕ چھسے دبد تے   اکھ کتھاہ کرٕ مولگہٕ یو
مےٚ دوبادودن تُجم دگ تے   اکھ داما چبتمو لگہٕ یو
ژٕ دوبا فقیرٰ زادٕ چھکھ تے   نجف اشرف نمہٕ تھو
تمی پان فقیرٰس...... دیٚت تے   ژےٚ کیٚت کفن منگہٕ سو

دپس ژ دوبا صاحبِ کوثر چھکھ تے ۔ اڈ کلس تہٖ تر یش نو مچیو
تام حضرت زینبؑ امام حسینؑ ڈیوٹھ تے ۔ تھِسھ کری تھہٖ مُرس دوپنو

☆

ووٹی ژے نشہِ آیہ سے بایو ہو ۔ مالنی بڑا نت چھم تہٖ تھِسھ نو ٹلہٖ یو
از اَسہِ روخصت ہومیٔل بایو ہو ۔ سیو دوو تھہٖ بامٔد ہن گرشہٖ وو
کیا ژے ووٹی طاقت چھے نابایو ۔ شیر بچہِ دَیہِ سندلوستھ گو
پیٔتہٖ بڈ محنت لجیو بایو ہو ۔ یمن چھوکنے دود ماوو تھیو
ژے کیٔت تو بوڈ کتہِ اَنہٖ بایو ہو ۔ وولہٖ بانکھ پیٹھ ہمہٖ تھو
تامتھ فاطمہ زہراؑ آیو ہو ۔ پو فدیہٖ نے دوپنو

☆

وولہٖ بینی تو بوڈ چھن تہٖ زبن پیٹھ ہموں ۔ قبرِ ساوی تھہٖ نموں
أسی کائنسہِ اتھہٖ نہ بینی دموں ۔ انوارِ انوارِ ہموں
گبر مأری ہس تہٖ کور بن تھوؤن پھرنو ۔ یِ عمرِ پوشہٖ وُنو
نتہٖ بڈی بابس ہاونہِ نموں ۔ پیٔتہِ کتھ وتہِ پیٹھ ساوون

☆

الف = اللہ ۔ ب = بسم اللہ مطلب حضرت علیؑ ۔ پھوٹ جھو = کھلی ہویی ۔ ڈِنی تھہٖ = گرا کر
شبیث ، وردان اور قطامہ ابن ملجم کے ساتھ حضرت علیؑ کے قتل کی سازش میں شریک تھے۔

یا امام علیک السلام

خالقہ ڑے چھُکھ قدیم وقائیم   باقی ہمیشہِ حی وقیوم
بیّہِ واقفِ ضمیر حکیم وعالم   ذات چائنٹ سپنڑنہ کائنسہِ معلوم
کُری تھہِ ظاہر کنتُ کنزاً مخفی   ڑ باطن جایہِ جایہ موجوٗ د چھکھ نہ مرئی
دو پتھ لن ترانی پٹھ طوٗرسینا   سپن کوٗل موسیٰ کلیم
اتھ سرِ ہے ......
کھوٗ اولوالعزموحولو   روٗ دکھنہ قوّت تہ پوٗ رکھ لاحولو

☆

کُرتھ صفتے پانس رحیم ورأحم   چانہِ رحمژ نشہِ چھُنہ کوٗنہہ محروٗم
سپنہِ عطاس چانس خطامزاحم   نعمژ چانہِ چھے ووٗنی عموٗم
وصیف دار چائنٹ ساری چھی   شکر نعمت ڈیِ تے کیا ہیکِو زے
لذت بدٗ نعمت سوٗزِتھ پننہِ طرفہِ ڑی اُمینا   صبرِ بوٗ ڈتہ حلیم
ستی ڈیتھس وٗصی یا دینس قوّ تاہ
ڑاری تھہِ منز قدرٗ ڑِ ے مقبولو   زانٹ تھہِ لایق تہ تھاوِتھ قبوٗ لو

☆

تم دونوے نور بوے بنی ہاشم   جورِا کہِ وتہِ سوٗزِتھ لازم ملزوٗم
شہرِ علم محمد مصطفیٰؐ ابوالقاسم   بیّہِ مرتضیٰ علی سُہ باب علوٗم

تس حضرتن دوّپ لحمک لحمی   یس اوس چشمن خلل تس در ینٹھی آے زِ ے
تس آودر ینٹھی اکوے یس آسہٕ چشم پینا   دۄنوے صراطا لمستقیم
نفس رسول اللہؐ بو علی مرتضیٰؑ
اُسکھ اَکِے زبان اُسی یکدلو   دۄنوے صادق القولو

☆

جبریل تمہِ دربارُک بو خادم   ملکن ہندی تم بو مخدۄم
حضرتنؐ شاہ سنزِ تعظیم زانٔی لازِم   دوپُن قرب شاہمردانؑ دَیہِ سِندِ دربارِ مے ڈیوٹھم
شب معراجہِ در پردٕ تلہِ ییلہِ کتھٕ گییہِ مے   زبان قدرتہٕ سپنم نداے
اول وآخر علیؑ کرِ آمنا   ظاہر و باطن علیم   دوپم معبوٗ دایہ چھِ چانٔی صفتاہ
نداگوم یی دوپُے تی تھاو قبوٗلو   یہِ چھنہٕ جائے قیل وقالو

☆

سُے شاہمردانؑ روزٕ دار بو صائیم   کمربستہٕ دَیہِ سنزِ بند گیہِ تھاوِتھ صوم
ژاو تمی وقتہٕ تیغ ہتھہٕ ابن ملجم   پران الصلوٰۃ خیر من النوم
تھاوِن کرتل ہتھہٕ برتل شیث وربعی   کوٗر شاہ مارنس جرأت تمی بے ادبی
کونہٕ تمہِ ساتہٕ دنیا گوفنا   پھوٗ سی تہٕ عرش عظیم
کرِ وواویلا صدواویلا
اوس شاہؑ سجدِ دتھ روبقبلو   لاران آودوٗ رِزورٕ لانٔس کرتلو

☆

اوس شاہؑ سند دل کیا بوملائم   دوپُن قاتلس ژل نتہٕ مارٕ نے، مےٚ زخم کاری کھیٔوم
تمہِ ساتہٕ قیامت کبریٰ گو قائم   دڑ ایہِ سوٗ رامٔلتھ حضرت زینبؑ بیٚیہِ ام کلثومؑ
سانہِ بابوگس شام پھٔری تھہٕ گئے   ژموکلیٔوکھ پانس واواسہِ پے
بابوکو چھِ ہتھہٕ سرللہٕ ووے نا   یتھ کوٚ رہے دُونیم
بنیٔوے دَیہِ شیرس کیا گوٚیہِ زورس کیا
ووڈی بنا ژلہِ قنبر تہٕ دلدلو   ژییٚلہِ شوٚنگی تھہٕ روز کھہٕ میٚزہِ تلو

☆

ہے ہے کیا ونہٕ ظلمن مےٚ نتھ تاٗجم   دوڈس شمع زن بنڈ بنڈ سپنم موم
بوٚے رکتھہٕ وَنہٕ نٹان چھُم رم رم   تہنژن کوربن ژورِوتہِ عاموکوٚ رہجوٗم
آکھ أندی أندی ژلنچہِ وتہٕ رٹہٕ نے   تمے کانپہٕ ستی معصوٗم لگٚی نٹہٕ نے
گوٚنڈ ہکھ نارٕ خمن پان مأری زبنا   ہہہ کوربن ژاولرٕ تہٕ ہیم
آ یکھ ییلہِ نارٕ چ بڑاہ   آسہٕ ژھانڈان چاہ
ژاکھ نارٕ ستی الہٕ الو   آسہٕ ژھایہِ روزان سیکہِ تلو

☆

نار دِتھ عارٕ رٔسی لوٗٹنہِ پیاٗ کھ ظالم   کیا کرٕ ہن ناچار اُسی مظلوٗم
ووٚ تھمت اہلبیت رسوٗلنؐ اوس تلاطم   ییٚلہِ پیوٗ کھ یتھ ظلمک بادِ سموٗم
کیا وَنہٕ ظلمس سپن طے!   بنیاو کیا ژوٗرِ مس امامسؑ افسوٗس ہے ہے
گٔرکھہٕ عابدہِ ن شاہ ستےؑ ریسماناہ   کوٚڈ کھہٕ گنڈ پھِری تھہٕ یتیم

بیپوٚتُل آفت سماع   ووٚنی مارِنس بنا

روزآ وییتے مالنٕ قبیلو   بابہِ رژھن بیٚنہِ نے ہٕنٛدِ وٕسیلو

وزن دیگر

اکھ خبرا بوٗزم تو ہہِ نِشہِ وَنہٕ مو   یہ دنیا چھُ ناپایدار
توے حضرت فاطمنؑ فقرتہٕ فاقے ہمیشہِ کوٚر اختیار

سوأس بابہٕ ہٕنٛدی پأٹھِن مفلس بِہان خرقہٕ گنٛڈِ نُے زوٗنن افتخار
آسہِ ہے دَیہِ ہٕنٛزِ بنٛد رِگیہِ راتس بیدار دوہس کیٚت روزٕ دار

ہمیشہِ کسبے گرتھ اُس دوہ گذراوان   کرِ ہنٛہٕ کانٛسہِ اظہار
فاقہٕ ییٚلہِ آسہِ ہکھ بردِتھ روزٕ ہن گژھہِ ماسرِ آشکار

سرِ بوٗزم راأ ژاکہِ ترٕے دوہ گژھی تھہٕ گرِ ژاو حیدر کرارؑ
وُچھِکھ خاتونِ جنت، عرشچ زینت اموب اُس بے قرار

دوپنس یا علیؑ توہی گرِ نیرتھ گژھان اَسہِ ییٚتہِ چھُنہٕ کوٗنہہ غمخوار
اُسے فاقہٕ فاقہٕ دِوان ییٚتہِ مُرتھ گژھو   گُس گژھہِ خبردار

بوٗزم سرورِ عالمؐ تتھ جایہِ ییٚتھ پیوٚ   ودان دیٚدِ فاطمہؑ کرِبس گفتار
ازہصأبہٕ ترٕے دوہ واُتم فاقہٕ شاہ حسینؑ بوٚچھِ ہنٛد چھُس گٹہٕ کار

بابہٕ جوٚکتھا ڈٕپ نم وأنج ژٹنم جگرس ہیوٚ تنم نار
ہدیٚدی چھا ترییٚہ تریٚیہِ دوٚہ ہی شُری مُدٕ نکی کھوٚان لسان چھا آبہٕ ستی کران افطار

اوس شاہؑ سند دل کیا بو ملائیم   دو پُن قاتِلس ژل نتہٕ مارٕ نے، مےٚ زخم کاری کھیٔوم
تمہِ ساتہٕ قیامت کبریٰ گو قائیم   دژ ایہِ سؤ رائلتھ حضرت زینبؑ بیٚیہِ ام کلثومؑ
سانہِ بابو کُس شام پھٔری تھہٕ گئے   ژمو کلیٔو کھ پانس واواسہِ پے
بابو کو چھِ ہتھہٕ سر للہٕ وو ے نا   یتھ کوٚ رہے دُونیم
بنیٔو ے دیہِ شیرس کیا گوٚیہِ زورس کیا
وونی بنا ژلہِ قنبر تہٕ دلدلو   ژ ییلہِ شوٚنگی تھہٕ روز کھہِ میٚژ تلو

☆

ہے ہے کیا ونہٕ ظلمن مےٚ نٹھ تاٗجم   دوڈس شمع زن بنْد بنْد سپنم موم
بوٚے رکتھہٕ ونہٕ نٹان چھُم رم رم   تہنزن کوربن ژورِوتہِ عامو کوٚ رہجوٗم
آکھ أندی أندی ژلنچہِ وتہٕ رٹہٕ نے   تمے کاٹپہٕ ستیٚ معصوٗم لگٗ نٹہٕ نے
گوٚنڈ ہکھ نارِ خمن پان مأری زہنا   سہہ کوربن ژاولرٕ تہٕ بیم
آیکھ ییلہِ نارِ چ بژ اہ   آسہٕ ژھانڈان چاہ
ژاکھ نارٕ ستیٚ الہٕ الو   آسہٕ ژھایہِ روزان سیکہِ تلو

☆

نار دِتھ عارٕ ئسی لوٗٹنہِ پیأ کھ ظالم   کیا کرٕ ہن ناچار آسی مظلوٗم
ووٚ تھمت اہلبیت رسوٗلنؐ اوس تلاطم   ییٚلہِ پیٔو کھ یتھ ظلمک بادِ سموٗم
کیا ونہٕ ظلمس سپن طے!   بنیاو کیا ژوٗرِمس امامسؑ افسوٗس ہے ہے
گٔر کھہٕ عابد ہن شاہ سےٚ ریسمانا ہ   کوٚڈ کھہٕ گنڈ پھری تھہٕ یتیم

بیپوٹُل آفت سماع وونٔی مارٕنس بنا

روزٕ آویتے مالٕنٛے قبلو بابہٕ رژھن ییٚنہٕ نے ہنٛدٕ ؤسیلو

وزن دیگر

اکھ خبر ابوٗ زم تو ہہٕ نشہٕ وَنہٕ مو یہ دنیا چھُ ناپایدار
توٚے حضرت فاطمہؑ فقرتہٕ فاقے ہمیشہٕ کوٚر اختیار

سوأس بابہٕ سٕندی پأٹھن مفلس بہان خرقہٕ گنٛڈٕ نُے زوٗنن افتخار
آسہٕ ہے دَیہٕ سٕنٛزٕ بنٛد گیہٕ راتس بیدار دوہس کیٛت روزٕ دار

ہمیشہٕ کسبہٕ گرتھ أس دوہ گذراوان کرٕ ہنہٕ کانٛسہٕ اظہار
فاقہٕ ییٚلہٕ آسہٕ ہیکھ برٕ دتھ روزٕ ہن گرٕ ژھہ ماسرٕ آشکار

سرٕ بوٗزم رأژا کہٕ ترٚے دوہ گرٕ ژھی تھہٕ گرٕ ژا وحیدر کرارؑ
وُچھکھ خاتونِ جنت، عرشچ زینت اموب أس بے قرار

دوپنس یا علیؑ توہی گرٕ نیرتھ گرٕ ژھان اَسہٕ ییٚتہٕ چھُنہٕ کوٗنہہ غمخوار
أسے فاقہٕ فاقہٕ دِوان ییٚتہٕ مُرتھ گرٕ ژھو گُس گرٕ ژھہ خبردار

بوٗزم سرورعالمؐ تتھ جایہٕ یتھ پہو ودان دیٚد فاطمہؑ کرٕ بس گفتار
ازہٕ صأبہٕ ترٚے دوہ وأتم فاقہٕ شاہ حسینؑ بوچھہٕ ہنٛد چھُس گٹہٕ کار

بابہٕ جوٗ کتھاہ ڈٕپ نم وأنج ژٹنم جگرس ہیوٚتنم نار
ہدٚیدی چھا تریٚہ تریٚہ دوٚ ہی شری مدِ ہٕکی کھوٗان لسان چھا آبہٕ ستی کران افطار

ہدیڈی شونگان شُری چھافاتے ساٗری اَسے ہوی ناچار
بوچھِ ہتین کیتہِ چھکھ ہندرِے یوان تمن سون ہیؤ آسیٗالوکچار

اِدکوٗر خائقس کُن دعارسوٗل خداینؑ چھُکھ ژِ ے واقفِ اسرار
خدایابوچھِ ہتی شُری میاٗنی سیرژی گُری تکھ ناچارن چھکھنہِ چارِ گذار

بوٗ زم آسمانہِ نعمژ خاناہ ووٗ تھ سور گرِ گوخوشبودار
خوش گے پنجتنؑ نوش لگی کرِ نے سپنی یژشکری گذار

سُے کربلااںڈرِے بوچھِ کران شُری ہبتھ اوس ناچار
پبوان ضافہِ ستی ؤسی ؤسی شہزادِ حسینؑ شاہ سند برخوردار

اوس مسافرزن وتہِ پٹھ مورِ مُت کوٗ رُس نہِ کاٗنسہِ مزار
دردل ماٗرتھ گومت بے پرسوٗری ہتی رفیق تہِ یار

سُے ریشہِ چھوٗت یژ اوس گومُت مضطر تریشہِ تہِ بوسنہِ آیہِ ژار
اٗسس حضرت زینبؑ شاںڈِ کھورِ پھیران بابہِ جوٗ گژھ بیدار

☆☆☆

شام = صاحب بابہِ جوٗ = باپ باٗے جوٗ = بھائی کس شام = کون صاحب
ہہہ کورہن = شیر خدا کی بیٹیاں براہ = شعلہ آتش

یاامام علیک السلام

خاٗلقہِ ذات چاٗنی چھِ مفرد صفت چاٗنی چھِ بےشمارو وحدٗژ چانے زِ عالم چھِ شاٗہد
وحدہٗ لاشریکس کوٗر کھِ اقرارو الہکم اللہ واحد

دونٛگھ کُلِ حمدٍ من جمیل الحامد ہِن ثابتُ للہ رب العلمین
اِڈ کیٛا فکر نادان صفٔن چانٛبن کرِ گرنٛد و
چھکھہٕ بدیع فطرت صنع قدرت ذوالمنن ، ذوالجلال تہٕ ذوالاقتدار

☆

دیٛتھ توحید پنہٕ نیٛک اَسہِ اقرارو تھاُوتھ عام اَمہِ ذکرِ ہنٛدی فوٲید
کوٚرتھ عدلہٕ پنہٕ نیٛک لطف آشکارو سوٗزِتھ نایب پنہٕ نی اسہِ کتی راشد
آفتاب نبوت حضرت پانہٕ سید المرسلینؐ ماہِ امامت شاہ امیر المومنینؑ
یُس ییٛتہِ مہرِ تہنٛدِ سپن بہرٕ منٛد و
پولنہٕ واجب تہٕ سنت تس کیٛت جنت معاد کہِ دوہہٕ آسہِ سے رستگار

☆

توے رٹ وٚلی یوژ اَرتھ سے دربارو توتے آے تعلیمہِ عالم تہٕ عابد
لوٚبکھ زیورتہٕ سپنٛی نامدارو کوٚرکھ ییٛلہِ یاعلیؑ یا علیؑ پرٕنس قاید
ژٕ جکھ گٹہٕ گونہکہِ اوبرٕ چ پربزٕ لے تم زن نگین ییٛلہِ یاد ہیوٚ تکھ آفتاب دادو دہِن
کوٗتاہ چھُ مرتبہ شاہؑ سنٛد بلنٛد و
زان تھاوشاہؑ سنٛز محبت چھِ قبرِ کٕژ حمایت جہنمہٕ نارس سپنہِ گلزار

☆

بوٗزم حد ہشاہ تہٕ کرٕ موتو بہِ اظہارو ییٛلہِ زاو شاہ مردانؑ سہ دَیہِ سنٛد حاٲمد
پاٗدٕ ملکن گو اضطرارو کرن تم عرض خالقہٕ واحد

چھکھٕ واقفِ اسرار پانہٕ ربّ العٰلمین آسان اُسی ہمیشہِ شہسؑ ستیٚ اوس دِلس سائنس تسکین
کوٚرتھٕ سۓ شاہؑ از دنیاس منٛزار جمندو
یِیتہِ پاٚدٕ گرتھٕ شاہؑ سنٛز صوٗرت تھاوتھٕ اَسہِ منت کران اُسی ہوسِ دیدار

☆

سپنٛکھ قبوٗل دعا تہٕ ٹوٹھیوٚکھ پروردگارو گیکھ پاٚدٕ نوٗرٕ صوٗرتاہ زونٛگھ یُہوے چھُ مرشد
لگی کرنہِ قدمن جان نثارو پران حمدُ ے سپنٛز تم ساجد
سپنٛز سو صوٗرت مقرّر پیٹھ عرشِ برّ ہِن کران اوس زیارت ملک ہتھٕ روح الامین
بوٗزم گیہ صبحہ اکہِ صوٗزٕ منٛزٕ نیرتھ کرٕ یکھاہ بلندو
ڈیوٹھکھ شہسؑ سرٕ ہے یوان رتھ لوٗگمت ضربت ساری وِدٕ نے لگی زار زار

☆

اُس نہٕ کینٛہ زانان اموب اگۓ ناچارو آکھ خبر ہتھٕ جبرائیل دَیہِ سند قاصد
کوٚرکھٕ منٛز دنیاس چھوکہٕ لد مرتضیٰؑ علیؑ زوروارو سپنُس قتلگاہ کوفہٕ مسجد
دِوان زٕھرٹ پیٹھ سجدس رتس اندرٕ ے شاہِ دِینؑ واو پو حسنینؑ تہٕ دلدلس خالی زِہِن
دِتی کھٕ فریاد پھوٚرے صاحبہٕ گُس پھندو
کران اُسی واویلا صدا الوداع از گودوکھٕ لد رسول مختارؐ

☆

بوٗزم زِیٚیلہِ گوشاہمردانؑ یمہِ سمسارو پھٔری تہٕ گوس ملجم ملحد
سپن ملکن حکم پروردگارو کھارون تخٔس پیٹھ لدٕ یون میٚون زاہد

ڈِتھی پٹھ فلکو ملک ساڑی برزمین   کران واحسینؑ لوٗ دکھ تو بدس شاہ دینؑ
کران اوس واویلا شاہؑ سنٛد فرزندو
تھوٗ وکھ تتھ صوٗرٔ ژنکھہٕ نکھہٕ شاہ ولایتؑ   دوٗپکھ صاحبو پھوٗرِ یوٗگس نابہٕ کار

☆

کران چھُ راٰوی یا روایت وَنہٕ موتوہہٕ دوستدارو   ییٚلہٕ پھٔری امام حسینسؑ کوٗفکی حاسد
تمہٕ ساتہٕ دون عالمن گوٚگٹہٕ کارو   زون ملایکو قیامت سپٚنی بوٚنہٕ وارو
ندا آکھ مور کھہٕ امام حسینؑ شفیع المذنبین   سرژوٗٹسہٕ شمرن تن چھےٚ پیمٕژ برزمین
کوٗر کھتس شاہنہٕ بڈِس کانن ہنٛد مندو
لوگ شہس پوٗترٕ داد یک ضربت   کھورنہٕ نکھ پٹھ شاہحسینؑ صابرن ہنٛد سردار

☆

تھوٗ کھہٕ بابہٕ سنٛزِ صوٗرٔ ژنکھہٕ نکھہٕ سُہ بزرگوارو   دوٗپکھ ییتھ ظلمس ژٕ ے چھکھ شاہد
ییتھ ڈیکس میٹھی اوس کران رسوٗل مختارو   تتھ کوٗر سعدن کانک قواید
کران اٰسی واحسینؑ تو بدٕ بروٗنٹھہٕ کنہٕ ہتھہٕ غمگین   دپان شاہ حسینہؑ صاحبو کمئ ژٕ ٹیونوٗرٕ جبین
تنہٕ چھِ پٹھ عرشس ہتھہٕ ماتم انٛدٕ وندو
ودان شاہ ولایتؑ   تمہٕ نٕے ستی ہتھہٕ چھِسہٕ شاہ حسینؑ تعزیدار

وزن دیگر

امام ڈُپِ زِپانہٕ میانیُو کس وچھان چھکھ وُنی کبن کوٚر یہِ شوٗ دمر گن توٗ ڈکوٚ رتھ موردن
آیہِ چانٛی نوبت ووٗنی مرٕنس دِتہٕ تن گُس نیری کانٛہہ تہِ رودنہٕ یاورو

ہے ہے بنٛے کیا شاہجانن مدٕنن زرٕزرٕ کوٚ رمت چھکھہٕ نازک بدنن
پانہٕ ڈیوٗ ٹھُتھ جان دِوان دردلن سأرِ ڈولان چھِ خوٗنس اندرو

دیُتم تریش ژھانڈان جان عباس علیہٕ دیپان آباہ اَنہٕ بأے سِندبن اڈٕ کلبن
علمدارس قلم کوٚ رہس دون گُلبن پھٹیٚہِ ژٕڈی ہس تہٕ مشک پٔنیس پتھرو

وزن دیگر

ہوٚ یِنہِ لُجیُو بایوٗ سون لوٗ گیو آیوٗ ووٗنی زندگی سأنی چھےٚ افسوٗس آہ
بأے دوکھ چھو پیوٗمت للوٗ نُے للوٗ نُے

یوٗ کونہٕ ژٕ سے بلایوٗ اوسہٕ ہم بابہٕ ہنٛزِ جایوٗ بأے دوکھ چھہٕ جگرس منٛز نارٕ بڑاہ
شہلہٕ کتھہٕ وُنہٕ چھم زلوٗ نُے زلوٗ نُے

ہوٚ یِنٛبن ہنٛدِ سرٕ سایوٗ کُمی باکوٚ رہم ضایوٗ مسافر موٗ دہم ژٕ سرراہ
تاپہٕ ترٕشِ یکہِ پتھ ڈولہٕ وُنے ڈولہٕ وُنے

☆☆☆

یا امام علیک السلام

من کلام احمد

اللہ تعالیٰ چھُ مقدس تہٕ منزہ سارِنی حمدن سزاوآری
سُے چھُ محموٗد تہٕ پرتھ حامدٕ سٕنز زبانی کوٚرنہٕ جاری
گونہٕ پیدا ہمیشہِ اوس موجوٗد توے دپان چھس واجب الوجوٗد
بے جسمس چھس لچھِ بٔڈی ناوو چھُ احد وصمد لاولد رب جلیلو

☆

بادشاہن ہند چھُ بادشاہ، چھِس کیٚا بنٕدٕ تہٕ غلام سارٕی
ٔکرٕ اہ صفتٕ چھس بے انتہا، یُہوے چھُ خالق تہٕ رزاق پانے
پرٛتھ عابدٕ سٕندے چھُ معبوٗد لازم چھُ اُمِس کرن سجوٗد
زاس نہٕ تہِ کوٗنہہ تہِ، نہٕ تہٕ کانٛسہِ زاوو..................
چھُ قادر تہٕ سور عالم..................

☆

ونہٕ موتس حضرت شاہٕ سٕندی معجزات، صلوات پٔری تو سارٕی
اوس عالم اُبی تہٕ اوس نہٕ انتہا کرٛیا ونہٕ تانی کینٛہہ پاٗدٕ پروردگاری
زمین تہٕ آسمان اوس نہٕ موجوٗد اوس پانے شاہدتہٕ پانے مشہوٗد
کوٚرن پاٗدٕ شہپرٕ سٕہ دوہ اکہِ سارٕس دزاوو اوس حیرتکہِ سٕدرٕ ڈٕنگہِ گومت پانہٕ جبرائیلو

☆

ڈاڈھن آبس پٲٹھ اکھ کٔنیاہ تمہِ نِشہِ نۆ راوس جأری
تتھ پٲٹھ غسل کران نۆر بۆ ڈصاحباہ تہند جمال ڈیشتہٕ گوحیرٕ کأری
جبرائیلؑ سو صوٗرت ڈیشتہٕ بندٕگی روٗد گلہٕ گنڈی تھٕ کۆرن عرض معبوٗد
یہ گُس چھُ نوٗرِ تجلّی تہٕ کیٚاچھُس ناوو ندا آس یہوے چھُ شاہمردانؑ شیر یزدانؑ ہاشمی قبیلو

☆

بوٗزی تولۆگ یٚیلہِ خانہٕ کعبس بنا نۆے حکم کۆر پروردگأری
کریٚان سوے ٲنزٕ عالمٕچ قبلہٕ گاہ یتھ پٲٹھ غسل کۆر حیدر کرأریؑ
تتھ کنہِ عالم کران سجوٗد شاہؑ سُند قدم مبارک یتھ پٲٹھ روٗد
تتھ ناو حجرالاسود دڑاوو امہِ کھوتہٕ شاہؑ سٕندس رتبس کیٚاہ چھےٚ ڈلیلو

☆

وُچھتہٕ شیر خداؑ کیٚا چھُ بلنڈ پا کرٕہوس قدمن سرنثأری
تس بوشانہٕ حضرت قدم گاہ شانہٕ بڈی پاے تہندی مہر نبوتس پٲٹھ کھأری
ملجم کأفر پھۆر مردوٗد یٚیلہِ امام مارنہِ خانہٕ خدالیس منز ژاوجھوٗد
نکھہِ پٲٹھ کرتل ہتھہٕ ژاوو سوزٕھٹھ وأژ آسمانس لامکانس گٔیہِ ژھبتہٕ عرشس قندیلو

☆

پٲٹھ فلکو ووتھ واویلا ملک بُتھہِ کٔنزٕ ٲسی تہٕ پھبے سأری
بۆ ے وَنہٕ کتھہٕ نعوذ باللہ زبان دزہم نأری

ملاءِ
شاہمردانؑ سجدس پٹھ یام رؤد ترأو مجھ کرتل زہر آلوٗد
کڑ یہنیایہِ حجرا سودلرزِ تس ژاوو بُتھہِ بُتھہِ دِوان دأرکڈنہٕ ابراہیم خلیلوٗ

☆

لوٗ دبونہٕ خاتمِ نبیؐین خاکاہ ودان اوس زارزأری
دلدل سوارویہِ گئے کیٚاہ لوٗ گُے کتھ جایہِ زخم کأری
چھُیہِ دستار ژوٹ مُت تہٕ خوٗ ناہ نموٗد نوٗرِ دارِ پیٹھی چھُیہِ وسان بزن روٗد
پوٗ وِہے شُری نِے یتیم ناوو ژےٚ پتہٕ شاہ حسینؑ میوٗن تژ لیش منگم کربلا یک سائیلو

☆

بوٗزی توکوٗ را ابن سعدن ظلماہ تمیٚ سیاہ مأری
ہیوٗتُن اتھہِ کیٚتھہٕ زہرِ بوٗڈکاناہ دوٚپن سپہن مے پتہٕ لأرِ وسأری
تمیٚ نایبِ خدالیس کوٗرروٗد لوٗیُن تیٚرِ امام حسینؑس تہٕ لوگُن نمروٗد
سُہ کان امامؑ ڈیکہٕ ہے آوو آس تمہِ رتہٕ فوارٕ ستی برٚی تھہٕ نوٗرِ منٛڈ یلو

☆

تام درایہٕ خمہٕ برٕ پٹھہٕ بیپاہ سوودان اُس زارزأری
لوٗیُن حربگاہ کُن اِدناداہ وولہٕ شام بابیوٗ لگے پأری پأری
گوم مالنٛی مرِ ہے اکہِ اکہِ شوٗد بأے فوج سوٗرے اکہِ وتہِ موٗد
وچھتہٕ مرگیے مے پیش کیٚا آوو ارداہ بأے اُسم کُنۍ روٗدم تیتہِ قبیلو

☆☆☆

وزن دیگر

وولے بێنز انوارِ انوارِ ودونا أسی باین
گرٕھونہٕ وارِ پٔتمہِ پرارِ کربلانٕشہِ باین
دپوک وتہِ پتھ رٕدِوٕ نندرِ وُزِتو گرٕپنن گرٕھ وو مالِنئیو

کونہٕ بێنہِ پان مارِ وَتہِ پتھ جان دِوان ڈیشہِ باین
ڈیشکھ نہٕ کفن نہٕ سران دوان مسافرنے پأین
دپکھ نفس نیران ہونڈ کٔمی ٹوو أچھ کٔمی ترو پرو مالِنئیو

صجس بێنہِ مزار بل لارِ قبر وچھ ہا باین
سوٗتی جایہ پان مارِ ڈیشہِ یێلہِ مێژ وُرہٕژ باین
دپکھ کتِن دتھ چھوٕ گأمژ رتھ ہٹێک ونٕد مو اکھ کتھاہ کٔری توم مالِنئیو

أسی چھے گأمژ پیرٕ وٕنہِ وارٕ سأنی خبر کس نیٚہِ باین
کُس مٔنز دریاوٕ کھاری بأے رژھن بێنین فقیر باین
ژول بێنز ٹوٗنٹ دِتھ گبر سٕتی ہتھ نومہٕ لۄچہِ لۄچہِ کورِ کیٚا کرٕنو مالِنئیو

☆☆☆

مندیلو = دستار۔ صافہ کورُود = تیرون کی بارش کی
ترٛپوو = بند کرنا وارہ = کشتی دتھ = ڈھیر ٹوٗنٹ دتھ = چھوڑ کر سٕدٕر = سمندر
ڈُنگہِ گومت = غرق گومت پٔتمہِ پرارِ = رات کے پچھلے پہر کو نندرِوُ زِتو = نیند سے بیدار ہوجا پرٕوُنہِ وارٕ = وہ کشتی جو دریا کے سطح پر سرگردان ہو اور ڈوبنے کے قریب ہو۔ آج کل کشمیری میں اسکو "پرٕوٕنی ناو" کہتے ہیں۔ وتھہٕ = مٹی کے گارے کا سخت ہونا۔ چند چیزوں کا مل کر سخت ہوجانا۔

یا امام علیک السّلام

(یہ مرثیہ سنہ ۹۰۸ھ میں سلطان سکندر کے عہد میں لکھی گیی ہے)

معرفتہٕ نشہِ لال گیہِ زبان عقل توٗ گُس نہٕ زانٕہہ حمدک گفتار
سپنُس نہٕ حاصل کینٕہہ تہِ گاٚمژ اٚس سر گردان
وٲژس نہٕ وحدتس فکر پھورُس نہٕ شاہ کرِ ہے کیٛا اظہار
سپنیاہِ امہِ جایہ ناقص تہٕ ہیچ مدان اَتہِ گوپانہٕ علم تہِ نادان
بولیس نہٕ قدرتھاہ گیس سٔدرٕتھاہ پٔرِتھ دفترِ دانش سرٕنوکوٚرن نقطاہ
ڈیٛٹھِن ییٚلہِ خمہٕ افلاک بے ستوٗن استادٕ بے طناب
منٛز قدرژ محیطس ایران زن حباب
ڈیشتہٕ ملکو سجدس پٮ۪ٹھ سر تھوٗوِ کھو پران اٚسی سُبوٗحُ قدوسُ اللہ رَبی

☆

سپنٛز نیست ہستی نِشہِ تہٕ گے ہیولا ڈیٛشتھ عظمت پروردگار
ہمہٕ ستی ہیما بکی پاٹھی اٚسی الان
کینٛہ چھِ پٮ۪ٹھ رکوٗعس کینٛہہ دِتھ سجدٕ پران ذکر جبار
تم شرمہِ ستی کاٚرچھِنہٕ ہیوٚ رہبکان لوٚ بکھ نہٕ بےنشانہٕ سنٛد نشان
نہٕ تہٕ ابتدا نہٕ تہٕ انتہا تسٕنٛدس ذاتس ووتکھ نہٕ تصوّر زانٕہہ
غیر زانہِ ستی اٚسی گاٚمتی سارِنٕے حجاب کھوژان دَیہِ سنٛدِ دربارٕ ماسپنہِ کینٛہ عتاب

کران اُسی خائقس ملک مقرّب آرزو

کرتہٕ ہدایتِ محبت حضرات شفیع چھی انان محمد عربیؐ

☆

تمے چھِ سائنی ہادی، تمے چھِ رہنما قدرٕ ژ رازدار

تہنٛدِ نوٗرٕ ستیٚ عرش عظیم تہٕ کرسی چھِ تاباں

دپان اوس خلقن گرِ گرِ رسالت پناہ احمد مختارؐ

سپنہٕ ییٚلہِ غروٗبِ آفتاب ماہتابہٕ نِشہِ اُسی زِنوٗ رمنگان

اِدِ ییٚلہِ ماہ آسہِ لوسان وچھان ستارٕ زہرہک اُسی زِگاہ

سپنہٕ زہرہ غائب فرقدین کُن اُسی زِ نوان......

بوٗزی تو آفتاب نبوت نوٗرِ قدرت چھُ رسالت مآب

بییہِ امامتکہِ برجک چھوٗ شاہمردانؑ ماہتاب

ستارٕ زہرہ ناو فاطمہ زہراءؑ تھاونو

گٕنزرن فرقدین حسنینؑ امامین تم صاحبی

☆

بوٗزی تو وَنہٕ علی مرتضیٰؑ سند اعجاز اکھ ژُہہ بزرگوار

کوٗتاہ خائلق اوس تس حرمت رچھان

دوہہِ اکہِ جبرئیلؑ آسمانہٕ ہیتھ حکماہ حضرتس باوِ اسرار

اَتھِ اُسس آبہٕ طشتاہ ہیتھٕ آفتاباہ پٔز زلان

دوٚپُن حضرتس ؐصلوات پران کتہٕ چھُ چون وزیراسہٕ ملکن ہند پادشاہ

چھُم حکم خدا یایہٕ بڈٕی ہے بوٗنی کٕبن کھور چھلہٕ ہا

جبرائیلؑ تمہٕ آفتابہٕ نِشہٕ نوٗر کھورن پٮ۪ٹھ ژٕ اوِ آب

شہسؑ اٚسی کھور چھلان طشتہٕ منٛز آب اوس سپنان نایاب

پرٛزھس حضرتنؐ یہٕ آب کوٚت گو جبرائیلؑ اِدتس بوٗنو

یہ آب نیوٚ ملکوتوٚ برکہٕ خاطرٕ بوزتہٕ یا نبیؐ

☆

یہنٛدِ کھور چھلہٕ نک آب نیوٚ ملکوقصدِ شفا دوٚپکھ یہٕ درکار کھاران پٮ۪ٹھ آسمانن تہٕ اٚچھن متھان

نوان توٚ برکہٕ کنہٕ گنٛزران تحفاہ تہٕ کران افتخار پرٛتھ دأ دِس دوا اٚسی زانان

وچھتو کیٛو نہہ بو مرتبہ ژوٚرشاہمردانؑ تہنٛد بن شرٛبن آو ہم دنیاس پیش کیٛاہ

کوٚر ہکھ ہٹہٕ کھش اُمتوٚ پران بسم اللہ

اوس یوٚت سروگ دنیاس تیوٚت تمن دروگ گو آب

دوٚپہکھ فراتچہٕ ترٛیشہٕ کیٛا کرٕ وچھوٚ بابہٕ کوثرک میر آب

وُنی کٕبن ترٛیشاہ ہتھہٕ سے اٚونو

بوٚ زُن ناقبرِ منٛز کفنس پارٕ کری تھہٕ یہٕ ہے شباشی

☆

اِد روٚ دمظلوٗم گُن زوٗن امام کرٕ ہے کیٛا گوٚیہ ناچار

اوس ودان تہٕ بٮ۪ین خوشنوٗ دی ہوان

کران الوداع الوداع واویلا سأری در و دیوار
ییٚلہِ سلاح گنڈتھ دراو در میدان
دپیا نکھ ہو خلقو بہٕ دو چھُس امام زمان چھوٗ ماران اسہِ کوٚر کیٛاہ
مےٚ ہٕتی شیر خوار معصوٗم چھِ سأری بے گناہ
اسہِ تڑ لیش رٹنۍ تہٕ بیٚیہِ مارُن چھوٗ زانان ثواب
یہِ چھُ کُس مسلہٕ تہٕ کتہِ لیٛو کھمت مےٚ ہاٚوی توٚم سو کتاب
سون پاس کأفرتہِ کرن تہٕ اسلام توٚہہِ منٛد چھاوو
توٚہہِ کس چھُوٚ دٕین چھوٗ کمہِ مذہبی

☆

ہالہِ ہالہِ ییٚنۍ دیٚدی چھو کٕنۍ کرٕی توٚم علاجاہ بےٚ گوس ناچار
ووٚنی اُخرمرٕ موچھُس زانان
یقین چھُم ییٚمہِ حالہٕ درٕ موٚنہٕ اکھ نفساہ چھُس مرٕنس تیار
ڈیشان چھوٚ زِ گوٚمُت چھُس لبِ جان
بیٚیہٕ آسہٕ ووڈٕنہٕ پارٕ پارٕ کران تمےٚ ہٕتی بنٛد زخم کوٚر ہٕس باٚیجانس لسہِ نا
تام گیہ حربگاہ کریکاہ یا امام کران چھوٚ کیٛا
آووٕلی نیرتھ زِیوٚ رٕی ماہٕین یژ سپنکھ اضطراب
ہٕشتروٚ کرٕی خأ لی کانہٕ نأ لی ڈیوٚ ٹھکھ ییٚلہِ کُن آنجناب
اڈٕ ذوالجناحس تھٕر پٕٹھٕ قدم مبارک وٚ آلی کھو
ییٚلہِ چھُو کوٕہتی زیر آوسہٕ آل نبیؐ

☆

پیٚیم بو نہٕ زبان چھٕنی تھٕ بوٚ ے ونہٕ ہانہٕ زانٔہہ ہیوٚتم نار   حمید بن مسلم چھُ نقل کران

تیپتیاہ زخم آے امامس روٗ د کھنہٕ بدنس منٛز اکھ خوٗنہٕ قطراہ گے بے اختیار

سپن بے طاقت ضافہٕ ستیٚ أسی گیرٚ ان

روٗنہٕ وُن نیز پپٹھ زمینس یتھٕ عصا چھِ ڈ کھہٕ وان   یتھِ ظلمہٕ ریز ریز جگرس گرٛ ھنا

خاصہٕ خدا ین دو یہِ اتھٕ تتھ پپٹھ بار ترٛ وٗ نو

یہِ ڈیشتہٕ لاٗ ے کرٛ یکھ شمرن وقت وو ڈٕنی ووت کیٛاو چھان چھِوٚ حجاب

آ دسور فوج لاران أسس پھیران أندی أندی زن گرداب

ادٕ غش کھیٛو کھ نیزٕ وبسر یوٚ کھ پتھرٕ ے ترٛ ووٗ کھو

وٗ ستھ پھوٚ پپٹھ زٔمینس تہٕ زن گیہِ گگراےٚ نبی

☆☆☆

سٔدرٕ تھاہ = سمندر میں کودنا   تھاہ = چھلانگ ۔ کودنا   سٔدرٕ = سمندر   ژوٚر = بڑا زیادہ ہوٚٹ = گلا حلقہ   کھش = ذبح کرنا ۔ مارنا   سروٗگ = ستا دروٗگ = مہنگا ۔ نایاب   ووڈٕنی = ڈوپٹے روٗنہٕ وُن = گاڑ دیا   گگراے = بجلی ۔ رعد نبی = آسمان سے ہالہِ ہالہِ = جلدی جلدی

وزن دیگر

ژٕ بوزتم بو ونے رسہٕ رسہٕ مالنہِ   دپان چھس زندٕ پانہٕ قبرٕ وَسہٕ مالنہِ

آلیس کیٛا بأ ے دادِ ستیٚ بُسہٕ مالنیو

ترٛ ٹھ وان ترٛ اوٕ ہے ہاوسہٕ مالنہِ   دیوارن پپٹھ تھرٛ سہٕ مالنہِ

وڑ ناوٗ معرکچہِ بوٚ ے دوسہٗ مالنیٗو

باڈن سردار گرسہٗ مالِنہِ آم دوکھتہٗ داٗ دگ مے حصہٗ مالِنہِ

حضرت فاطمہؓ سِنز کوٗر چھسہٗ مالنیٗو

ہو مالنیٗو مالنیٗو باٗ ے مالِنہِ میانیٗو یہِ کیٛا گوم برائنٛز بران چھِ مزار کنہٕ نےٚ مالنیٗو

منگن کیٛاہ قبرن ہُنہِ نےٚ مالنیٗو

رِکتھہٕ شام بوٚ ے گرِٹھ پیدا مالِنہِ سُے چھُ مالِنیک مدعا مالِنہِ

کران چھےٚ مرِ گےٚ جدا مالنیٗو

ژےٚ کوٚر تھم سودائے خدا مالِنہِ گرِی تھہٕ ٹاٹھی دَیہِ وَتہِ فدا مالِنہِ

اُس شہادت مدعا مالنیٗو ہو مالنیٗو مالنیٗو

کیٛا کرِ کور رِچانہِ مہرنہِ مالِنہِ اُمِس چھم موٗمژِ لوٗ چہِ ینہِ مالِنہِ

جان دراس شاند دِتھ باٗندی وانچہِ براندٕ کنہٕ مالنیٗو

تھاوان چھُکھنہٕ کوٗنہہ باٗندی وانچہِ دارِ وژہِ مالِنہِ وچھہن زندٕ چھا کنہٕ موٗمژِ مالِنہِ

ہے ہے مالِنہِ میانیٗو یہِ کیٛا گومو

☆☆☆

ہوسہٕ = محبت سے تھرٛ سہٕ = مٹی کے دیواروں کے حصے دزسہٕ = دیوار

ہُنہِ ین = ویران شام = صاحب

یا امام علیک السّلام

حمد کہِ فرقانک چھُ مطول تفسیر   کری زِ کیاہ شرح مختصرامہِ کبن حرفن
لال گومت چھُ منطق کیا کرِ تقریر   قلم تحریر کیا کرِ سطرن
معنے بوزِ نچ چھنہِ صوٗرت   گوعارفن پاۓ دِ حیرت
اِدِ کیا کری زے حمد وثنا
یا اللہ کشاف امیک ژِ ے چھکھ مجمع بیانے
بڈ چھِ چانٔی درگاہ تے   عادِلہِ چھکھ شہنشاہا

☆

چھکھ قادر علیٰ کلِّ شیٍٔ قدیر   کوٚرتھ محمد عربیؐ معلم عالمن
شہرِ علمک درواز تہند وزیر   علی اعلیٰ استاد ملکن
بحر ین رحمت شاہ ولایت   بیٚہِ خاتون جنتؑ
شاہ چھُ قرآن ناطق کتاب خدا
سُے میر میدان شیر یزدانؑ سر سجانے
بو علم غیبن آگاہ تے   خداۓ دیتنس دستگاہا

☆

سُے مفتی قدرت منشی تقدیر   قاسم روزی کوٚر خالقن
سُے مرشدِ جبریلؑ ملکن ہند پیر   مہمن رفیق پیغمبرن

بو ہادیٔ معرفت تمی ہأونہٕ دَیہِ وتھ

عصائے موسیٰؑ سے ید بیضاؑ

سُے سیف اللہ وجہ اللہ شاہمر دانےؑ

وصی رسول ولی اللہؑ تے موٗمن ہند پادشاہا

☆

شُری تہندی کربلا گری کھہٕ أسیر ہے ہے آب روٗٹھس معصوٗمن

اوس حلیتہ المتقین زین العابدینؑ کوٚ رہس زٕنجیر تس شکنجہٕ بأندی وانک کوٚ ریٖزٕدن

بۄزی تو یٚیلہِ ییہِ ہے نماز وقت ہیوٚ رزٕنجیر تُلہِ ہے اتھہٕ کٕبتھ

یٚیلہِ رکوٗعس وسہِ ہے سُے پادشاہ

زٕنجیرِ برۆنہہ سُجدس پٔتھ زٕمینس أسہِ ہہانے

اوس بارتمیک گوٚب سبٹھاہ تے نٲلی زٔھوٚ نمت زن کوہِ طوٗرا

☆

خلقن خبراہٕ بۄزم کرٕ موتقریر للہ تھاوی توتو ہی کن

دوہہٕ اکہِ مسجدِ منز اوس بشیر ونذیر رسول خداؐ سرورنٔبیین

آے حسنینؑ ہٕٹھس کوچھِ پٔتھ میٹھی کرٕ بکھ حضرتؐ

دوٚ ہنکھ کتہِ أسی وومِ لگہٕ موٗئی توم با

اوسکھ لول بران پانہٕ حضرتؐ جان وندانے

دوٚ ہنکھ کیٚنہہ ہے چھوٚ مدعاتے أچھ نٕے ہٕندی چھو وم گاہ

☆

لُکس روشِنہِ بارِنی شبرؓ وشبیرؓ   بڈی بابہِ شربن چھِ نٔوی جامہِ اسہِ چھِ پرأنی پھٕرن
یہ بوٗزتھ حضرت سپٔن دِلگیر   دوٚپُن خالقہِ چھے حال میوٚن روشن
تام آو جبرائیل عرشکی جامہِ ہتھ   حضرت گوخوشوقت
دوٚپہس بڈی بابہِ صاحبو سفید جامن کرو کیٛا
حضرت زِیا روح الامینؑ جامہِ رنگین چھُم منگانے
دٕیِپوٗکھ رنگ خوش چھکھ کیٛاہ تے   ژٕ نبین ہنٛد چھکھہِ پیشواہا

☆

شاہ حسنؑ زِ سبز رنگ ہصأبہِ مےٚ چھُم دِلپذیر   گرٕ ھٕمبم آسنی تژٕ ھے جامہِ ہن
شاہ حسینؑ زِ سرخ رنگٕے مےٚ نِشہِ بےنظیر   گرٕ ھٕمبم ووزِ ج جامہِ ہن بونٲلی ژٕ ھٕنن
دوٚپ شہپرؑ یا حضرت   وچھِو دَیہِ سٕنٛز قدرت
أنِھ اکھ طشتاہ ہتھہِ بیٚہِ آفتاباہ
حضرتنؐ جامہِ طشتہِ پٔتھ رٔٹی جبرائیل اوس آب ہارانے
أکِس جامس ہنہِ گو سبز رنگاہ تے   بیٚاکھ سرخ سپُن قباہا

☆

ڈٕیٹھتھ جبرائیلسؑ گو رنگس تغیر   لوٚگ ودنہِ اِدِ پرٕ ژٕھس حضرتنؐ
یا اخی باوِتم امیک تعبیر   ودان کیٛازِ چھُکھ میٛتہِ ون
یا نبی مارن شاہ حسنسؑ زہر دِتھ   رنگ گرٕ ھبس سبز تھ

دُستتھ پاۂ گرچھنس جگرس ماۂ گژھِ بے گناہ
گژھِ نیلتھ نب ییٖلہِ وٕہن دب آسہِ دوانے
ونہٕ موشاہ حسینؑ کیٲہ تے چھمہٕ ہیژِ مژ ناۂ بڑ ہا

☆

یہِ ہومظلوٗم کربلا آسہم مسافِر گرفتار منز ظالمن
دِنس کُنِس جانس لچھِ لچھ وتہٕ تیر نوٗرِ قدسی تل گژھِ کانن
ہے ہے تیتی پہنس ضربت چھیٖزِ دارِ مُتھتھ آسہِ رتھ
آسہِ بے کس تہٕ بے پناہ
لگہِ نتھ زٕ منس ییٖلہِ آسہِ ژھرٹ دِوانے
دِیہ باک حضرتؑ واحسیناؑ تے کڈِ دِلہٕ نشہِ بڈ آہا

☆☆☆

وزن دیگر

پوان چھِ رنگہٕ رنگے داؔ دی پھرِ......تو برتو
تُمی دنیاس دیدِ ہند دودنہٕ چون تہٕ کوٚمور کھ بے گناہ
بوٚ زم میدان محشرٕ دیدِ فاطمہؑ لتس کوٚ چھِ ہتھ ییٖہ ہو
دپہِ یاد گیم ظلمہٕ ستی داد بوزم یا خدا
گژھن کھنجہِ فلکن ییٖلہِ کونجہ کرِ ؤسرتہٕ پتھرِ ےپیٖہ ہو

تھٕزِ باکہِ ستۍ دزِ جگر بُتر اژِ ہیٚیس نارٕ بڑ ہا

خاتوٗن جنتؑ کرِ منت بڈِ باکاہ دِیہِ ہو

دپہِ میٚانہِ شاہ حسینؑو نوٗ رِعینو کتہِ ننٛدٕ رے پیٚیہِ با

اِدٕ زہرٕ لدٕ سے شاہ حسنسؑ دوٗ رِناداہ دِیہِ ہو

دپہس زٕ کھنٛجہِ گٔیے ژٕےٚ جگرس دود پنن ہاوتہٕ با

اسہِ سخت دل گوتھ وقتس کُن نظراہ کٔری تو

ییٚلہِ زٔنجیرٕ کٔری تھٕ پیہٕ ستۍ ہتھٕ بأنٛدی نیوٗ کھ عابدین شاہؑ

بیٚن ناچارن لإلدٕنے برقہٕ وو ڈِپیٹھٕ ہتۍ کھو

أسکھ ستھ سوٗ رٕمژ وتھ رأ وٕمژ برٛونٛٹھٕ آکھ اکھ جنگلا

☆

یاامام علیک السلام

یہ مرثیہ ۸۱۲ھ میں تصنیف ہوئی ہے

ماہ ماتم چوں عیاں شد واحسینؑ　　　　چشم انجم خون فشان شد واحسینؑ

چوں حسینؑ ابن علیؑ از خیمہ گاہ

الوداع کنان رواں شد واحسینؑ

آو محرم تہٕ کٔری وٕ ماتم مومنو واحسینؑ　　　　از مور کھ کربلا منز شاہ حسینؑ

دراو ییٚلہِ امام سلاح گنٛڈتھ منز حربگاہ

درا یہ ٔخمہ منژ پیٖہ کران واحسینؑ

مرتضیٰؑ از بادِ ظلم ……………… ہمچو حور در خوں نہاں شد واحسینؑ

کاکلِ مشکین چو سنبل از ستم

زینت شاخِ سنان شد واحسینؑ

لیس اوس نکھِ موٗ رِ رچھان رسولخدائےؐ سُے چھُ منژ خوٗنس تہٖ دریاوس پیٖران واحسینؑ

بیٖہ اڈٕ کوٗلے اڈٕ پھوٗل اصغرؑ شاہ

بر گوفرانچ ترٕ لیش ڈیشان واحسینؑ

آن شہہِ اکبر کہ بود شبیہٖ رسولؐ زخمی زِ تیر و سنان شد واحسینؑ

سرو قدش زِ تیر دشمنان

نازنین ہم چو کمان شد واحسینؑ

لوٗدہس پھٹوٕ نہِ دارِ نیزٕ سوارِ اکبر شاہؑ لیس اوس جدٕ سند ہیوٗ نوٗران واحسینؑ

تیٖتھ ظلم ڈیٖشتھ ناچارٕ گوسہ پادشاہ

پوٗترٕ دادِ تھٕر خم گوس زن کمان شد واحسینؑ

آں علیؑ ابن حسینؑ بند غل پا و سر عریاں رواں شد واحسینؑ

حیف و حسرت در دشت کربلا

مبتلا آں بہ سگاں شد واحسینؑ

کوٗ ڈکھٕ زنجیرٕ گرتھ وڈُنن عابدین شاہؑ اُسی نوٗ اٖرِس سوارن بروٗنٹھ ٹکوان واحسینؑ

واہ ناچار ظلمہِ لارِ کرِ ہے کیا

اُسکۍ نہٕ تھپھ تلان تھپھ ژلان واحسینؑ

ذوالجناح مے گشت دورِ خیمہ گاہ ...... اہلبیتؑ از خیمہ بیروں آمدند

....

بر فلک شور و فغاں شد واحسینؑ

اد آو ذوالجناح رتہٕ بُتھ بُھرتھ نشہِ خمہٕ گاہ ڈیوٚٹھن ییلہِ امام حسینؑ ماران واحسینؑ

درا ے ٕخمہِ منٛز اہلبیتؑ ادِ بر ملا

تیٚلی ملکوتُل فلکن پٔٹھ واحسینؑ

چوں سکینہؑ دررکاب آویخت دست آسماں لرزاں ازاں شد واحسینؑ

زینب اوفتاد بر پائے سمند

از دو چشمش خوں رواں شد واحسینؑ

کربس بیٖب سکینہؑ پاریس تھپھ بو کرِ کیا مے مأ لی دو کھہٕ آسماں پھوٚ واحسینؑ

چھوکہٕ لدگُرڈیشتھ بیٖب زینبںؑ کوٚڈ آہ

آلیس گتھ کران تہٕ رتھ وتھران واحسینؑ

☆☆☆

نوٹ: یہ مرثیہ اُس ابتدائی طرز بیاں کی عکاسی کرتا ہے جس میں ایران و دیگر فارسی زبان بولنے والے علاقوں سے آئے مبلغ و شعرا کشمیری نسل سے تعلق رکھنے والے لوگوں سے مخاطب ہوئے۔ کہا جائے تو مرثیہ کا انداز ایک سبق کے مانند ہے جس میں شاعر نے پہلے فارسی میں شعر کہے اور پھر

ان کی تشریح کشمیری میں کی۔ الغرض یہ مرثیہ اُس زمانے اور بیان کی علامت ہیں، جس میں دو مختلف زبان بولنے والی قومیں ایک ہی ماحول میں، ایک ہی موضوع پہ ایک دوسرے سے ہمکلام ہوئیں۔ (سمیر ہمدانی)

درمیانی دور

۹۹۵ھ تا ۱۲۳۴ھ

۱۵۸۶ء تا ۱۸۱۹ء

لگیوأ چھن اڑ وژھن، یمن آشہِ رژھن بایو
یمہٕ نوترہ ورنہٕ آیو، سون ظلمے وُ چھان بایو
یوٚت خدایہِ سنٛدِ پڑھِتو موکلاوِتھ نتو بایو
پیادٕ پتہٕ تھاونہٕ آیو، روزِ دیوان کھارن بایو
(من کلام مولوی عبدالحکیمؒ)

یتھ نفس قفس چھے دنیاتہٕ دنیا دأری ہو   زبتھ کیا ارزُتھ عأصیو نرگہِ
موکھ کیا دِکھ صاحبس سوکھ گأری گأری ہو   چھک وَتہٕ لأج گومت نفسنہِ دگہِ
(من کلام مرزا اجز اللہؒ)

دوسرا یا درمیانی دور

مرثیوں کا یہ دور اس وقت شروع ہوا جب ملک وسلطنت پر ادبار کی گھٹائیں چھا رہی تھیں۔ ان مرثیوں سے معلوم ہوتا ہے کہ مغلوں کے تسلط کے شروع ہوتے ہی کشمیری شاعری کا تنزّل بھی شروع ہوا۔ آزاد کشمیر کے آخری تاجدار چک سلاطین تھے۔ یہ بادشاہ خود کشمیری تھے۔ ان کا وطن، بود و باش، گفتار و کردار کشمیری تھا۔ ان کی زندگی کشمیر سے وابستہ تھی۔ وہ آزادی کے پیکر اور مادر وطن کے حقیقی جاں نثار تھے۔ غازی یوسف شاہ چک کو کشمیری شاعری اور موسیقی کے ساتھ بہت دلچسپی تھی۔ اسکی محبوب ملکہ حبہ خاتون خود ایک اعلیٰ پایہ کی شاعرہ اور موسیقی کی ماہر تھی۔ وہ کشمیری زبان میں خوب شعر کہتی تھی۔ غازی یوسف شاہ چک کے زمانہ میں کشمیری شاعری کی خوب رونق ہوئی، مگر یہ ترقی زیادہ دیر تک نہ رہ سکی، کیونکہ ملک کے چند غداروں اور قوم فروشوں نے ذاتی اغراض اور چند ٹکوں کی خاطر دہلی کے حکمراں طبقہ سے سازباز کر کے اس بادشاہ کے خلاف سازشیں کیں اور مغلوں کو کشمیر پر حملہ کرنے کی دعوت اور ترغیب دی۔ انہوں نے اس کا بالکل بھی خیال نہ کیا کہ اس سے ملک وقوم پر کیا آفت برپا ہوگی اور اسکے نتائج کتنے مہلک ہوں گے۔ جب مغل فوج کا مقابلہ یوسف شاہ چک کی فوجوں کے

ساتھ ہوا تو مغل سپاہیوں کے چھکے چھوٹ گئے اور وہ دم دبا کر بھاگ گئے۔ آخر میں مغلوں نے مذہبی تعصّبات کو بروئے کار لا کر غداروں کے ذریعے اس تعصب کی آگ کو ہوا دی اور بادشاہ کے خلاف مذہبی منافرت پھیلا دی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ان غداروں نے ملک میں ہیجان پیدا کر دیا اور جب مغلوں نے دیکھا کہ سازش مکمل ہوگئی ہے تو انہوں نے پھر کشمیر پر حملہ کیا، یوسف شاہ اور اس کے فرزند یعقوب شاہ نے مردانگی سے مقابلہ کیا لیکن غداروں نے حملہ آوروں کیلئے راستہ صاف کر رکھا تھا اسلئے بادشاہ کو مغلوب ہونا پڑا۔ مگر ستم ظریفی یہ ہوئی کہ ان غداروں کے سبب یہ ملک اس وقت سے غلامی کی آہنی زنجیروں میں جکڑ گیا اور غلامانہ زندگی بسر کرنا یہاں کے لوگوں کا طرہ امتیاز بن کر رہ گیا۔

مغل بادشاہ جانتے تھے کہ جب تک یہاں چک خاندان موجود ہے تب تک وہ کشمیر پر چین سے حکومت نہیں کر سکتے۔ جس طرح انگریزوں نے آخری مغل بادشاہ کو جلا وطن کر دیا اور اسکے بیٹوں کو قتل کیا اسی طرح مغلوں نے یوسف شاہ چک کو جلا وطن کر دیا اور اس کے خاندان کے افراد کو تہہِ تیغ کر دیا۔ اتنا ہی نہیں بلکہ چک سلاطین کے محل ویران اور مسمار کر دیے گئے اور انکے مقبرہ کا نام ونمود مٹا دیا گیا، گویا وہ اس ملک میں کبھی رہے ہی نہ تھے۔ ان جانباز اور دلیر بادشاہوں کے متعلق جو الزامات عائد کر دئے گئے ہیں وہ سب مغلوں اور غداروں کے پروپیگنڈہ کا نتیجہ ہے جسکو مؤثر بنانے کیلیے مذہبی رنگ دے دیا گیا۔

چک سلاطین کی تباہی سے ملک کی آزادی ختم ہو کر رہی اور کشمیری شاعری کا بھی زوال آ گیا، کیونکہ مغل حکام اور فوجی یہاں کی زبان سے بالکل بیگانہ تھے۔

ان کو یہاں کے لوگوں سے نہ کوئی ہمدردی تھی اور نہ یہاں کی زبان سے کوئی دلچسپی تھی۔ ان کو صرف روپیہ بٹورنے کی فکر دامن گیر ہوتی تھی۔ وہ لوگوں سے روپیہ چھین کر اپنے جیب بھرتے تھے اور اپنے آقاؤں کیلئے دہلی میں سامانِ عیش مہیا کرتے تھے۔ اکثر گورنر لاہور میں رہ کر رنگ رلیاں مناتے تھے اور اپنے ایجنٹوں کو کشمیر میں بھیجتے تھے۔ وہ جو چاہتے تھے کرتے تھے۔ جب تک تحفے تحائف اور روپیوں کی تھیلیاں دہلی کے خزانے میں پہنچتی تھیں تب تک ان گورنروں سے کوئی باز پرس نہ ہوتی تھی۔ اس ملک میں جو چاہتے کر سکتے تھے اور یہاں کے لوگوں کو بھیڑ بکریوں کے ریوڑ کی طرح ہانکتے تھے۔ یہی عمل اور طریقہ افغانوں اور سکھوں کے عہد حکومت میں رہا بلکہ اس سے بھی بدتر۔

اس بدیسی حکومت کا نتیجہ یہ ہوا کہ کشمیری شعر و شاعری کو زوال آ گیا کیونکہ اب اس زبان کا کوئی قدردان نہ تھا جو اسکی حوصلہ افزائی کرتا۔ مغل گورنروں کو اس زبان سے کوئی واسطہ نہ تھا نہ وہ اس زبان کو سمجھنے کی کوشش کرتے تھے۔ ان کی زبان فارسی تھی اور وہ اسی کو رواج دیتے تھے۔ کشمیری لٹریچر بہت ہی وسیع ہوتا اگر ان قوم فروشوں نے غداری کر کے اس ملک کو اغیار کی غلامی میں نہ دیا ہوتا۔ بہر حال جو ہونا تھا وہ ہو کر رہا۔ اس پر اب رونا فضول ہے۔ مگر ستم ظریفی دیکھئے کہ ملکہ حبہ

خاتون کا دن اب بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے مگر اس کے سرتاج ملک یوسف شاہ غازی کا جس نے دشمنوں کا مقابلہ کر کے قومی غیرت اور آزادی کی لاج رکھی اس کا کوئی نام تک بھی نہیں لیتا۔

بایں تفاوت رااز کجاست تا بکجا

اس دور کے مرثیوں کا بیشتر حصہ ضائع ہو چکا ہے۔ کچھ تو فرقہ دارانہ مناقشات اور اس وقت کی حکومت کی معتصبانہ روش سے تباہ ہوا۔ جب شیعوں کے مکانات اور مساجد اور معابد جلائے گئے اور کچھ لوگوں کی لاپرواہی سے تلف ہوا۔ جو کچھ موجود ہے وہ بھی کسمپرسی کی حالت میں ہے۔ اکثر حصہ ان باقی ماندہ مسودوں کا کرم خوردہ ہے۔ جن مصنفوں کے نام درج ہیں انکی سوانح حیات کا کہیں تذکرہ نہیں ہے اور نہ اس وقت کوئی ایسا موجود ہے جو انکے متعلق کچھ بتا سکے۔ البتہ کہیں کہیں سنہ تصنیف دیا گیا ہے۔

اس دور کے مرثیوں کا ابتدائی دور کے مراثی سے موازنہ کر کے بخوبی معلوم ہوتا ہے کہ مغلوں اور پٹھانوں کے عہد حکومت میں کشمیری شعر و شاعری پر کیا اثرات مرتب ہوئے۔ اس دور کے مرثیوں میں وہ شاعرانہ حسن اور علمی خوبیاں اور حسن بیان نہیں ہے جو پچھلے دور کے مرثیوں میں موجود ہے۔ اس دور کے اکثر شاعروں کا انداز بیان عامیانہ اور لچکدار رہے۔

اس دور کے آخری حصہ میں ایک امام باڑہ جڈیبل میں تعمیر کیا گیا جو بہت دفعہ جلایا گیا۔ یہ شعیان سرینگر کا واحد امام باڑہ تھا۔ جہاں پر اگر حالات سازگار

ہوتے تو شیعہ ایام محرم میں عزاداری کے لئے جمع ہو جاتے تھے۔ دیہاتوں اور گاؤں میں بھی کہیں کہیں کچے امام باڑے بنائے گئے تھے جہاں مناسب اور موافق حالات میں گاؤں والے محرم میں ماتم کرتے تھے۔ اس تقریب کو ''عُرسِ امام'' سے موسوم کیا جاتا تھا۔ جیسا کہ ایک مرثیے کے اس شعر سے ظاہر ہے:

یوکنہ یُوت واتنس شہدن چھوک آو آو

دُوہ چھک عُرسِ سک تہ ہیتوک بیون بیون ناو

ادِ چھو حضرتؐ بہتہ پانہ ماتمس ہو

ترجمہ: یہاں حضراتِ شہدا کے آنے کی توقع ہے۔ یہ اُن کے عرس کے دن ہیں۔ اس لئے اُن کو نام بنام یاد کیجیے کیونکہ آج خود نبی کریم صلعم اُن کا ماتم کر رہے ہیں۔

مرثیے آہستہ آہستہ پڑھے جاتے تھے اور گریہ بھی خاموشی سے کیا جاتا تھا کیوں کہ اکثر اوقات ماتم کرنے والوں کو قتل کیا جاتا تھا۔ اُن کے مکان اور ماتم سرائیں جلائی جاتی تھیں۔ خواجہ حسی بٹ مرحوم اپنے ایک مرثیہ میں ان دلخراش واقعات کا منظر یوں پیش کرتے ہیں:

اِتہ با کھہ کتھہ پاٹ دیہ ایمو دژ زاجکھہ امام حسینؑ

ماتم سرایے ہے ہے ودہ نین جائے

تھند لارہ لدودہ وَن ژاژار گارگار مانہ آیئے

ہے ہے زاجکھہ کتاب خانن جائے

رُوز کھنہ ژھپہ نس جائے کنیز و گولہ وٹھہ ژ ہن رِکنہ قبرن ژایے

ہے ہے اَتھہ رُوزہ ہوژ ہایے

ترجمہ: یہاں (کشمیر میں) حضرت امام حسینؑ کے ماتم میں کون آہ و بکا کی صدا بلند کرسکتا ہے۔ جنہوں نے ایسا کیا تو اُن کے مکان اور امام باڑے جلائے گئے۔ اُن کے مظلوم اور بے کس ماتم کرنے والے چُن چُن کر اور ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کئے گئے۔ عالموں اور فاضلوں کے مکان کتابوں سمیت نذر آتش کئے گئے۔ اُن کو کہیں چھپنے کے لئے جگہ بھی نہیں ملی۔ اپنے آپ کو چھپانے کے لئے کچھ دریاؤں میں کُود پڑے اور کچھ ویران قبروں میں پناہ ڈھونڈنے لگے۔

عزادار بھی خاموشی سے ماتم کرتے اور روتے تھے کیوں کہ اگر رونے کی آواز حکومت کے کارندوں اور مخالفوں کے کانوں تک پہنچ جاتی تو اُن ماتم کرنے والوں کو تہہ تیغ کیا جاتا تھا۔ اور اُن کا مال و متاع لُوٹ لیا جاتا تھا۔ شاعر مذکورہ حالات کو یوں بیان کرتا ہے:

ایمو دینچہ وتہ تھاوہ اچھہ ودہ ونہ ہو

دیزک جان کرہ موشار   رسہ وَدِتاو گرژہ آشکار

اتہ ہشام ودنس چھو پتہ لارتے

ترجمہ: میری جان اُن پر قربان جن کی آنکھیں امام حسینؑ کے ماتم میں اشک ریز ہیں۔ان رونے والوں سے کہہ دیجئے کہ چپکے سے رویا کریں ورنہ اغیار کو معلوم ہوجائے گا۔یہ حقیقت ہے کہ رونے اور ماتم کرنے کے فوری بعد رونے والوں پر مظالم اور مصائب کے پہاڑ توڑے جاتے ہیں۔

حکومت کی سخت گیر پالسی اور تشدّد کی وجہ سے کئی کئی سال تک ماتم کیا ہی نہیں جاتا تھا۔ماتم سرائیں بند رہتی تھیں۔اور دروازوں پر قفل لگائے جاتے تھے تاکہ کوئی اندر جا کر ماتم نہ کرسکے، جیسا کہ اُستاد محمد جعفرؒ اپنے مرثیے میں تذکرہ کرتے ہیں:

خلقو ژون ورین معرکہ برہ ژاینو

گُنہن پنہ نن توبہ کرتو

ترجمہ: لوگو۔ہم چار سال سے امام باڑوں کے اندر ماتم کرنے کے لئے داخل نہ ہوسکے۔ہمیں اپنے گناہوں کیلئے توبہ واستغفار کرنا چاہیے۔

جونہی محرم کا مہینہ نزدیک آتا تھا تو مخالف عنصر حکومت کے بل بوتے پر فساد برپا کرتا تھا۔اور شعیوں کا قتل وغارت کیا جاتا تھا۔ماتم کرنے نہیں دیتے تھے۔محبان امام حسینؑ کو ماتم کرنے کے لئے کوئی جگہ نہیں ملتی تھی۔شاعر مذکور بیان کرتا ہے:

دپہ تاؤ ماتم دارن ذاکرن کتھہ ودن تہ کیاہ کرن

امام حسینؑ ودہ نس کونہ رش نی جائے

برآیہ برانت وہرس شاہ حسینؑ کونہ فاتحہ پرن

یام ناوچھہ ہوان امام سند تام اُوتھان نیائے

ترجمہ: کیا کریں گے اور کس طرح ماتم کرسکیں گے۔ کیونکہ امام حسین کا ماتم کرنے کے لئے کہیں بھی جگہ ملتی نہیں۔ ہم سال بھر اسی امید پر جیتے رہے کہ محرم آئے گا اور ہم امام حسینؑ کے نام فاتحہ بھیجیں گے۔ مگر جونہی اُن کا نام پاک لیتے ہیں تو اُسی وقت فساد اور فتنہ برپا کیا جاتا ہے۔

حکومت کا جبر وتشدّد اس قدر تھا کہ کوئی بھی حضرت امام حسینؑ کا نام نہ لے سکتا تھا اور عزاداری بھی ممنوع قرار دی گئی تھی۔ ایک شاعر ان واقعات کا بیان نہایت حسرت سے کرتا ہے:

اسؔ چھنہ تھہندس امام حسینؑ ناوہت زانان

پین موخلقو صاحب دُودیوتھ کانسے

تعزیہ حضرتہ سند ہنہ چھنہ دیوان

اس ودان امام حسینؑ اتہ نزہ بیہ کانسے

ترجمہ: ہم نبی کریم کے نواسے امام حسینؑ کا نام نہیں لے سکتے ہیں۔ خدا نہ کرے کہ کسی کو ایسی سخت مُصیبت سے دوچار ہونا پڑے۔ ہمیں امام حسینؑ کا ماتم

نہیں کرنے دیتے ہیں۔ ہم یہاں حضرت حسینؑ پر روتے ہیں کسی غیر کے لئے تو رونا نہیں چاہتے۔

جب مظالم کا طوفان زیادہ بڑھتا گیا تو محبان امام حسینؑ کے لئے اعلانیہ ماتم وگریہ کرنا ناممکن بن گیا۔ اس لئے انہوں نے کہیں کہیں مکانوں مین تہہ خانے بنائے۔ یہ تہہ خانہ ایک چھوٹا سا بند کمرہ ہوتا تھا جو اکثر زمین کے نیچے بنایا جاتا تھا۔ اس میں کوئی کھڑکی نہیں ہوتی تھی، صرف اندر جانے کے لئے ایک بالکل چھوٹا دروازہ ہوتا تھا۔ یہیں پر چند افراد ایام محرم میں جمع ہوکر آہستہ آہستہ مرثیے پڑھتے تھے اور خاموشی سے گریہ کرتے تھے۔ یہ دور شیعیان کشمیر کے لئے نہایت ہی سخت تھا۔

اس دور کے مصنفین مندرجہ ذیل ہیں:

سید جعفر نجفیؒ، مولوی عبدالحکیمؒ، آقا محمود تبریزیؒ، محمد یحیٰی ابن احمد خانؒ، حسن خان ابن محمد تقیؒ، ملا ابراہیم منجمؒ، میر احمد علیؒ، مرزا جواد علی خانؒ، خواجہ محمد تبریزیؒ، سید میر محمد عباسؒ، مرزا جزاُ اللهؒ، قاضی احمد علیؒ، استاد محمد جعفرؒ، سید میر عرب شاہ رضویؒ، سید میر شرف الدین رضویؒ، ملا عبدالرحمانؒ، خواجہ محمد فاضلؒ، خواجہ حسی بٹ نادانؒ، سید صالح رضوی احمد پوریؒ، بابا محمد جوادؒ وغیرہ

☆☆☆

نوٹ: اِن حضرات کے علاوہ بہت سے ایسے شیعہ فارسی گوشعرا بھی گزرے ہیں جنہوں نے اس زمانے میں اپنی شاعری کی بدولت کشمیر ہی نہیں بلکہ فارسی زبان سے وابستہ تمام دنیائے ادب میں

نام کمایا۔ ان شاعروں میں مُلا طاہر غنیؔ، مُلا مظہریؔ، اُوجیؔ، مرزا داراب بیگ جویاؔ، مرزا کامران بیگ گویاؔ، مُلا محمد رفیعؔ، ملک محمد رضا مشتاقؔ، مُلا مہدی مُجرم وغیرہ وہ قابل ذکر افراد ہیں جن کے بارے میں قدرے وثوق سے کہا جا سکتا ہے کہ یہ کشمیری زبان سے نہ صرف واقف تھے بلکہ کشمیری اُن کی مادری زبان تھی۔ مگر بدنصیبی سے اُن کے لکھے کشمیری مرثیوں کا نہ تو کہیں تذکرہ پایا جاتا ہے اور نہ تو کوئی نمونہ ہی دستیاب ہے۔

مذکورہ بالا شعرا کے علاوہ اس زمانے میں ایسے بھی شیعہ شعراء گزرے ہیں جن کا تعلق فارس، خراسان و برصغیر سے تھا۔ یہ فارسی شعراء مغل و افغان عہد حکومت کے دوران وقتاً فوقتاً کشمیر وارد ہوئے اور اس وادی بے نظیر کو اپنا مسکن بنایا۔ ان کی اولاد بھی یہیں کی ہورہیں۔

یہ تمام شعراء فارسی شاعری کی اس روش سے منسلک تھے جو سبق ہندی کے نام سے موسوم ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس سبق سے وابسطہ بیشتر نامور شعرا کا تعلق بلواسطہ یا بلا واسطہ کشمیر سے ہے۔ مرحوم شبلی نعمانی اپنی کتاب شعر العجم کی تیسری جلد میں لکھتے ہیں، کہ اس طرز کو فروغ دینے میں مرزا طالب کلیم ہمدانی (متوفی ۱۶۵۱ء)، علی کلی سلیم (متوفی ۱۶۵ے ء)، مرزا محمد صایٔب اور مُلا محمد طاہر غنیؔ (متوفی ۱۶۵ے ء) کا نمایاں کردار رہا۔ صایٔبؔ کو چھوڑ کر ان تمام باقی شعرا کا مدفن کشمیر میں ہی ہے۔ مرزا صایٔب کے متعلق مشہور ہے کہ وہ غنیؔ کے شعر میں استعمال کردہ ایک کشمیری لفظ " کرالہ پن" کا معنی جاننے کے لئے ایران سے کشمیر آئے۔ شعر یوں ہے:

موئے میان تو شدہ کرالہ پن

کردہ جدا کاسہ سر ہا زتن

شہر سرینگر سے وابستہ بیشتر شیعہ شعرا کا مدفن مزارِ شعرا در گجن و مُلاّ مقبرہ حسن آباد میں پایا جاتا ہے۔ (سمیر ہمدانی)

کلام مولوی عبدالحکیمؒ

بۆ ڈچھُ دریائے وحدت مومنو　　　تتھ واقف بێیہِ نو کۆنہہ گو
شاہ بێنٛن تہٕ مرسلن پتھ گو　　　ڈیشتھ حمدِ کہِ آبچہِ گت ہو
اوس آگر ہوتمیک دو　　　جگر محمد رسول اللہؐ

☆

دڑاے ژور دریاو تمے نشہِ دو　　　گٲرکھ گتھ حضرت سٕنزِ درویشی دو
اکھ صبر تہٕ قناعت دو　　　بێیہِ فقر تہٕ شہادت ہو
یم ژور دریاو ہو　　　زہٕ نٔے دو　　　چیٚے سٲری امام حسینؑ گٲرتھ بسم اللہ

☆

ٲمہِ ترٛبن دو ہن وُٹھ ہنہٕ پھیٚشہِ نو　　　تاڈٕ دود چون نہٕ دیٚدِ نشہِ دو
یاڈٕ نبۆ ژ زبان رٹہِ دہانہٕ نشہِ دو　　　پھۆربۆ رنہٕ صبر چہِ تریشہِ دو
اِدٕ اوس پراران ہو　　　ووت کربلا چھیٚرٕ دارِ دو　　　کۆرکھ بنہٕ بآے گبر ہٕتھہٕ دربلا

☆

شاہ عابد ہٕنؑ نالہٕ مَتہِ روٹنو　　　تس خرقہٕ فقرک ولہٕ نُے دیٚت نو
بێنٛن تہٕ کوربن روخصت ہیوٚتنو　　　اِدٕ پیرمرنن میدان دِتی نو
شاہ عابد ہٕنؑ دو پرِ ہے تریشہِ گُن وچھتہٕ حمد اَللہ

☆

وچھتو گۆب کیاچھےٚ شہادت دو　　　روزبس منتظر امامت ہو
مۆ دِ سٲری زاگان تتھ دو　　　لیس اتھہِ آیہ سُے گوس ہٕتھہٕ ہو
گٲرِ گتھ زنانو تہِ ہواتھ مرگس دو　　　وہاب کلبیؒ نہِ ماجہِ کتھہٕ جان دیٚت للہ

☆

سُے ٹوٹھ چھُ خدایس دو یُس وتہِ پیٹھ مرِ بیکس ہو
کینٛہہ عار آونہٕ یزِ دِس دو سر ژٔٹی تھہٕ نیوٚن مسافرفوجس ہو
ومہِ مونچہِ نشہِ ہو وہوے نیزِ دو گرشِھنہٕ کُنہِ ہے نِشہِ پآدٕ انسان واللہ

☆

اوس یزیدلس زامت دو حضرت حمزسؓ یمی وأنجہِ دام دیٛتنو
کوٚرن گوٚبرُ ے تیٛت دو تورن نبٕو ژجگرس نیزک پیوٚت ہو
یہنٛزِ ماجہِ رنجنو وہو حضرتؐ دو تہنٛدی گوٚبرن تُل حضرت فأطمسؑ بنا

☆

لس ماجہِ ہنٛزِ نصیحت مُٹھ نو بیب زینبسؑ ترٛ لیش ہورٔٹ نو
موٚل ژٔٹن نبٕو ژگلس کرتجہِ ژنجہِ دو ژچنس عمدن لنگ تہٕ لنٛجہِ ہو
یہِ چھُ صفت نسلس ہو واتہِ پننس اصلس دو تمہِ تہِ ظلمہٕ ستیٛ کاٹپنأوی سر اللہ

☆

کٔری زے ظلمچہٕ فکرِ مومنو استخوانن دودُر گرشھِ ہو
دیٛت آبہٕ چھِر کاوکۆ فیووتہِ دو گیہِ بیب سکینسؑ کتھہٕ دو
واہ ترٛیشہِ دادیٛو، توبہٕ لگیو وچھتہٕ کربلاہکھوِ بانٛد وکیٛونٛہہ کوٚ ڈِچلا

☆

اوسکھ زندن گنٛڈ پھیٛرِ مت ہو موردن کوشہِ رتہٕ بوٚ ڈمت ہو
سرن گنٛڈٕ کنہِ نیزِ کی پیٚتیٚ ہو بیٚنن برقہٕ کنہِ زٔنجیرِ آلنت ہو
ژأ نِکھ تمے حالہٕ ہو بریزِ دُن دو دِوان باک باک پتہٕ پتہٕ شاہ اسداللہؒ

☆

تُجَ اهلبيتؑ وڏنچ ڪوڪ هو   حضرت ڪلثومؑ ڏٿيلهِ ڪرُ يکه هو
سانہِ ذآ ڙدولبہِ نہ ڪينهہ شڪ دو   سائنس بڏی بابہِ سنڌ ڇهوحق دو
وُنی ڪبن وقت هوپبو مسلمانو   سانہِ ڪنہِ ڪينهہ ڪتهاه ڱری تو ڪوٗنهہ عنداللہ

☆☆☆

یاامام علیک السلام

لڱيوأ ڇهن اڏِ وڙهن، يمن آشہِ رڙهن بايو
يمہِ نوترو پرنہِ آيو، سون ظلمےِ وُ ڇهان بايو
يوٗ ت خدايہِ سنڌِ پڙهِ يتو   موڪلاٗ وِتهہِ تو بايو
پياڏِ پيتہِ تهاونہِ آيو، روزِ ديوان کهارن بايو
ڪربلاہچہ مسجدِ ڱرِ هتو بايو نيزِ منبرِ وستو بايو
ساٗرشهيد جماعت آيو پيش نماز سپنو بايو
أسی قربان چانبن ڪتهن، هيوٗ وطن رستہِ بايو
ڙے هيوٗ تهڪهہ نيزن نڪهن اسہِ ترآ وتهہ نڪهہِ بايو
وارِ رٗ ڇهتهہِ لوٗ ڱم اتهن   ڪن تهاوِتم بايو
وِڏِ ڪيٗا يمن دوکهن مهرِ نی ڪوٗر ڇهير تهہ آيو
مائزِ لاٗ جن خوٗنچ اتهن باٗنڌی وآری وِ ڪنہِ دڙايو
نٹهہ ٸج دُستت سرن يٸلہِ روزِ ديوان کهارنہِ آيو

داغ تھوٗ وشمرِ نی زہرِ خنجرن سارِنی پیغمبرن بایو

تیٚلہِ چاک دیُت شاہ حیدرنؑ بیٚلہِ تس یہِ ہیٚنہِ تم آیو

تیٚلہِ رتھ ووٗ تھ دَگہِ منبرس منز خدایہِ ہٮ۪ندس گرس بایو

ینہِ چھوک لوٗگ شاہ حیدرسؑ دَیہِ ہٮ۪ندس سرس بایو

نوٹ: کشمیر کے ادبی حلقوں میں عبدالحکیم نامی دو معروف حضرات گزرے ہیں۔ ایک کا تعلق بابا پورہ کے مُلا خاندان سے ہے۔ اس خاندان کے جد امجد حضرت مُلا محمد سعید الدین ہمدانیؒ ۷۹۵ھ / ۱۳۹۳ء میں حضرت میر محمد ہمدانیؒ کے ہمراہ وارِدِ کشمیر ہوئے۔ مُلا عبدالحکیم کو تاریخ میں منشی عبدالحکیم کے نام سے بھی یاد کیا گیا ہے۔ والد کا نام مُلا غالب ہمدانیؒ اور تخلص ساطعؔ تھا۔ فقہائے کامل مُلا عبدالغنی ابن طالب ہمدانیؒ اور مشہور فارسی گو شاعر مُلا محمد طاہر غنیؔؒ آپ کے چچازاد بھائی تھے۔ ساطعؔ کی اولاد میں مرزا مُلا لامعؔ نے شاعری میں نام کمایا۔ ساطعؔ مُغل بادشاہ فرح سیار کے مصاحبین میں تھے اور آپ کا شمار فارسی کے مایہ ناز شاعروں میں کیا جاتا ہے۔ انتقال ۱۱۴۲ھ / ۱۷۲۹ء میں ہوا۔ تاریخ وفات مُورخ خواجہ محمد اعظم نے یوں لکھی ہے:

گُفت اعظم بسالِ تاریخش

نورِ ایماں بحر قدش ساطعؔ

وادی کے دوسرے عبدالحکیم کا تعلق زڈی بل کے معروف شیخ خاندان سے تھا۔ اس خاندان کے جد اعلیٰ شیخ علی رضاؒ جزیرہ بحرین سے تبلیغِ اسلام کیلئے کشمیر تشریف لائے۔ بقول مرحوم و مغفور شیخ عبد الہادیؒ صاحب ممدوح محتوی خاں کے فساد میں ۱۱۳۲ھ / ۱۷۱۹ء میں شہید ہوئے۔ کشمیر کے عالم یکتائی مُلا مُقیمؒ (متوفی ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۰ء) آپ کے پوتے تھے۔ عموماً قیاس کیا جاتا ہے کہ یہ مرثیہ ساطعؔ کا ہے۔ مرثیہ ۱۰۷۳ھ / ۱۶۶۲ء میں لکھا گیا ہے۔ (سمیر ہمدانی)

کلام سید جعفر نجفیؒ

سال تصنیف ۱۱۶۱ھ

اِ دیّدِ شاہ قاسمنہِ باک ژہنز نو   تیّلہِ اودون ؤ ژتھپہ تھارتے
ہدیّدی میؤن مہراز بنہ ہووُرگو   گیس یؤت کال تتہِ کیاہ تاأرتے
ہدیّدی مےّ بےتاب گاأمژِ توہی ڈپِی تو   گرشھہِ نابوّے ننہ واأر برؤنٹھہ تے

☆

وچھن یوُن گرشھہ وُن گُرِ ماپہو   کنہ تس تہِ ماگاأس وتہِ پپٹھ ماأری تھے
گرمس نہ وٹھل رنس پُنژ کتہِ بو   وُنہِ مہرازس ماأنژ چھم لاأرتے

☆

ہدیّدی کیالاگہِ یزمن بائے وونی بو   ژوّ لُم برؤنٹھہ کنہِ یُتھ مہراز دو
یہِ کُمی یُرشھم، کونچھم بینہِ والہِ دوہ   ژوّلم برؤنٹھہ کنہِ رؤشتھ بادشاأز پاأری تھے
رؤدی مہِ ونن کنن رئڈی نم کوہ   کوّت زالہِ لوّ گہم شاہ بازتے

☆

ولوماأنژ کش لجیو مدِ نو   اتھن کھورن لگہ ہے پاأری تے
گنڈے تن سرپائے آدنو   مالہِ دستہِ کرِ ہے خاأطر داأری تے

ژے بو نہ پینہِ والچ ہیرٔ تھم نہ لادنو　　توے کفنس روٗڈ ہم نکھ دأرِ تھے
چھمہِ بڑ انت چائی وُنہِ تہِ آدنو　　دبوحرب گاہ پھیرم یورُ گن سوار تے

☆

ہدیٚدی اتھبت پارٕ کرس نابو　　واہ وٚچھس پھٹہٕ ونی دأرتے
چھوکہ لدمٔرس کرٕہس بوٚے ہوہو　　للہٕ وٕہس ترٛشہ کو چھِ کأرتے

☆

ودوزورٕ زورٕ دینس؟ اکبرؑ جوانس　　شاہ حسینؑ نس زوٗ دانستے
سُہ دوشبیہ رسولؐ یزدانس　　پرٕی تو صلوات تھنٛدس شانس تے
سپنہِ قیامت حضرت بیب شہربانسؑ　　یٚیلہِ روزِ چھُ لُد تھ تس نشہِ دامانس تے

☆☆☆

کلام سیادت پناہ میر سید عباسؒ

پرٕی تو الحمد للہ ڈ ے کوٚ رعطا امامہ ہنٛدِ دو کھہ گُے قرآن
گے مقرّ ب لچھِ بٔدی انبیاءؑ تمٛیک تلاوت کران
عابد ہن شاہؔ مدرس چھتہٕ کونہ پرٕی زِ تی لیس عمر گیہِ تمہِ کی تفسیر پھران
پران اوس دو کھہ بسم اللہ کڈان دادِ کرِ آہ خدایا روٗ دُس گُن جان
مورٕ ہم بابہ صبرک شاہ تہ اصغرؑ شاہ یا صبوٗ ریا صبوٗ رکران
ڈیوٗ ٹھکھ نہ موکھ تریشہِ مرنہٕ وِزِ تہِ　ساقی کوثرس گبر موٗ دی تریشہِ تریشہِ کران

اَسی شرٛاکہِ تل کڈان آہ یا علیؑ للہ تیٚ خمہٕ منٛز بیہٕ آسہٕ بوزان
زانان زِبابہٕ ماسنہٕ آوُسہٕ شاہ اسداللہؑ، کورِ کیٛا آسہٕ نم کران

چھِکھ رتہٕ مٔتی پتہٕ چھکھنہٕ ژلہٕ نس وتھ اوسکھ اتھہٕ وول بوے یتہِ چھُکھہٕ مران
چھُنہٕ ستمن انتہا کٔری زِ گرٛند کیٛاتہِ زانہِ دوکھہٕ لد حضرت شہربانؑ

لیس مورمت برٛونٹھہٕ بادشاہ سُہ سید شہداؑ أندی أندی دُستتھ جوان
کینٛژن ژٔڈی مٔتی اتھہٕ مأنٛزلأ گٔتھہٕ کینہٕ نیزٕ پیٚتہِ نے پٕٹھ سوٗرۂ کہف پران

کوچھِ ہتھ مورِمت معصوٗماہ سُہ شاہؑ سندأ چھگواہ ۂٹی ہنہِ آمت پیکان
دیان پوتر وشونگتم ساتھاہ اَسی چھو کہٕنے دود ماہو ہوا ہسس کران

چھسے بیکس بو تہِ کرتم کتھے ستھ سوٗرم تہٕ وتھ چھم نہٕ مالِنٛج یوان
دِژتام شمرن کرٛ یکھاہ گوحاٰصل مدعالوٚ دوٗنٹن رسوٗلہٕؐ سند خلنخان

ژھُنگھ برٛونہہ برٛونہہ عابدیٚن شاہؑ پتہٕ پتہٕ فوجا خول کأفرأندی أندی پھیران
تٔیت اوس کھوژوٗن سُہ تہِ زلنہِ بیب سکینہؑ یوسہٕ ہیمہٕ ستیٚ اَس ووٚنٹہٕ پٕٹھ وٕسی وٕسی پوان

ییٚلہِ کوفہٕ شہرِ کہِ برٛژاے دراو آنتہٕ روٗس خلقاہ مٔدی ہٕنکِن باٗنٛدن چھِ پکوان
یُہنٛد جد چھُ محمد مصطفیٰؐ توے کوٚ ربکھ کیٛا عوشوٗرکی دوہہٕ کربلا میدان

أنِکھ سوال گٔری تھہٕ ترأ وِکھ مأرِتھہٕ مأرکھ تہٕ وُنہِ چھکھ نہٕ مرِنے تلان
اماٗمیؑ کوٚ رنیزٕ پٕٹھہٕ وچھنا خدایا رچھتم شرمایہُوے چھکھ گوڈُک روز دیوان

چھکھ نہٕ پنہٕ نُے پتہٕ کانٛہہ یم کرٕنم کیٛاہ دوکھہٕ لدٕ چھےٚ گامٕژ حیران
ابن ذیاداوس مشلادِتھہٕ لشکر ہتھہٕ عابدیٚن شاہؑ بیٚہٕ ہتھہٕ دعائے خیر کران

تام کوٚرا ابن زیادٕ دی حکماہ عابدین شاہؑ یہو ے چھایہ زندٕ کتھ چھوون تھاوان

یوٚ دوے روزِ یہند ے معصوٗ ماہ پگاہ کرِ دعوایہ وقت کتھٕ اَتھٕ چھوٚ دِوان

دوٚپہس ظالموٗ یہِ بیمار چھُنہٕ پانے مَرِتہٕ یہ مالٕی دو کھٕ سٟتی دو چھُنہٕ وٗتھتھ ہیکان

☆☆☆

کلام میر عرب شاہؒ

ہشام خوٲبِ سٟتم دیٖڈی پنٕنہِ مہمک سرؔ وَنہٕ ہے

دردلو ترٲ و ہم لرمےٚ دوپیٹوم کُنہِ کٕنے

مےٚ ہینٛزٕ دِلس تمنارؤ دم ڈٕپی توم ووٗنی کیا کرٕ موبو

ہوان اٲسم بابہٕ خبر سو کھٕ موکھٕ رووم برؤنٹھٕ کٕنے

مسلمؑ ٕشہنزٕ یتیم بابہٕ بابہٕ کران موٗ دی ابراہیمؑ تہٕ محمدؑ

تمن دوٚن بارٕ نبن ژٔڈی ہک سرے مُرٕی ہنہٕ ترٲ وی ہکھ پیرٕ وٗنے

از بپب شہربانؑ مرٕ نہِ لارِ سٟتی ژٔ جی مےٚ ہبا پشرِن پٕتمو

یٖیلہِ نیزس پپٹھ ڈیوٗٹھک بابہٕ سنٛد سر ترٕ لیش بڑٲ نژلگس اَس دارٕ نے

زہرِ لدس بأے ہنٛدی یتیم مےٚ وَتہِ پپٹھ موٗ دی اکھ عبداللہ ییٚہِ قاسموٗ

پرشہرن ترٕ اٲ و ہم لرکینٛہہ نوو ولہکھ کفنہٕ کٕنے

بایواز شرؠ چاٲنی شمرن رٕٹی تھٕ کٕڈی کینٛہہ موٗ سپلہٕ سورن ہو

بو چھِ بو چھِ کران کربلا اندرٕ ےنکھٕ کو چھِ پپٹھٕ ماجن وٗسی وٕنے

عمر سعدن کانہٕ پرٕ کہِ ہوامٕ وَستھ تاَ جی ژونگ چاۓنس مُرس ژھبتہٕ کوٚ رنو

أسۍ بنٛد خانن تھاوِ ہے انٛدرٕ رے گرِ گرِ یوان چھِ کھوژ ناوِ نے

ترٛیشہِ ترٛیشہِ کران مورٕ ہے عباس علیؑ تہنٛد خوٗن ڈبکس برقہٕ کنہِ ولہِ یو

دید ارہاوٕ تم بابہِ جگرے بێیہِ یتہٕ بێنٛن دلاسہٕ دِنے

مےٚ دوشام اکہِ اکہِ بایوبأے جوٗ موٗ دی سورے مالیٛن اکہِ وتہِ سوٗ رمو

چھسے شُرۍ ہتھہٕ پھیران بو گرٕ گرے وتہِ پٹھ اُلۍ سَے باک دِنے

☆☆☆

کلام سید آقا محموٗد اردبیلیؒ

سال تصنیف ۱۱۵۷ھ

درٛاو حضرتؑ تہٕ حضرت فاطمہٕؓ ہو کربلا یکہِ میدانہٕ للون دوکھ تے

دێدِ سرٕ ہے نشہِ ہتھہٕ باک ژھنٛز نو موٗ دہم نہٕ شاہ حسینہٕؓ میانیو ژوٗنہِ زندٕ چھکھ تے

روٗ دمہٕ سرٕ روٚس موٚر چون تعظیمہٕ ہو دو ہنم زِودتہٕ متہٕ دێدی یےوونی چھُ مےٚ سوکھ تے

☆

آسان چھُس راتس بابس کو چھِ پٹھ بو سرٕ چھُم خوٗلس اتھہِ تہٕ ژٕلس ہتی پکھتے

وتم زرسہِ تہِ میانہِ تم پرأیہِ یو کنہٕ کان چھیہِ لگٕ متی أکس نشہِ اکھ تے

أس سے لوکٹس منٛزلس ألران بو ازیێتہِ خوٗلی ہنٛزِ آشینہِ للہٕ نو وکھ تے

آسان ژٔ ہِندٔ رتہِ کران بوٚ ے ہوہو   ازیٚیتہِ منٔز باگ صندٔ قس کٔمی سؤ وٗ کھ تے
نظراڈٔ کجہِ کورِ چھے ژے کٗن ہو   دِتم نیزٔ پٹھٕ بابو آلوا اکھ تے
روزٔ ہے کھور تل ترأ وِتھ ڈٗلہٕ نٗے بو   میۆن فریاد کونہٕ بابو بوزان چھٗکھ تے

☆

ہوولو ولو بابو   ہومیانہِ غریبہٕ بابو   یتیٖم تھاہو گٔیم بابو
نولگیو لگیو بابو   دبد وتہِ پٹھ ترأ وِتھ گٔیم بابو
کس یتیٖمی پھرِ تل ہیٚم بابو
کؤت کوٹھِ شام پکنس مےٚ پیٚیم بابو   کأم ستی ژٔ نجرن گٔیم بابو
وؤنٹہٕ وول کتھٕ مٗژ رتھ دیہِ ہسم بابو
أمِس عار کتھٕ میۆن ییہِ ہسم بابو   یوس پرارِ یتیٖمی وؤنٹ ہتھٕ ییہِ ہسم بابو
اتھ کتھ شام............بابو

☆

بوٗچھسے بابہٕ کران   یہِ کیٛا شام کتھٕ چھم نہٕ کران
وٗتم ژٚے میۆن ماخہِ کینْہہ گوٚیو بابو
ییتہِ کیٛا چھکھ وتہِ پٹھٕے کران   یہ ہشام کاروانہٕ گوٚے دؤران
ژٚے بنالوٗ ستھ ہِندٔ رپٚیو بابو
بأے اڈٔ گلی سنٛد پھیران   اسنٛد ے لوٗل چھٗے ناسوران
چھٗیہِ ہِندٔ رِ کنہٕ ییتہِ مامؤ دی یو بابو
وٗنہِ چھٗے نالول اسنٛد ے سوران   یہ لوگمت کان چھٗے نانیران

تو ے لرتر اُ وتھ نرِ پٹھ رۄ دیو

ووتھ شام چھُے نا کینہٕ گرک پھیران   کوٗہہ مسافرتہٕ چھُنا نیران

پتو کربلاٗ یکہِ متیوٗ کیاٗ دل لگیو بابو

نوٹ: کلیات حکیم عبداللہؒ و منشی محمد یوسفؒ میں انیسؔ کاظمی حضرت سید علی ہمدانیؒ اور اُن کے چند اصحاب کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''........ مُلا سعیدؒ پہلی بار ۷۸۱ھ میں حضرت شاہ ہمدانؒ کے ہمراہ (کشمیر) آئے۔ حضرت شاہ ہمدانؒ اس وقت اپنے ساتھ عالموں و فاضلوں کی ایک بڑی جماعت تبلیغ کے خاطر لائے تھے۔ جن میں آپ کے بھانجے اور داماد حضرت قطب الواصلین العارفین سید شہاب الدین حیدر محمود موسوی اردبیلیؒ بھی تھے۔ آپ کا مدفن محلّہ نچہ بل میں مدرسہ باغِ دلاور خان کے پاس ہے۔''

غالبؔ آقا محمود اردبیلیؒ کا تعلق بھی آنجناب کی ذُریت سے تھا۔ مگر یہ مسلہ تحقیق طلب ہے۔ کاظمی صاحب نے سید شہاب الدینؒ کا مختصر شجرہ نسب اپنی کتاب ''ہکی تہ ووش'' کے صفحہ ۱۸۱ - ۱۸۶ پہ نقل کیا ہے۔ (سمیر ہمدانی)

کلام محمد یحییٰ ابن احمد خانؒ

سُے حمدٕ چھِ نعمٕژ نوش کرِ دو   دُچھِ لیس پروردگار سیٚدو

اِدنعتچہِ تریشہِ ستی پھوٚ ربرِ دو   ساقیِ کوثر یم آرِ دو

دنیاہس کہِ سو پچھی کامن زاںٕہہ برِ نو   تیمی خاک کربلاے بوگرس لوٚ دو

خفہٕ ودِ نکھ واٗ نجہِ زاںٕہہ نیرِ مو   حضرت فاطمسؑ پھوٚ رُے ہودوٚدو

پھیران چھُ حضرت ستی ....

☆

ہے ہے وڑوڑنی امام حسینؑ مڈنس ہو　　یس بڈنس لچھ بڈی کان آے دِنے

ژ تجہن دو ہینے تتھ نوٗر بڈنس ہو　　شبنمک قبرِ پوش آووہرِ نے

یہ بوٗ زتھ نٹھ چھم اُجمڑ بڈنس ہو　　نامہِ لیکھتھ تنہِ وولہس نہ ییتہِ کفنے

کیٔا سنا محشر کی دوہ ییٔلہِ کڈنس ہو　　تمے حالہِ مادیہِ سے یہِ ہاونے

لزا کھ ییٔتہِ خوانس تتہِ کتھ لڈنس ہو　　یہِ یس زیرٔ ستی رتھہِ مازخمنے

تیٔلہِ بو نہ ہُے وو تھہِ بہین وڈنس ہو　　ییٔلہِ ماژِ گُلی قاسمؑ شاہ نی گنذراونے

لگہِ نٹھ بو نہ نبین بڈنس ہو　　ییٔلہِ کڈِ مومڑ اڈ کجہِ کھو نہِ کبتھ شاہ عابدؑ ینے

تُلہِ نرِ بیب شہر بانہؑ وڈنس ہو　　ییٔلہِ رتہِ بوٗ ڈہنزرِ تہِ کنہِ دوٗ راتھہِ کبتھ ہنے

☆

مومنو دیٔدِ شاہ قاسمؑنے　　کربلا ییٔنہِ وأ لس ہتھہِ ونونے

وُچھتو دردِ شکلم سخت کیٔا　　موٗ دی ژتس مہرازس لجہِ نرِ آلہِ وِ نے

لوٗگم پوترِ دادیک زخماہ　　مہرازس کوٗ رہمونیزِ ویگہِ گنے

گوم مہرِ نہِ جبرا　　قبر کڈان مہرازِ چھس بروٗ نٹھہِ کنے

ازدرام نالی ژہنز تھہِ کفناہ　　مالی رژھِ مہرازِ اکہِ جونہِ گُنے؟

مےٗ اوُسم دون چشمن گُن گاہ　　یہِ تہِ تھوٗکم خدایا مےٗ قبر کس والِتبنے

روزام زہرِ لدسنڈُ ے ناواہ　　نا امید سپن سُہ ظلمہِ یزیدنے

سوٗ رُم رچھنک دعوا　　حیف گوم زندِ گیہِ مےٗ پوترِ دوکھ کو نہِ سنے

بوزِ تم نیزِ تلہِ گڑ اوا　　لوٗگم اتھن پوتر ووستھ روٗ زُم نہِ گُنے

کس میٔانٔی ہش گٔیہِ تھاہ   شاہ مؤ دیٖنہٕ والہِ چھِ لار مہرِ نے
گونہٕ یتھ ستم کأنسہِ زانٔہہ   برقہٕ رژھِ چھس پکوان مأنز چھس نہٕ وُنے

☆☆☆

من کلام سید صالح رضویؒ

سید صالح احمد پورہ میں پیدا ہوئے۔ یہ گاؤں ماگام سے کوئے دو تین میل کے فاصلے پر ہے۔ یہ بزرگ سادات رضوی کے خاندان سے ہیں۔آپ ابتدا میں احمد پورہ ہی میں مقیم تھے۔ بعد میں آپ نے موضع ہائیگام میں سکونت اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی۔آپ کا مدفن اسی گاؤں میں ہے۔

یا امام علیک السلام

خالقہٕ سرسبز کرتہٕ میانہِ دِلہٕ کُے چمن   دِیُو پھولنم رنگہٕ دوٕ ہکی یاسمن
گژھہِ معر کہٕ معطّر ییہِ عالمس خوشبو

کڈٕ کھ جگرٕ کہِ کوزٕ نشہِ دستہٕ کرتمن   سوٕ ے معر کس مژ ہو پیشکش ثمن
کرِ مے قبوٗل عابدین شاہؑ تیٖم اد آبرو

یو کنہِ ییٖتہٕ کیا حضرات عالیات سمن   دِپن غمکی سیاہ بہارن جلا دیٖت یمن
اَشہِ کہِ آب نیسانہٕ ستی ازتم تازٕ گژھنو

کیا کرٕ ہول چھُم گومت، گولمت غمن   کیٖوٕ نہٕ گٹہٕ کار کوٗر شاہ حسینؑ ماتمن
سُے دِہنک شمع اکھ دماہ ژھیٖتہٕ کوٗر کھو

تتہٕ دوٗھکٕے سنہٕ کھوٗن دِلس دۄہنٛکی خاتمن   ییتہٕ بۆزُن جگرک پارچہِ کوٗرہم خوٗنہٕ ستی ......

پھیرِس زردی موکھس تہٕ بیۆٹھ دوٗکھس ہو

دوٚپنس کوٗ رییہِ ڈبکہٕ لوٚحس دسخط کانہٕ قلمن   نوٗ رِدیِد گاشِ می تھوٚگم کِتھہٕ پرٕ نے ہمن

اتھ مصحف رویس خوٗنہٕ سُرخی پھیشِ کٔمی دیتیو

ڈٔپِ تو خلقو یتھ ستمس ناوِ کتھہٕ ہمن   سجدٕ پیٹھہٕ ژھرٛٹھ دِتی مرتضیٰ علیںؑ اسم اعظمن

تٔمس در نجفس خوٗنہٕ ستی یاقوٗت رنگ کوٗرکھو

تتہِ ہوکوٗ رواویلا حضرت زینبںؑ تہٕ ام کلثومںؑ   نہہ پھولوٗ نہِ زوگٕے بابہٕ کٔمی ظالمن

ناچار أسی مارٕ گے چانہِ مار نہٕ ہو

" قرضِ حسنٕے دِوان اوس امام حسنؑ   سودہ الماس دِتھ کٔرہس زمردزن تن

خلقو اتھ پیٹھ لتس کرِتھ حق ادائی کٔرکھو

وسان اوس جبرائیلؑ گرِ گرِ خدمژِ یمن   وچھان بتھِ بتھِ لوتہِ ألران یمن

اوس آیہ پران سعی کران گرٛاے للکبھ مو

دپان اِنَّ فی الجنۃ نھر اَولیاً   لِعلیٍ والحسینؑ والحسن "

تُہنٛد بن شُر بن کربلا کبتھہٕ ترٛلیش رٔٹکھو

کجاوٕ اڈٕ کوٗل کھونہِ کبتھ امامٕ حربگاہ نٔمن   تانٕی کاناہ لوینو اکھ ظاؔلمن

جوشن صغیرُ ے کبیرس تٔمی میژِ موٗ رنو

توتٕے یتھ گتھ ہوگرِ نودیٛدِ فاطمنؑ   دوہِن شاہ حسینؑ نیزٕ پیٹھہِ واٗلتھ پھرِتل ہمن

مے زِ جگرِ چ دگ چھم کو نہٕ للون بو

لگے قربان اُ چھن لڑ وژھن رتہٕ بُرژن بومن   خوٚ نہٕ فمو ار و وتھان چھی پو تر ویمن
یم چانہِ مژ گا نکی پیکان ژٕ ٹتھ جگرس ترٕمو

تمہِ ساتہٕ کیٛا پُش امام حسینؑ مظلوٗمن   خلقو یِیلہِ مرٕنس ہوٚل گوٚنڈ شاہ قاؑسمن
امأمی کفنکی پأ ٹھی گر یبانس چاک دیِتو

دیِتو انصاف مسلمان ڈٕ پِ زِ کبتھٕ تمن   یمو مو ر مہر اژ قاؑسمؑ مأ نز ہتھ نمن
واہ پھٹوٚ نہِ دارِ نیز چہِ سوارِ لوٚ دکھو

☆☆☆

وزن دوم

دو ہِنس یہِ کیٛا با چھِہم ونان   پنہٕ غبن کھو رو مزار پکھمو امام حسنہِ یتمو

بو دوا وسہٕ سے امید وار فاتحہ پرٕ ہم قاؑسموٚ

ژٕ ہباپنہٕ نس ماٰلس ڈٕ پِ زِ ہم سلام   بیٚیہِ تہِ ساتہٕ اکہِ پتہٕ توٚ ہی اور سُمو وصیت کرٕ نی چھمو
معلوٗم چھِیہِ میوٚن احوال یتھنہٕ ملال گرٕ ھِہم قاؑسموٚ

تم یِیلہِ برٛ ونٹھہٕ نی یِنے ودان تہٕ رِوان   یہِ ژھیوٚ نمت گل ژٕ ے ژھلیہِ تھاڈِ زہمو
بو روے رٕکتھہٕ دِمو گری زِ بجدِیدِ اظہار یِیلہِ گلہِ میوٚ ٹھ دِنے قاؑسموٚ

وزن چہارم

مےٚ ییٚلہِ دوہ آسہِ سوران آسہِ موژ ھاٹھٕ نہِ نیران

بڕ پیٹھہٕ دیٚدِ ہنٛدِ مالِنہِ کڑ انو

بو گاٹٕ مژ چھس لب جان یُتھنہٕ روزہم انمان

مرنہٕ وِزِ دیٚدِ ہنٛدِ مالِنہِ کڑ انو

پرہم کُس شانٛد پیٹھ قرآن توٚہی گُو وم اکہِ اکہِ نیران

سور گس دیٚدِ ہنٛدِ مالِنہِ کڑ انو

گرٛ ھنائٛد ہن آستان وِزٕہن بڈٕی بابہٕ سلطان

قبرِ منٛزٕ دیٚدِ ہنٛدِ مالِنہِ کڑ انو

دپہٕ ہس کڑ یاتھ لیس گوٚ برے قربان سُے موٗ دتر لیش منٛگان

وَتہِ پیٹھ دیٚدِ ہنٛدِ مالِنہِ کڑ انو

اوس وسیع چون دامان تھوٚ وکھ نہٕ برقعک سامان

وَلَو کیٛاہ دیٚدِ ہنٛدِ مالِنہِ کڑ انو

نوٹ: کشمیر کے بیشتر سادات رضوی کا نسب یا تو حضرت سید حُسین قمیؒ یا حضرت سید ابوالحسنؒ (مدفن بہ بُلبل لنکر در شہرِ سرینگر) سے جا کر ملتا ہے۔ سید حسین قمیؒ سُلطان زین العابدین جنہیں کشمیری میں عُرف عام میں 'بڈ شاہ' یعنی عظیم بادشاہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کے زمانے میں کشمیر تشریف لائے۔ سُلطان اپنی بصیرت اور حضرات علما کی قدردانی کیلئے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ سُلطان نے موضع زینہ گیر آباد کرایا تھا۔ سید موصوف نے اسی علاقے کو اپنا مسکن بنایا اور

یہیں پہ آپ کا روضہ واقع ہے۔ جس کی نسبت یہ سارا علاقہ 'سید پورہ' کہلاتا ہے۔ فوق نے 'شبابِ کشمیر' میں آپ کی وفات ۸۷۱ھ / ۱۴۶۶ء درج کی ہے۔

انیس کاظمی 'بکی تہ ووش' کے صفحہ ۹۴ پر رقمطراز ہیں:

''ورمُل (بارہمولہ) میں سیدوں کی ایک ٹولی آباد تھی۔ یہ رضوی خانداں سے تعلق رکھتے ہیں۔ اِنکے جدامجد حضرت شاہ ہمدان رحمتہ علیہ سے پیشتر کشمیر آئے۔ اُن کا نام سید حُسین قمیؒ، جو کہ بڈشاہ صاحب کے اُستاد تھے۔ اسی بنا پر بڈشاہ صاحب نے انہیں علاقہ زینہ گیر بصورتِ جاگیر عطا کی تھی''۔

کاظمی صاحب کا یہ دعویٰ کہ سید حُسین قمیؒ، شاہ ہمدان (میر سید علی ہمدانیؒ) سے پہلے کشمیر تشریف لائے تاریخی لحاظ سے صحیح نہیں ہے۔ حضرت شاہ ہمدانؒ سُلطان زین العابدین کے دادا سُلطان قطب الدین کے زمانے میں ۷۷۴ھ / ۱۳۷۲ء کشمیر تشریف لائے اور آپ کا انتقال ۱۳۸۵ء میں بمقام پکھلی ہوا جبکہ زین العابدین کا دور ۱۴۲۰ء تا ۱۴۷۰ء ہے۔ کشمیر کے اکثر مورخین کے مُطابق حضرت سید حسین قمیؒ سُلطان سکندر کے عہد کے آخری ایام میں یا زین العابدین کے ابتدائی دورِ حکومت میں کشمیر وارد ہوئے۔

سید حسین قمیؒ کے ہم عصر ایک اور برگزیدہ شخصیت جو سُلطان کے دربار سے وابستہ تھے، سید محمد مدنیؒ ہیں۔ کشمیر کے بعض مُورخین اِس قول کی تائید کرتے ہیں کہ سید محمد مدنیؒ سُلطان سکندر کے عہد میں میر سید محمد ہمدانیؒ کے ہمراہ یا قبل ازیں کشمیر آئے۔ سید محمد مدنیؒ کی وفات ۸۹۴ھ / ۱۴۸۸ء میں واقع ہوئی۔ سید محمد ہمدانیؒ ۷۹۵ھ / ۱۳۹۱ء میں کشمیر آئے۔ اگر اسوقت صاحب ممدوح کی عمر ۲۰ سال ہی ہوتی تو بھی آپ نے ۱۲۰ سال سے کم عمر نہ پائی ہوگی۔ اِس کے برعکس کئی مورخین کا کہنا ہے کہ آپ زین العابدین کے دربار میں بحیثیت سفیر تشریف لائے تھے۔ غرض ۲۰ سال نہ تو ایک بالغ نظر سفیر یا داعئ عالم دین کی عمر قرار دی جاسکتی ہے، وہ بھی جو اپنے آبائی مُلک سے میلوں دور آئے ہوں۔ اس صورت میں یہی کہا جاسکتا ہے کہ آپ زاید از ۲۰ سال کی عمر میں بعد سید محمد

ہمدانیؒ کشمیر آئے ہوں گے۔ تاریخ وفات سے معلوم ہوتا ہے کہ سید محمد مدنیؒ اور سید حسین قمیؒ ہمعصر گزرے ہیں۔ ویسے بھی دونوں بزرگوں کا زین العابدین کے دربار سے وابستہ ہونا ثابت ہے۔

سید صالح رضوی کشمیریؒ کا عقد کشمیر کے ایک جید عالم مُلا مُقیمؒ کے برادر مُلا ابوالقاسمؒ کی دختر سے ہوا تھا۔ بعدازیں آپ کے فرزند سید صفدر کشمیر سے ہجرت کر کے لکھنو چلے گئے۔ سید علیؒ ابن صفدر کا شمار علمائے لکھنو میں کیا جاتا ہے۔ اِس خاندان کے بعد کے علماء مین سے سید باقر، سید علی و سید محمد قابلِ ذکر ہیں۔ (تزکرہ سادات کشمیر کیلیئے دیکھے علامہ سید ابُولقاسم رضوی کی ۱۳۰۷ھ میں تحریر کردہ کتاب " سیادۃ ساداۃ " اور مفتی محمد شاہ سعادت کی ۱۳۵۶ھ میں لکھی کتاب " مناقبِ السادات "۔ (سمیر ہمدانی)

☆☆☆

یا امام علیک السلام

موٗمنوٗ حمد وثنا کوٗنہہ تس دِپہٕ دوٗ   یہِ ارض وسماٗ ییٚمی پاٗدٕ کوٗرنو

سُہ پٔزتھ مصنوٗع سٕند صانع بوٗ   کوٗرنہٕ پاٗدٕ ازل تہٕ گٹہِ منٛز گاش ہوٗوِنو

اتھ قدرٕژ کیاہ ہیکٔہ زِ تصوّر کٔرتھ   سوٗرے عالم چھُ تہنٛزے صنعژ بٔرتھ

نقطہٕ اکہِ پیٚپہٕ بسنٛزے   حکمژ کوٗت فکر واتی زِ ے

وچھ زے پنٕا چشموٗ تہٕ ہر جاچھُ ظہوٗ رالله

☆

صفت خاٗلق چھُ کوٗرُن پاٗدٕ مخلوٗق ہو   کٔرِن پاٗدِ آدمس بروٗنٹھٕ کتی آدم ہو

علی عظیم پاٗنس ناو تھوٗوِنو   حضرتؐ تہٕ علی اعلیؑ اوّلیہِ پاٗدٕ کٔرِنو

سبحان اللہ مرتبہ دیتنکھ ژرٔت   الحمدللہ صفت خالق تمہٕ وے زون پرٔتھ
پوٗ رکھ پرٔتھ نفس کھارنہٕ وِزے   اللہ اکبر برحق چھُ زے
بیٚیہ ذکرٕ ے پرٕ کھ لا الٰہ الا اللہ

☆

از قدرٔ ژھنڈ ییٚلہِ پرتو ہو   عینِ علیؑ کہِ نوٗرٕ ستی عالم روشن گو
عین یقین عارفوٗ چھن منز جاے کرٔکھو   وچھکھ دِلہٕ چشموقد از آیئینہٕ ہو
کرکھ نوٗر علیہ نظری صلوات پرٔتھ   سارو ڈیوٗٹھ جوہر معرفتہٕ برِتھ
دوٚپکھ یہو ے صراط المستقیم چھُ زے   امے وَتہِ اصلس واتی زے
سپن ییٚلہِ حق بین تہٕ سرٕ نبی گے آگاہ

☆

زونکھ سُے معبوٗ دسنٛد ے عابد ہو   محموٗ دسنٛدُ ے حامد ہو
بیٚیہِ کُن کے کلمک مقصوٗ دہو   محمدٕ سنٛدُ ے محبوٗب ہو
تھوٗ وکھ دِلہٕ پیمانہٕ محبّژ برٔتھ   سارٕی ذاتس تہنٛدس تھپھ روٗ دی کرٔتھ
دوٚپکھ بکار ییہِ مہمہٕ وِزے   اُمس کوٚ نوجان وٗ نٛدی زے
زونکھ حل مشکل سارِو ے حضرت شاہؒ

☆

وچھتہٕ تس سرِ سبحانس کیاہ کوٚرکھو   گاہ پھولونہٕ نمازِ اندرٕ ے ہو
ملیٚجمی زاگے کرٔنس برتل ہو   ......دوییہِ اتھہِ لاٗ ے نس کرتل ہو

گوس مصحف ڈبکس زیرٕ وزبرٕ ے گرتھ   سرٕ کے رتہٕ ستیٚ تھاوٕنس نوٗرٕ داٗر بٕرتھ
یہ بوٗزتھ کوٗنو بُتھہِ دیزٕ ے   ودان ودان واحسینؑ کری زے
پھوٚر ملجم نُے ستم تہِ مشہِ نوزاتھہ

☆

بوٗزم ییٚلہِ مرتضیٰ علیؑ رحلت گرٕنو   تہنٛدِ مرنہٕ پتہٕ نقاب پوش مرداپیدا گو
تس اتھہٕ رشہِ اوسس اوٗنٹاہ ہو   تُمی شاہٕ ہے غسل دِتھ کفناہ کوٚرنو
لوٚ دُن توبدِ اوٗنٹس امامؑ گرِ گونیرتھ   زن نیوٗن تخت رفرفس بادشاہ پاٚرتھ
اوس تھپھ کری تھہٕ ازبر..................   ....

☆

اِد شاہِ حسنؑ لتس مردس پرٕ زھنو   کرٕ ہس کتہِ مقبر ماتمس کوٚت یمہٕ دو
شاہِ حسنؑ بُتھہِ پٹھہٕ نقاب لتس ٹلنو   وچھن تہٕ شاہؑ پننس توبدس پکوان ہو
یتھ سرٕ ہے کیٚاہ زاٗنی زِ فکرٕ ے گرتھ   شاہی پانے پانس غسل دیٚت مُرتھ
بوٗزی تو کفن پوش تہٕ نقاب پوش اوس زے   اتھ جا یہ گمان کیٚا کری زِ تہٕ کیٚاڈٕپی زے
یہِ ڈٕہرِ شتھ دوٚپہس سیرِ الہٰ

☆

سُے شاہ کربلاے اندرٕ ے کونہٕ سنہٕ گو   آسس برقہٕ رژھہِ کو رِپنہِ اوٗنٹن ہو
اوس شاہ حسینؑ کفنٕی روٗزھ تہٕ قبرِ روٗزھ ہو   چلس تام لتس کاٗنسہِ سرٕ ان دیتنو
مسافر ہے دِتی ہس ڈُلہٕ لتس مُرتھ   یو چھِ ہُتس تھاوِ ہس کانہٕ پھٕری بٕرتھ

مرنئ شربت دِژ ہس نہ زے   دپیان اُخر نفس چھم تہٕ تریشاہ چیٚیہٕ زے

رأ چھ ہتھ فرات اُندی اُندی لچھ بُدی سپاہ

ییٚلہٕ بیب زینبس بأے گُل نیر تھ گو   دوپُن بیوٚن باین وِدٕ ہا بو

دِمہٕ ہکھ نادار دلو گُنہ یِیہ تو   نیر تھا کہٕ وَتہٕ سأری گرگژ ھ ہو

گوم کوتر فوج اکہٕ وتہٕ زن نیر تھ ....

☆☆☆

وزن دیگر

بوٚزم شیر دل ییٚلہٕ زیر کوٚر کھہٕ دردل آس مارنے

اِدٕ زخمو ستی چاپر روٗ دس نہٕ گرِ پٹھٕ وو تھ دلدل سوار

تام آو شمر لاران خنجراہ ہتھہٕ زی پھری خونخوار نے

امامَس دٕ پنس کتھاہ پزٕ ژھ ہے تہٕ اکھ ساتھاہ ژے پزار

امام زِچھُکھہٕ پرزٕ نان بے گُس چھُس دوپس شمر بدکار نے

خاتون جنت دبد وأتی بابہٕ چھیہٕ دلدل سوار

ژے نکھِ روچھکھ سأئی نبین احمد مختار نے

اما مالہٕ مُتی بوٚ ے مارتھ یا امام وونی ہوٹ دار

سُہ آو شراکھاتھِہٕ ہتھ امامَس و چھنس بتھہٕ بتھہٕ ناچار نے

کینٛہہ سنگدلس گونہٕ اثر گری تھہٕ گوسے امامَس مار

دوٚپ بیب زینبنؑ بہین کُن بأے جوآو مارنے

ووٚنی سنٛز کرِ پوبأندی نیرِ نس ہل گنٛڈ یو استوار

پلنہٕ رسِہتین ووٚنٹن پیٹھ ووٚنی بنہٕ اسہِ کھارنے

☆☆ کأنسہِ لبہِ نہٕ برقہٕ ولُن تہٕ لوٚکو برٕتھ چھِ باز ☆☆

کلام قاضی احمد علیؒ

موٗمنوز بدٕ قدرت چھُ حضرتؐ تہٕ شاہ ولایتؑ | دوٕنوٕے چھِ بادشاہ عالم نوٗر
تمے چھِ سأ لک طریق وحدت ہأدیٔ خلقت | نوٗرِ تجلیٰ دنیاس کوٗر کھ ظہوٗر

حضرت چھُ نبین سرور | شاہؑ چھُ امامٕہ مصدر
تس نشہِ دزٕ اے بیٚیہِ نوٗر ''کاہ''

☆

تتھے چھِ نبوت تہٕ امامت چھکھنہٕ اکھ موتفاوت | یتھہٕ بوزنہٕ نشہِ چھِ زٕ کن دوٗر
اکھ زبان قدرت بیا کھ بیان معرفت | تمو اکہِ وَتہِ آسُن زونکھ ضروٗر

تم دریائے رحمتکی اچھر | زأنی لوٚکوزٕ اچھر برابر
یوٚ کنٕز دون چشمن چھُ ہیوٗے نگاہ

☆

مومنو چھُ مشہوٗر کھوٗرک یێلہِ معراج حضرتؐ   ژٕ ے کمان قدرٕ ژنِشہِ روٗ دۍ دوٗر
تتہِ کن دِیہِ خاتم نبوّتؐ بوٗزن کلام شاہ ولایتؑ   دوٚپُن نتہٕ کس آسہِ ہے یوٗت مقدوٗر
چھُم مہربان داور   کوٚرنم وٕصی یا صفدر
کِتیاہ دوٚپُن تتہِ حمد و ثنا

☆

بێیہِ ہاوٕہس آفتابٕچ صوٗرت تتھ لیکھتھ بیوٚن بیوٚن ژٕ ے خط   منٛزٕ تھوٗمت بین السطوٗر
پتٕھہِ کنہٕ دِیہِ ہنٛزٕ عظمت وجلالت بونہٕ کنہِ اسم نبوت   منٛز باگ شاہؑ سنٛد ناوتتھ پرٕزلان نوٗر
لیوٚ کھمت یُہوے خدایس تے   رسولہٕ سنٛدؐ یاور
توے صالح المومنین دپان چھِس کیٛا

☆

تس شاہؑ سے پادن شانہٕ دارِ حضرتؐ اتھہٕ رٹہِ ید قدرت   پھٹرِن کعبہٕ منٛزٕ پوٗتلی روٗ دنہٕ اکھ دور
کھور حضرتن نکھہِ پتٕھ ذوالفقار اتھہِ ہتھ   تیٚلی دوٚپ ملکو نورٕ علیٰ نور
وچھتو یم کیٛا چھِ دونوے برابر   آفتاب تہٕ ماہ منوّر
معراجہِ کھوتہٕ اتھ مارٕ دمفاصلہٕ کانٛہہ

☆

آو یێلہِ دُنیہس شاہ ولایتؑ گرٕ ملکو خالقس ونتھ   اَہنٛدِ دیدارٕ ژنِشہِ کتھہٕ روز ودوٗر
گیگھ ظاہر قدرت پادٕ گیہِ شاہؑ سنٛزٕ ہشِ صوٗرت   یتھ جلیہِ نوٗرٕ ستۍ لوٚ دمت اوس بیت المعموٗر

دوٚپھکھ یُہوے گوامامتک منبر معرفتک رہبر
کٲری وۄس محبت تہٕ طاعت چھُ قبوٗل درگاہ

☆

واہ ؤستھ پٮ۪یہِ سوے صوٗرت دِتکھ یٮ۪لہِ تس شاہ ؑ سہٕ ضربت خوٗنہٕ سرخی بوٚرکھ سُے سوٗرہٕ نوٗر
کھوٗ ملکو حسرت شاہ ؑ مور کھ تہٕ گیہِ ہو قباحت پرٚتھ نفساہ اسند اوس جلوت طوٗر
دوٚپ یس خائقن حیدر ؑ ماریان منزلہِ منزٕ اجدر
ملجم
واہ تس پھوٚر جم مارِ سیاہ

☆

تنہٕ چھِ ہتھ تم مصیبت یوٚ تتام ییہِ ہو قیامت حضرت اسرافیل ؑ وایہِ صوٗر
ہوٗان تم عبرت وچھتو یہٕ خلقت مرتضیٰ علی ؑ ہیوٗ مارُن تھوٗوکھ منظوٗر
ژوٚ ٹُکھ علمک جگر دہن کوٚرکھ ابتر
یُتھ ظلم پتہٕ وتھ ئری زہنہٕ زانٛہہ

☆

کٲڈن ٲکرِ شاہ محنت مرِ ٲنز حضرت نیزٕ برٕ مس لوٚدک سُہ عرشک دوٗر
دِتی ہس کِتیاہ ضربت ترٚے ساس تہٕ ژور ہتھ سأری آسی نکھِ نکھِ تہٕ کانٛہہ اوس نہٕ دوٗر

☆☆☆

کلام استاد محمد جعفرؒ

سال تحریر ۱۱۸۷ھ / ۱۷۷۳ء

خالقی ییلہِ بازار قدرت آراستہ کوڑنو
معرفتہ متاع ستی بورنو

تمیک نقد و جنس حضرتس پُشرنو
خواجہ ہر دو سرائہ کیا بو

کوڑنس مضارب شاہ اسد اللہؒ
نائیب تہندی امام کاہ

تم اُسی دکان برکت مرتبہ ژری
حضرت بائع تہ شاہؒ مشتری

واتہ نوؤ کھ سودائے خدا پرتھ ملکسو
دیتکھ جفاپانس نفع خلقسو

پیشکار حضرت محمدؐ کوڑنو
سپنکھ ساہوکار پانہ خدا

☆

دیت خریدار و نقد و جان بیعانو
ہیوتکھ دنیاتہ اُخرت مقیمانو

تمہِ پچی قدرے زانی کھ قدر دانو
گوڑنی ذسلابہ ہیوتکھ ایمانو

دو پکھ دون عالمن اُسی کرو کیا
اسہِ گرشہِ آسن رضائے اللہ

تمو گوہر محبتہ دلگ خزینہ بری
معرفتہِ بازرکی اُسی جوہری

بییہِ زانکھ قدرتہ قمت اشہِ موختسو
امہِ کے سودِ ئک بوڑ رکھ ہاوسو

ہمیشہِ غمہِ کُے تجارت کوڑکھو
واتنو وکھ فائیدس خلق اللہ

☆

زونکھ شاہؒ سند دربار دیہِ سند ضراب خانو
تتی دِلکس نقدس محبتہ سکہ اوس لگانو

چھکھہٕ تھنڈ ے پوترٕ دادِ کہِ ضربہٕ ستی پرزٕ نانو   محرمک سنہٕ چھکھ دینک نشانو

امالیس نہٕ آسہِ محبت حضرت شاہؑ   سُہ چھُ قلب دِل تہٕ روسیاہ

بێیہِ لیس نہٕ زانہہ تہِ اَچھو ہرن اشکی پھیری   تمٕی زن ہمیشہِ کنہٕن سُجدٕ کری

تس نو عبادت کرٕنی فائیدٕ چھسو   جہنمہٕ نارٕ ستی زالہٕ نس زن کاٗفرسو

زن نہٕ تمٕی کلمہٕ محمدؐ پوٚرنو   کھێیہٕ مُرتھ افسوٗ ساہ ☆

سُے شاہؑ اوس دَیہِ سنٛز بنٛدگی کرانو   اوس صبح صادق تہٕ کنوٗ ہم رمضانو

بوٗزم قطام اُس مسجدِ اندرٕ ے زاگانو   چلس بہنک کوٚرمت بہانو

ووت ییلہِ سحر وقت پھولون گاہ   ژاو ملجم اتھہٕ ہتھہٕ نٔی کرتلاہ

ییلہِ سیاہ مارشاہؑ مارٕ نس پتھ پھرِ دونوے ژٔری   چھاوہٕ آو مسجدِ برٕ تمٕی صدا کری

مشہٕ کتھہٕ کش کڈِتھہٕ ظالمٕی تیغ لاینسو   رتہٕ ستی غوطہٕ لوٚگ جسمس اسم اعظمسو

خانہٕ خدا لیس منٛز امام مارٕ تمٕی کوٚرنو   مورن روزٕ دار دوستِ خدا

☆

گرِ گرِ بوچھِ ہتہِ نٕے پھوٚراوس سارانو   پانہٕ ترٕہن ترٕہن دوہن فاقہٕ اوس روزانو

اوس شانن بور سارٕ نچہِ رزِ ہنٛد نشانو   رات کیٛت غریبن روزی اوس سارانو

تھنٛدی شُری موٗدی بوچھِ ہتی منٛز کربلا   دِپان تریشہ چاوِی زِ ہے خدایا

دِپیا کھ خلقو دریا چھِ آبہٕ برٕی برٕی   اکہِ دامہٕ تریشہِ پُژی چھِ مران امام شُری

تریشہِ پُژی اڈٕ وٗ ژہونڈ روٗز شاہ اصغرسوٗ   تمٕی دوٗ دِرٔ ژدام دیٛت کانہٕ خضرسو

معصوٗمی تھچھ دوٗیہ اتھہٕ ہنہِ کانس کرٕنو   تتی لمان تہِ دراو تس شاہ

☆

بۇ زی تو سُے شاہ حسینؑ شاہ سَند زۇ دانو   ییلہِ اوس گُن زون کربلا میدانو

گاس اکہِ اکہِ نیرتھ شاہ جوانو   دوہِن کس گُن وچھان چھکھ میانہِ پانو

گنڈ مرنس ہوَل وونی بسم اللہ   چھکھ خمس اندرِ ے رؤ زتھ کیا

امامی ییْنہن تہٕ کور بن دلاسہٕ گری   لدِ نکھ نکھن پنٔز معصوم شری

دوہِنکھ خاطرئِ چھز بم بیب سکینسو   میانہِ مارنہٕ پتہٕ کیا گژھِہ بے کسو

سارِنی اکہِ اکہِ وصیت کرُنو   دِیوم اَتھہٕ تُلتھ فاتحا

☆☆☆

وزن دیگر

دپہ پانہٕ عمر سعدس گرا پڑتم   دَلیس دِمہٕ ہابو سجدا

توتہِ تیر باران کری تھہٕ گاس بیدہن   کانو ستی کانن گژھان اوس شگافاہ

تانی آو شمر لاران کونہٕ چھو ون ماران   اَتھہٕ کیتھ اوس تیز خنجراہ

واحسینؑ کوٚرن ہیتو   بُتھہِ بُتھہِ دِیہِ تو   پتھ سجدس کوٚرنس سر جدا

وونی کیا کرِ عالی جنابس عابدہن شاہسن   کرِہس حلقس خنج طناباہ

ہے ہے خمہٕ رزو ستی گلو گنڈ کوٚرہس   یتھ ظلم بۇ زتھ پان ماری زہنا

☆☆☆

یا امام علیک السّلام

موموحمد وثناشوٗ بہِ تس بادشہس　تیمی نبی تہٕ مرسل کٔری ایجاد
سُہ چھُ خاٗلق تہٕ پاٗدٕ کٔرِن زٕ عالم　زبان قدرتہٕ ’کن‘ یاٗنی کوٗرن ارشاد
سپن معنیٰ ’فیکن‘ روشن　درٕ ہیٚتھی آیہ قدرت صاحبِ ہوشن
کوٗرکھٕ وحدٔژ آمنا　خدا چھُ اکھ تے

☆

نٔو رظہوٗر پنجتن پاک وو پدوٗن　تھاٗون محکم دین حق چی بنیاد
عالم ارواح نبین تہٕ مرسلن ہوٗون　دوٗہنکھ تہنٛدِ کھوتہٕ چھُکھ مرتبہٕ زیاد
یہ سرٕ کتھٕ کٔرٕ واتہِ نتہٕ گوشن　یمے چھِ تہنٛدے مہمکی جوشن
کوٗرموٗ یہنٛدے خاطرٕ پیدا بلاشک تے

☆

عطا کوٗرن حدیث لولاک تہنٛدس شانس　پٔرتھ انسانس آسُن گرٕھ اعتقاد
پاٗدٕ کوٗرن اول تہٕ سوٗ زُن اٗخر زمانس　تھوٗنکھ قدرٔژ سرٕ نٔے ہنٛد اعتماد
بادشاہ کوٗرن عالم غیبن　گناہ گارن پوشندٕ عیبن
رٔو دسارِنی عالمن تہنٛدے حق تے

☆

کوٗرن یٚیلہِ ظاٗہر دنی یہس سُہ طاٗہر حضرت　کوٗرنس مہرے موہرِ نبوت اسناد

سۄن ہأدی خلقت مرشد ملکن دۄپتنس خطاب وَلِکُلِ قَومٍ ہاد
یہِ چھُ سارِنٕی خلقن روشن سارِ عمرِ دعا کۆرُتھ درویشن
خدایا اُمتبن میٲنبن وتھ ہاوتکھ تے

☆

توہہِ پتہٕ شاہٕ سند سایہِ ووت جایہِ جایہ عالمس زاومنٛز کعبس ناوکۆرنس خانہٕ آزاد
پاٴجن بندگی تاٴجن بنیاد کفرس یقین گو حضرتس دۄہن سپن آباد
یہ چھُ آفتابہٕ کھوتہٕ روشن ہیۆ تنہٕ نبین پتھ دوشن
قوّت گو پیدا اسلامس ژول کفرک شک تے

☆

واہتس حاکم دۄپنس شاہمردانسؑ امام حسینؑ نہِ مرگہٕ گیہِ جگرس یاد
تیٚیت رنجو کھکورِ مول کونجہِ کرنوٗ کھ دۄپوٗ کھ روزِ دیوان پتھ بیب زینبسؑ ناد
اوسس اوٚش پھٔٹ پھٔٹ چشمن واہیٚلہِ بیکس اَتھہِ لجہِ مہمن
ووڈن زِکورِ مالیٚو کتہِ شام چھکھ تے

☆

ژےٚ دوشام کورِ مالہِ لوٗکہٕ ہنٛزٕ کورِ نکھہٕ واجتھ کۆرتھ عاٴجزن پرٛتھ مہمس امداد
ازکورِ ماٴلس چاٴنس امام حسینسؑ ژاومنٛدِ نبن لوٗٹنہِ ابن زیاد
سارے سیدٕ بایہِ موٚشن واوپۆوہے کوربن تہٕ نوشن
مارٕ ہکھ پان بونہٕ ژےٚ سون حال وچھہکھ تے

واو کربلا یکہِ ظلمک پوشبن جهتن   سارِنی نُےین گیہ یمہِ دوکھۂ چی یاد
باوِ ہکھ ازل تہٕ اُتھ دنی یہس ہاوِ ہکھ   امام حسینؑ نہِ محبژ یتھ دِن داد
شہادژ مرتبہٕ زانن   صابِر سند صبرٕ ے مانن
لیس اُرکھ برونٹھ کنہِ دُستتھ خون ناحق تے

☆

کُرِن حمدٕ ے تیتی پیتر بأ ے بند ماری ہس   ووذن پرتھ شہیدس کوچھ ہتھ نرِ دتھ شانٛد
قربان تس مظلوٗمس تہٕ تہنٛدس صبرس   دوٗپن پرٛتھ شہیدس مرن وِزِ خانہٕ آباد
پھران لرِ لرِ باین تہٕ گوٗبرن   وچھان عباس علیہؑ نن زخمن
لیس دونوے نرٕ ژٹتھ تراوِکھ تے

☆

دپیاواَنتَ منّی حضرتن امام حسینسؑ   کرِ ہس نالہٕ موٗت برِ ہس لولا زیاد
میٹھی دِوان تہٕ گرِ گرِ صحابن ہاوِ ہس   واہ سُے بنہٕ خلقن روٗ دعناد
تس دوٗپ عمرسعدن نابکارن   موکھہٕ موکھہٕ یزٕ دِنی کماندارن
ہشام ژٕ رسوٗل خدا لیس کیاہ واتکھ تے

☆

دوٗپُس اوش ہاران چھرٕ دارِ امام حسینؑ   ژٕ رحضرت رسولہٕ سند ژٕ ے چھے نایاد
دبد چھم حضرت فاطمہؓ شافعِ محشر   حضرت علیؑ سند چھُس اولاد
مے تم یمہِ حالہٕ ڈیشن   روح تہنٛدی کتیاہ پشن

تہِ بۆزتھ کان دِتھ کۆرنس دِلس شق تے

☆

وٹۂ ہس تتھ تنہِ جان یتھ رتہٕ ستیٚ سرٚان گوس کان اوس زہر پان بٕرتھ سُہ کرڈٹھ فولاد
گوس ییٚلہِ گوہر بدنس جوہر سٕنتھ واہ بخارٕ دُہہِ کے ڈیٚتنہٕ بڈٕ فریاد
آہ کۆڈٕمیٚ درویشن نوٚ ےبنہٕ دوٚپُن ٕخرقہٕ پوشن
سُہ ییٚنہٕ دیٚدیٚ کڈتم کان پوشہٕ نہٕ نفساہ اکھ تے

☆

بۆزم ییٚلہِ عدلک میزان کرن اویزان گژان آسہِ جہنم تہٕ خلقت دِیہِ فریاد
لدن اکہِ کنہِ عاژمچ عبادت بیٚیہِ کنہِ امام حسینؑ شہادت لگہِ عباۂ ژکھوتہٕ شہادت زیاد
تہِ ییٚلہِ خلقے ڈیشن ودان تہٕ سأری پنن اندیشن
زانن زِ گوٚب کیا فاطمہ زہرأ سنٕد پوترٕ دوکھ تے

☆

لوٚگ ییٚلہِ خلیلؑ خدایہِ سنٕد اتھہِ نمرۆدس تس کاُفرس ییٚژ بوتہنٕد عناد
کوٚرن حلکے زنٕدٕ لاٚیہٕ ن نارس ناچارس تھاوِنس پتہٕ جلاد
کینٛہہ تہِ رۆدس نہٕ طاقت ہوشن تژیلش پاُونس نارٕکی جوشن
دوٚپن نمرۆدس دِتم داماہ اکھ تے

☆

تیٚت حدعار آو دشمن دینٕس ییٚلہِ حضرت خلیلنؑ تژیشہِ ہنٕد دیٚت فریاد

دوٚپن ترٛ لیش رٔٹنٛ پرٛہم نہٕ ترٛیشاہ دِتوس یوکنہٕ تریشہِ ہوٚت ماٗرُن چھُ بوٚ ڈ بیداد
أنٛی ہس بروٗنہہ کُن تریشہِ ہن گاش آس...... چشمن
ہیوٚکُن نہٕ ترٛیشہِ ہوٚت ماٗرتھ أسس ژکھ تے

☆

وچھُن ییٚلہِ تریشہِ ہنٛد موکھ تہٕ حالا سخت گوس پیٚوس ترٛ لیش چوان ہوشاہ حسینؑ یاد
توس ترٛیشہِ ہنٛد پیٚوس صدا کنن گوس زیٚوا ڈکجہِ اصغرشاہؑ نٕے ناد
ترٛ لیش چِھتھ دوٚپ حضرت خلیلنؑ وأتی نے امام ژٔرے تہٕ چانٛہن شہیدن
یم ترٛیشہِ پتہٕ گٔے ماٗرٕ أکس پتہٕ اکھ تے ☆
ترٛ لیش مرٛن وِزِ منٛجایہِ حضرت امام حسینؑ فراتچہِ کولہِ پٹھ رأے چھ بیوٗٹھس عمر سعد
ژٔمی ترٛیشہِ ہوٚت ماٗرُن ثواب زونن بوٚ زی تو خلقو کلمہٕ گوے سنٛد اعتقاد
نوٚے دوٚپُس ژٔمی بدکیشن یا امام می ترٛ لیش دِوان ژٔرے ڈیشن
رٹہٕ نم سردار ماٗرٕ نم یکا یک تے

☆☆☆

پھٹہٕ پھٹ (فیہ فتہ): Copious tears

یا امام علیک السّلام

سال تحریر ۱۱۸۷ھ

ڈٕے کوٚراسہِ کیٚت کربلا دارالشفا اثر چھسہٕ امام حسینؑ تہٕ یٔژ چھسہٕ نفع

تھنز زیارت ءتی سون دل گژھِ صفا   سارے گونچھ بیمارِ سپنن دفع
سُہ کیٚاہ بیکس مارنہٕ آوو   خدایہٕ ءسٕنز وتہٕ سردِنہٕ دژاوو
تھنزے قبرِ تل دعاچھُ قبوٗل اللہ

☆

بوٗزی تو آب کوثرس تہٕ اَشہٕ ہے چھُ بیوٗن بیوٗن مولا   سپنہٕ آب اشہٕ گٕے جہنمہٕ نارس فلاح
ستن دوزخن کرِا کھ اشہِ پھیوٕ رجلا
یس ناوٕ امام حسینؑ نہِ تژ اوو   حضرت فاطمسؑ دل شہلاوو
موٗلُل آب کوثر کہِ کھوتہٕ تھنداوٚ ش چھنا

☆

تس پوترٕ ماجہِ واوہو منز کربلا   بادشاہ بایہٕ کورِ تھنزِ گیہ دربلا
پھرِ وِکھ بُرقہٕ رٔژھِ شہرٕ شہر برملا
دژا کھ وچھنے لوٗکھ جایہِ جایو   دپان مٔد ہنٛچہِ چھو سیدٕ بایو
شاہؑ ءسٕنزٕ کورِتہٕ جد چھکھ رسول خدایوؐ

☆

ءتھہِ دوکھ ہاٗری زبنا ءش تہٕ گٕری زبنا جزا   مورکھ امام حسینؑ ترٕیشہِ ہوٚت بے قضا
مأرتھ دونوے نرادِ کرِہس جدا
سیدشہداؑ ءسندِ رتہٕ آوو   تھوٗ ونہٕ زندٕ بڈی بابُن ناوو
قضاس بدٕلے مٔلی ہیوٚتنہٕ دَیہ سندرضا

☆

اتھ اشہِ ہے عابدؑ ہن شاہیؒ دیٔت جلا   ییٔلہِ مائی دو کھ ہے گومت اوس مبتلا
چون ترٔ یشہِ بدل اوش تہٕ گوس تسلا

یتیم شاہ حسینؑ چھُتہٕ ییٚتہٕ سُلہٕ ناوون   دو کھہٕ لدکربلاؑ یکس پھوٚ رشہلا وون
چاوون اَشہِ ترٔ یشاہ قربۃً الی اللہ

☆

یوٗ زی تو یہِ اوٚ ش چھُ بُتھی پیٚٹھی تس خوشنما   یُس دأ دی پھران یادکرِ کربلا یک جمعہ
ناوٕ اصغرؑ شاہ نے گرٕ ھسم ترٔ یشہِ داماہ

ییٔلہِ اتھہٕ دأ رتھ بابس آوو   بابہٕ صاحبہٕ مےٚ ترٔ یشاہ چاوو
نتہٕ بڑانت بُری زبم نہٕ لسہٕ پنچ مرے بویا

☆

امام حسینؑ تمہِ ساتہٕ پُش کیاہ سنا   مران اڈٕ کوٚل تہٕ اڈٕ گُج منگان ترٔ یشہِ ہنا
دوٚپُن خدایا معصوٗمن کیا چھُمہٕ گناہ

موٗدمت اڈٕ کوٚل کو چھِ ہتھ ژاوو   پُشرن ہیٚن وٗلی وٗلی دڑاوو
دوٚپُن وَتھ پانہٕ انوارمِ نس پانس چھے نا

☆

تس پھوٚ رکوفک اجماع تہٕ عوشرک جمعہ   تجکھ وَستہٕ حضرت رسولہؐ ہنز دما
کوٚ راہلبیتوٗ خمہِ منز آفت سماع

ییٚلہِ کریکہٕ دِوان تہٕ شمرؔ ے آوو یا امام نمازٕ ہنٛد وقت آوو
نیٚرِ وشام مسلمانن نماز گژھِ قضا

☆

بۄ زتھ سجدٕ پتھٕ ژٔلی ژٔلی ہیوٚ رووتھ امام دِژہس نہٕ فرصت کرٕنس تہٕ پھِرنس سلام
دوٚپُن ووتھ پانہٕ شہادتک چھے پیغام
نٹھ لٔج بیپن تہٕ باکن ژایو أندی أندی بأیس ولہٕ نے آیو
دوٚپُس بیب زینبؑ بایو فرصت چھے نا

☆

کوٚر کھ امام حسینؑ بڑٕ باک دِنہٕ ہے منع دوٚپنکھ بیٚنہٕ دبد وژھو پہ کری توتو ہی ہنا
ژھٔٹہٕ تو باکہٕ متہٕ رٹیو خدایہٕ سنٛد پناہ
بیپہٕ سٔمی تھے برۄنٹھ کنہٕ آیو دوٚپہس زِ قربان لگہٕ وے بایو
أسی سارے بیپہٕ ہو لگہٕ ہوے فدا

☆

امام زِ چھم نہٕ مرنک پرواے خدا چھم گواہ لگان چھم تہنٛدٕ ے کوٚنہہ چھنہٕ خالقس سوا
تو ہہِ محنت دِنو تھاوِ خلق روا
کرٕنکھ گرِ گرِ سوالِ خدایو پرٕنکھ ودان صبر چہِ آیو
چھوٚ اتھ صبرس اجرٕ ے گواہ چھوٚ خدا

☆

پھرُ ن چھُو دود کربلا یک مرنن چھو کاہ حضرت فاطمسؑ پیٛومت چھُ کرُ وٚٹھ پو ترٛ دوکھاہ
ترٛ اُوی تو باکاہ دِیہِ توٚسمی تھہٕ کرٛ یکھاہ
پانہٕ ودٕونی وچھنے آیو حضرت امام حسینٔؑ مایو
ژورِوٕہری ودٕونہن ستی دِتھہٕ باکاہ

☆☆☆

من تصنیف بابا محمد جوادؒ

خالقہٕ بہار قدرت ہاوتم معرفتک گل پھولناوتم
مُژرتم غنچہِ دلک ربّنا پرٛتھ رات دوہ چون حمد وثنا
کیٛا کرٕ چون وصف جلال بو بے زوال چھےٚ چانی خدائی

☆

صاحبو زنگ غفلت کاستم روشن دل اُیٔنکی پاٹھی تھاوتم
گرٛ ژھِ ہسم یتھ حاصل چون رضا سرخرو آسہٕ روزِ جزا
گرٛ ژھِ ہنہٕ چانہِ دولرٛ کم اکھ سر مو میانہِ سیاہ کاردائی

☆

شربت درِ دِ تیٛج چاوتم رات دوہ پھرِ شاہ حسینؑ ماتم
میانس دردِ لس تی دوا بلند صاحب دأ دی امہِ سوا
شوٚبہِ دوکھہٕ چھوکس اشک مرحم ہو حکیم حاذقہٕ سند نسخہٕ شفائی

☆

رحمت کہِ نۏرِ پڑ زلاؤتم   امام حسینؑ نہِ زیارۓ ژواتناؤتم
بیٔتہِ رودرسول خداؐ عالمک شفا   نۏرِ بُتھس لۓتھ خاک شفا
دوان باک باک میٔانہِ حسینؑو   ۓرے سرس تہِ مُرس گمی جدأیی

☆

کۏ فیوِ کش میٔانی سنت پاۓجہم   دپان جماعت جماعت سُمی تھہِ وستھ تاۓجہم
کربم رۏحن کونجہِ ۓکرۓاہ کربلا   کۓڈ ہم بیٔلہِ بیب زینبؑہِ برملا
کریٔا نکھ آرزو بیٔتہِ کیٔنہہ تہِ بۏ زہس نو   دپیٔا نکھ بو چھس کو چھِ رۓ چھمۓ رسول خدأییؐ

☆

دِیہِ نادنبین ہند خاتم   کرے نالہِ مۏ تاہ پوترو بُتھاہ ہاؤتم
ژٹہِ متہِ ہٹہِ نشہِ دژاے صدا   السّلام علیک یا جدا
چانیٔو اُمتیو مورِ ہس بو   کۏ رہے کلمہِ پرُی تھہ یہِ حق ادأیی

☆

کتیٔاہ ظلم تہِ ستم ہاؤہم   بُری تھہِ فاقہِ پھۏرمیٔون کانہِ پھلوتھۏوِ ہم
اونہس گرِ گرتھ سوالِ خدا   دیٔت ہم نہِ ترٔیشہِ دام چۏن یا جدا
اونہم آب خنجر ترٔیشہِ ہۏت چو   یہِ چھیہِ روزِ دارس روزِ کشأیی

☆

گوڈنی شاہ اکبرؑ مورِ ہم   سُہ پوترِ دو کھِ کان وأنجہِ تورِ ہم

گیاۓ سکھ کو چھِ کبتھ ہبتھٕ معصوٗ ماہ   دپتوم تیٚمس کرٕشہ ژٕہنٛ ترٛیشہِ ہنا
ژُوٕ نشےَ مےٚ اتھٕ چھلہٕ نُۓ پھو   دژ ایاس پوترٕ دادِ کرٕ نے ترٛیشہِ گداۓ یی

☆

ترٛیشہِ پُژٕی ویلش اڑٕ کجہِ پۆوٕ ہم   دِمہٕ کتِ وداغ یہ داغ دلس تھوٗوٕ ہم
درایاو عباس علیؑ اَنہِ ترٛیشاہ   ژٕڈی ہس بنٛد بنٛد روٗ دس نہٕ کانٛہہ ہوشاہ
قیامژ تام زانٛہہ مشٛم نو   تُہنٛز مشک برٕی تھہٕ کرٕنی سقاۓ یی

☆

بۆزی تو دوہہٕ اکہِ سرورِ عالمؐ   سرتاج انبیاؑ فخر بنی آدم
اوس وقت پیشین تہٕ روز جمعہ   اُسی ساری اصحاب تتیٚ جمع
اُسی ممبرس پیٹھ خطبہٕ پرانو   کران خلقس رہنماۓ یی

☆

تام زن دروٚکت ماہ عالم   مسجدِ برٕ ژاے نوٗرِ چشم عالم
تِم بارٕنی حسنینؑ نوٗرِ خدا   لگِی خلقس پیٹھ پکنہِ دوست خدا
اُس نہٕ پکنس جاے گژاے آ یکھ ہو   وُتھ ژٕہنٛ ممبرٕ پیٹھٕ رسول خداییؐ ☆
ازے ڈیشے سُہ رسول اکرمؐ   خوٗلی ہنٛز نیٚزٕ گلن روٗحس گرٕشہِ ہس تھر خم
لدِ ہےٰ تولی تھہٕ بُتھس رتہٕ میٚژ اہ   ہےٰ ہےٰ ظلمہٕ اندھیر تہٕ پوترٕ قضا
ودِ ہےٰ یتھ نو کانٛسہِ دنیاس گو   واہ یہِ عمر سعدٕنی پھٕرٕم دغاۓ یی

☆

اِدنکھہِ ہیِہ بارِنبن رسول اعظمؐ
ودان دَپہِ خلقوتو ہی زاُنی یم چھِ کم
یہُنڈ جد چھُس بورسول خداؐ
بابہِ شاہ مردان سرِ خدا
یہِنز دبد خاتوُن جنت ہو
یمن گُرِی مدح ادا پانہِ خدا ٰیی

☆

خلقو خدایہِ سنڈ چھُم مےٚ قسم
یہُنڈ بُتھ وچھتھ بو چھِ ژلان مےٚ چھم
گرِم نہِ دنیاس یِتھ حاصل کانْہہ وتھاہ
یمن دون گلدستن سِوا
یم چھِ میانہِ زُوِ کی زُوٗ ہو
گرِ ھان یم وچھ وچھِ غم دفاٰیی

☆

ازگےٚ لتس امام حسینسؑ کم ستم
مورکھ تریشہِ ہوٚتےٚ کوٚ فین آونہِ کینْہ رحم
گرِ ھان لیس وُچھتھ بو چھِ دفع
مورکھ سےٚ بو چھِ بو چھِ کران کربلا
دِتکھ تتھ نوٗرِ بُتھس کان بُرِی بُرِی ہو
یِتھ گُرِی میٹھی لوتہِ لوتہِ شیرِ خدا ٰیی

☆

وچھتو بیب مہربانؑ رِکژ بوحاتم
تمہِ دوٚپ شاہ قاسمسؑ پاٚرتھ مرِنس نیرِ تم
دوپنس پوٚتر وپوٚت پھرِ تھ وُچھ زِ بنا
لگےٚ پوٚت ژھایہِ کتھہِ دَپےٚ زندِ یہِ با
لسے امام حسینؑ مشم چون مرُن ہو
قبوٗل پوٚترِ دوکھ چھُم یا الٰہی

☆

واہ یِیمہِ خبرِ جگرز ولہِ نم
دودہنہِ ہنہِ مےٚ واُلنجہِ ٹلہِ نم
بوٗزی توسپن یِیلہِ واقعہُ کربلا
گےٚ آل رسولؐ دربلا

دڑ اومرنہِ امام حسینؑ ہو   گرنہٕ راہ خداجان فدائی

☆

ءأنِن نادِتھ بیب زینبہٕ ؑ محترم   بینٛہ دیڈی کورِمول چھُس تہٕ دردِ دِل میٛون بوزٕتم

ازچھُ رُت ساعتاہ روزِ جمعہ   گری تو سدٕ قبلہٕ سورجمع

کورِ ہٕنٛز نکھہ دڑت والہٕ بو   یتھ دنیاس لُب نہٕ کینٛہہ بقائی

☆

قاسم شاہ ؑ نہِ دیڈِ یہِ باوٕتم   شاہ حسنؑ رٕنجت مُژرتھ ہاوٕتم

بو گنٛڈٕ قاسمسؑ شاہانہٕ سرپایا   تو ہی شپری تو مہرازس رکشہ جایا

وچھتو خلعتِ کربلائی ہو   کیٛو نٛہہ مہرازس دِیہِ زیبائی

☆

یااللہ فضل پنن ہاوٕتم   دِتٕنٛج خدمت عمرِ بحال تھاوٕتم

گری تو تو ہی آمین بوٚ ے دعا   لیس یہِ حاجت تس تہِ روا

لگِن متہٕ کانٛسہِ نٛش کانٛسہِ آرزو   یانہٕ وأنی اتفاق دِتہٕ یاالٰہی

☆☆☆

نوٹ: بابا محمد جوادؒ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ آپ کا تعلق بابا علی نجارؒ کی ذُریت سے ہے۔ بابا علی نجارؒ حضرت میر شمش الدین عراقیؒ کے مُمتاز خلیفوں میں سے تھے اور آپ نے حضرت میرؒ کے تبلیغی کاموں میں اُن کا کافی ہاتھ بٹایا۔ آپ کے فرزند بابا حسنؒ کا شمار بھی سرکردہ مُبلغینِ اسلام میں کیا جاتا ہے۔ محلّہ حسن آباد آپ ہی کے نام پہ بسایا گیا ہے۔ آپ کی اولادیں ابھی بھی اس محلّہ میں سکونت پذیر ہیں۔ (سمیر ہمدانی)

یاامام علیک السلام

شاعر نامعلوم

رواچھُ بہُن ماتمس دواگو ہن ہنڈ ہو
تھ ژری ثواب لکھنس ہر تھ گناہ پہن ہو

دِنس أشس بدل فردوس اعلیٰ یئِلہِ بہن وڈِنس ہو
قربان امام ہندس ناوس ہیچھناوہم فن ہو
روزان اسہِ ستی لوگنس بوزان کن دأ رتھ ہو

یوٚ دوے خطا گرٛھہِ چھُ عطا کران یہِ چھُ ودان تس ہو
یہِ یتھ آبس چھِ وتھاہ پکنس دریاو چھُ اموب سوٚن ہو
چھِنہٕ کتھاہ وٕنی خلقس دوکھ چھُ امام حسینؑ ہو

لیس حضرتؐ تہٕ حضرت فاطمہ زہراؑ شاہ بیہہِ ماتمس ہو
زانہٕ بو کیاوٕ دِتھ صاحبس لیس ملک ماتم ہین ہو
بِہتھ أندی أندی اتھ روضس انوار پئنی دِتھ ہو

یم صبحس ہین تم شامس گرٛھن پیکھ نہٕ انوار وسہٕ نس ہو
کوٚ ثہہ مرتبہ امام حسینؑ زانہِ دِلیس وٕنی ہو
بۄ زم نوٚ راہ فاتحس ہر شبِ جمعہ ہین ہو

سہ کیٛا بیکس موٗرکھ کربلا اوسُس نہٕ کوٚ ثہہ فاتحس ہو
ٹوٹھ بو امام حسین خالقس گو خلقس تِکیاسن ہو

تھوٗ وُ کھ مظلوٗم چلس تامت کفنس پڑاڑ وُن ہو

دوٗ ئگھ کفن کٔری تھٕ قبرٕ نہووس یتھٕ ناوروز بس ہو

بوٗ گنج دَے اسرارن علم بُڈی پنجتن ہو

....

سپن ہدا یتھاہ دَے پأدِ کرِ اسہِ وتھ ہاوٕنس ہو

چھُنہٕ جزا امیٚک ایمان تہِ مشنہٕ صاحبن ہو

یُس رٹہِ ییٚتہِ تہنٛد دامان تس پنن زانن ہو

یہِ چھُسہٕ جواب أمی حدیٖثک یُثواب لکھنس ہو

دوہ اکہِ بأے بارٕنی حسنینؑ گیاے مسجدِ کُن ہو

آیاک قولہٕ بڈِنے صاحبن لول بُڈی بابُن ہو

تم تارکھ عرشکی ....

....

....

اکھ موٗ اکڈتھ بروٗنٹھٕ کُن گوٚ وحضرتس ہو

سُہ ییٚلہِ اتھہِ ہیوٚت حضرتنؐ اتھہِ لوٚگ فکرن ہو

کیٛا کرٕ ژوٗنٹھ اکھ تہٕ حسنینؑ گواہ چشمن دون ہو

دِمہٕ شاہ حسنسؑ، غصہٕ ماگرٕ ژھہِ امام حسینسؑ ہو

یاڑی آیہِ دپان حصہِ گرتھ دوشوے باڑنی کھین ہو
تام دَیہِ سنڈ جبرائیلؑ وُپھہِ اکہِ ووت بروٗنہہ گُن ہو

یا رسولؐ سلام ڈِپو پروردگارکی بہ کلام کرن تس ہو
لوٗ دُن بیٔا کھمےٗ اتھہِ صاحبو دِیوٗ کھ معصوٗمن ہو

تثیت روٗچھ ڈے خاطر حضرتسؐ ووتھ انعام امامن ہو
باڑنی رآضی تھاٗوِتھ حمد پران کیٔا خدا ایس ہو

ہیٗچاونہِ ژوٗہنٹس زِ اڈگرتھ تُمی رحم دل صاحبن ہو
کوٗ رکھ تمہِ ژ کھہِ ستی تس شاہ حسینؑس سر جدا ازتن ہو

یوان مُرِس نشہِ سرس وچھان لجہِ رآ ژ ہو

☆☆☆

وزن دیگر

مدینہِ فاتحاہ پوٗ رم مقرّ رکوٗ رم ازکس مائزِ رات
ژ چھکھ ییٔنہِ وول بوٗ زتھ اند گُن روزِتھ بو کیٔا کرس گرو

تثیت دوہا کوٗ رم ہوسابوٗ رم وُچھم نہِ مرِ نن ساعت
یاڑی سروپاے گوٗ نڈم گُمی تام پوٗندُم شاہ ہوموٗ دُم گرو

گُروتہِ پٹھ نوٗدُم خلقس ہوٗدُم وچھنہِ آم عرصات
سوے اُچھ بونہِ اُجم مائز ییٔتہِ ڈوٗ جم محنت اُجم گرو

أمس شاأدیاہ بُرم مائزا ڈرم رچ دڑ ایم ذات
تڑ اتھن لُجم زانہہ نوژ جم ڈبکہ پٹھہ مجم گرو

ییلہِ ونوِنہ دڑ ایس پھیر تھ ژایس منڈنبن گیم رات
چونے دَپُن موٗنم مرن زونم نہٕ گرو

مہراز گُرِس کھوتہٕ سجدٕ دیتُم زانیام رُت ساعت
ییلہِ پھیری تھہٕ ووٗتھُم سوڑے موٗٹھم وَدُن ہیوٗتم گرو

ژِلے ویکس ژونم ،نہٕ کانسہِ ووٗنم مہراز شاہ قاسمؒ
یُتھ واکھ کمی اوٗنم دعائے بدسپنم جگرژھیوٗنم گرو

چانی وصیت پاٹہٕ جم درتھاہ واٗ جم لاٗ جم یژمن باے
تڑ دوہس تہٕ راتس اَکس ساتس وَدُن ژولم نہٕ گرو

☆☆☆

یاامام علیک السلام

زینت چھُ پرٛتھ کتابہِ ابتدا بسم اللہ تہٕ حمد خدا بییہِ نعت حضرت تہٕ صفت ایمہ ہدیٰ
دوکھہِ کس صحیفس طغریٰ سید شہدا دوٗپکھ شہیدن ہند بوٗ ے شہنشاہ
رواج لوٗگ توَے اتھ دینس قوت گوسائنس یقینس تہندِ خوٗنہٕ کہ تصدّقہٕ اسلام روٗد برپا

☆

اند چھنہٕ شاہ ہندی نے سرن بوسیر الہٰ کرِن تتی کار خدا بجکم خدا

کیئژ ودوٚپسہٕ بندٕ ہٕ خدائے کیئژ ودوٚپسہٕ خدائے اعجاز ڈیشتہٕ دوٚپہس معجز نما
حاضر بوجایہ جایہ زمینس ناظر عرش برینس مکان نماز بوس لامکانک خانقاہ

☆

ڈ ئے کوٚرعالمِ غیبن سے مقتدا کوٚر ہس فلکو پٹھہٕ ملکو اقتدا
بوزٕ ہن شاہ ٔ ہنٛزٕ زیوٚ تکبیرک صدا پرٕ ہن صلوات تہٕ دپہٕ ہن چھُ نائب خدا
باطن بوہنٛدٕ گی خالقس ظاہر ہتیٚ خلقس سپن وقت نماز پرٕتھ مسجدِ پیشوا

☆

تُمی دِتی شامچہٕ مسجدِ برٕ پٹھہٕ ہہہ نی صدا پوتروٕیہٕ مسجد چھاکِنہٕ ہنٛدٕ وسرا
کتہٕ کتہٕ فاتحہ پرٕیوکرے الوداع مےٚ ہو بالول آمُت وچھنا کرٕ ہے گُرا
ووتسے ژھانڈان دیرس بنیہٕ خولی ہنٛدس تنوٗرس چھس یمہٕ سفرٕ تھوٚ کمت بُتھ ہاوِتم با

☆

خلقو یہٕ حسرت ہکہٕ ہانہٕ وٕنتھے بوزانہہ ژھینٛم جگرٕ ے تہٕ ونہٕ نتہٕ اِد کرٕ کیا
بۆزم کربلائیک مظلوٗم عابد ہن شاہ واہ مالہٕ دوکھ چی بیمارِ بلہٕ نہٕ زانہہ

☆

أمی ڈٲٹھی جنگ کربلا یکہٕ جوان گل مران نیران یورٕ کنہٕ یُس تس ساسہٕ لوٕکہٕ پہوان
دپان تُمی مرنہٕ وِزِ کریکہٕ دِتھ یا امام پانہٕ چھوکہٕ لدنٕ ے اوسکھ تُلی تُلی انان
یوان نہٕ لنہٕ نس فرصت پنٕیس گُنٕ ہے محنت سارِنٕی شہیدن تہنٛزٕ ے کوچھِ پٹھ جان دژاو

☆

أمٕ ڈٕیوٗٹھ بلہٕ سنٛدمرٕ نےٚ ژٕیشہِ ژٕیشہِ کران   وچھان ژٕون طرفن تہٕ پنٕنےٚ کانٛہہ درٛینٛٹھ نہٕ یوان

تس ماران تہٕ ٲخمس نار دِتھ گرٛھان   پادشاہ باین تٕھنٛزن لوٗٹنہِ اژان

کڈان رٕٲڈِ رٕٲڈِ معصوٗمن درپرٕدٕ ژٲڈِ ژٲڈِ ٲخمن   روٗدنہٕ ژٕتجھن بیٛین ولہٕ نےٚ اکھ برقا

☆

أمی ڈٕیٹھ کوٚفٕچ کثرت چھِ حسرت کھوٚان   شامکہِ درواز اژٕنٛچ نٹھ چھسنہٕ ژلان

کھسن بیٖب زینبنؑ یزِدُن دیوان   زانٛہہ چھُیہِ بوٗزمت بأیس بیٛنہِ نکھ دِوان

تھاوان خوان بروٗنٹھہٕ کنہِ یزِدس ہاوان

پننس بابس شہیدس وچھان بُتھہِ بُتھہِ حلقس عابدٖین شاہؑ ☆

أسِس صجس تہٕ شامس رٕٲڈِ رٕٲڈِ نوان   بُتھ یزِدُن گرِگرٕوٗ چھِنےٚ پوٚان

تمے حول چھِس پھیران دأدی چھس نہٕ ژلان   ییٚژ بیمارِستی کوٗنٛہہ آسہِ نہٕ بلان

بوٗزی تو یتھ آزارس تِتھِس بیمارس   یتھ سمسارس علاج کانٛہہ نےٚ

☆☆☆

وزن دیٖگر (دوٚیم)

رِکتھہٕ دأدی بلن دگ ژٕے وچھتہٕ یہِ کیٛاہ گو

دژایاوپانہٕ امام اژٕ کوٚل ہبتھہٕ خلقومربم ہو

ژٕیشہِ دامہٕ اکہِ یأری گرٕی توم امام حسینؑ چھس بو

یہ چھمہِ تریشہِ ہۆت تہٕ بوچھِ ہۆت چۆن دوٚدتہِ لبہِ نو؟

اوٚ نُم سوال کُری تھہٕ دیٚدِ نِشہِ چین ترٚیش دپٕلسہِ نو ؟

میٔانٔی ناچارِ وچھتہٕ حال ڈیشتہٕ عاراسنٛدٕ ے پی تنو

مےٚ پیری اندر کُنٔے رۄدتہٕ ساری مۆ دِمو

چھُم آرزو یہِ معصوٗم لسہِ ہیمے؟

میٔانہِ چھیرٛ دارِ کُنٔے نٔے وُچھو حیابڈی بابُن پیےٚ تنو

یہِ دوحول گرٛتھ موج مربس لولہٕ آیہِ سو

کوٚ ڈنہٕ پھرِ تل ہتھ اٚسس کیٚا دپہٕ سو

اوٚ نُم زندٕ مۆ دمُت یورٕ کتھہٕ نمہٕ نو

گیٚس وأنجہِ کھنٛجہِ پوترٛ مائِلس کونجہ لجہِ سو

تُمی اٚچھ ہنہٕ وٚٹھ ،اسہٕ وٚٹھ ہونجہِ گنٛجہِ نو

کارِ ہن رٔڈی تھہٕ نوٚے ووڈنس ترٚیش ژ جیو

☆☆☆

یا امام علیک السّلام

مومنو یہِ دوکھہٕ دربارامامہٕ سنٛدسرکارزان   پران صلوات قدم ییٚمہِ درواژٕ ژان

یوٚت آمتی حضرات چھتے چھِ کیٚا پوترٛ دوکھ ہیتھے   حضرتؑ تہٕ فاطمہٕ زہراؑتہٕ شیرخداؑیو

☆

یتھ بارگاہِ پٔرتھ کأنسہِ واتن چھُنہٕ امکان آسنٕ گرٛۄھِ مرتضیٰ علیہؑ ستی ازٕ لچ زان
تِم ناوسأئنٕی لیکھتھ تھأوی تے دوست میأنی کم کم چھتے یم تس ٕگنٔزرتھاکہِ اکہِ پٔشر نہٕ آیو

☆

یُس دم دِیہِ شاہؑ سٕند سُہ غم آسہِ کتھٕ کھوٚان گومت چھُ نارٕ ظلمنہِ تہنٕدے گرٕ ویران
یُس تہنٕد غلام آسہِ تے تس کوٚت رونق چھُتے برِ نہٕ نارک تہٕ دارک سُے پرٕوایو

☆

یٖیلہِ زولہٕ ہس کربلا رسولہٕؐ سٕند آستان تخت اُرتھ گرٕ ہے کجہٕ ہس کو رِبأنٔدی وان
تثیت کو فک عام پہ تِتھے کرتجہِ اتھہٕ نٕے ہٮ۪تھے سیدٕ باین برقہٕ تہِ اتھہِ نوآیو

☆

نارٕ چ بزٕ اہ وُ چھتہٕ اڈٕ کھوٚری آسی تھاران عابدٕ بن شاہؑ اوس عباس علیہؑ نادلایان
آب یارِ پچہِ بابہٕ یتِ اکھ آبہٕ مشکاہ ہٮ۪تھے ژھبن دِتہٕ نارس معصوم کانٛپونہٕ آیو

☆

تس دو کھہٕ نارُک بخار چھُنہٕ زانہہ شہلان چھُ مایہِ ودنچہِ جایہِ جایہِ تنہٕ پھیران
ازیوٚت سُے واتہِ تے اہلبیت ستیٕ ستیٕ ہٮ۪تھے کیٛا سناوچھِ یٖیلہِ دزمٕژ مظلوٗم جایو

☆

یٖیتیٛک حال وچھتہٕ مأکی دو کھ آسبس تازٕ سپنان
دپہِ آیاس یوٚت وِدٕ نے یٖیتہِ کیٛا چھس ڈیشان
سمان ساسہٕ بٔدی لوٗکھ آسی تے خأکی ازمعرکہٕ چھُتے یوٚت ووت کوفک نیاےتہٕ ظلم کربلایو

کربلا ئیک حسرت پھِری پھری چھوٚزوٚ نیران ڈئپ تو کس گوسون ہیوٚتہٕ کس پوٚ تھٕ آسمان
ترٚ وکھ صاحب سون مأری تھے اَسہِ ژٔج نہٕ لارزانہہ تے
سانے ہاژِ خانہٕ خداتہِ زالنہٕ آیو

☆

اَسے گٔے گذرٔری تھہٕ سعدٕنی زہرٕ بڈٔی کان شمرٕنی خنجرن تہٕ نیزن کوٚر طوٗفان
خنجر گوٹیوٚک کٔرِ تھے امام حسینہٕؑ رتے خوٚلی نیزن لٔدتھ دِژنس سرٕ ہے گژایو

☆

ژرمہِ ہئدِ دادِ یتھہٕ کورِ موج بیب شہربانؑ اُس شاہ قاُسمسؑ نیزٕ تلہٕ گژاوِ کران
ہوسانہِ مہراژِ یتے وستہٕ اَمہِ نیزٕ گُرِ پیٹھے کینژھاماٗلی رژھِ کورِ ہئد کرپایو

☆

گوکھ لتھ ژٕھنتھ ویگس رتھ میوٚن ژٔی قربان سانہِ بینہِ والچ کتھ دوکھٕ آسمان
گٔیم چانہِ رتہٕ یتہِ مہِ تے بینہِ والچ وٕرٕژھتے ژٕے سہرس تہٕ گوٚ ندہے تھپہٕ تھپھ کرنہٕ آیو

☆

بیلہِ بیب زینبسؑ بأے دوکھٕ گوطوٗفان اُس نیزٕ ژھاین ژھایہٕ ژھایہٕ للبل کران
ودان ژٕلکے بایوِ یتے بندوِ ے بینہِ بوز نتے کتھہٕ شام ماُشرتھ کل سأنی مُٹھیوِ بایوِ

☆

مےٚ ہو بایوِ پکوان چھی بأنڈی وان چھم نہٕ ولہٕ نُے برقُک کانہہ سامان
کرتکھ التماس ژٕتے اتھہٕ ترأ وی تون یہِ بینہِ میأنی چھتے یم دوحضرت فاُطمسؑ زایوِ

☆

ڈٗٹھے امام گُل نیزٕ کُلہِ پیٹھٕ الان   یۆت تکبیرٕ س اوسہٕ ہم زِٹُلان
چھُہم قبلس گُن روٗزی تھے   قبلہٕ نما عالمک ژٕ تے جماٗ ژہنٛد وقت کیٛا ووتے پیشوابایو

☆

چھکھ ماوۆنٹہٕ واٗلی ہنٛدِ چھوکہٕ پچی دگ للوان   کِنہٕ چھکھ ہاوان کوٗفین چھوٗ ناپتھ روزان
ہِتہِ زُرر رسولہِ خدایہٕؐ ہنٛزٕ چھِتے   یمن کتہِ برقہٕ چھُتے   یمے دوقرآنس منٛزٕ حجابچہِ آیو

☆

واہ پوترٕ دود چھُ ماجن تھر پھُٹران   پوترٕ دادِچ شرٛاکھ چھےٚ واٗلنج گیٛران
یہِ کروٗٹھ زہراچھُتے زہرِ الماس کھوتے   تہِ زانہِ دبد فاطمہؑ لیس یم چینٛز پہے خدایو

☆☆☆

یاامام علیک السّلام

اَسہِ کیٛار بتھ مومنو داہ دوہ آو   ہیو دوستدار ووٗنی کبِن باکاہ ترٛاو
ہیٚزِ ژھوپہٕ کتھٕ یہِ چھُ دوکھ شاہِ عالمس ہو
یوکنہِ یۆت واتہٕ نس چھوکھ آو آو   دوہ چھک عرسک تہٕ ہسکھ بیۆن بیۆن ناو
یہِ دو چھُ حضرت پانہٕ بہتھ ماتمس ہو
وچھتو ہلال خوٗنکہِ دریاوٕ غوطہٕ دِتھ دژاو   ازقبہ عرش العظیمس نہنے آو
بنیادوٗ ژھ شاہؑ ہنٛزٕ تہٕ گُن لۆگ اتھہِ ظلمس ہو

بۂ زی تو شاہ حسینؑ سون ییٚلہِ جنگیے دڑاو   تمہِ ساتہٖ زمین تہٖ آسمان باکن ژاو
ییٚلہِ وصیت گرٖن بیب زینبسؑ ہو

دوپنس وچھتہٖ یٚنز مے میہے پیش کیٚا آو   واہ ییٚنہِ والہِ مہرازٖ مرٖ نے دڑاو
ہے ہے کتھہ ییٚتہِ لگٔی یزٖ دٖنس ظلمس ہو

تانٔی ودٖ نک صدا اخمہِ منزٖ دڑاو   ییٚلہِ دیٚدِ شاہ قاسمؑ روخصتس ژاو
دوپنس گرٖ شہ باچون جان پان فدا شاہ حسینسؑ ہو

ادٖ یانٔی دڑاو فوج تس ولہٖ نَے آو   یٔتمس تیتیٖ کان لأیہس درٖ ینٔٹھی نزٖ آو
ادٖ ناداہ لوییُن پچہِ بابس ہو

بۂ زییٚلہِ فریاد امامن تہٖ ڈلی ڈلی دڑاو   واہ شہزادِ قاسمسؑ برؤنٹھہٖ گن آو
دوپنس لگیہٖ باقربان یٔتمو یتھ مرٖنس ہو

تانٔی اڈٖ کوٚل کوچھِ ہبتھہٖ میدان دڑاو   تمہِ ساتہٖ عرش العظیمس لرزٖ کیؤنہہ ژاو
ییٚلہِ اتھن کبتھ تا لتھ ہؤون خلقن گن ہو

یہِ دوترٖیشہِ پرٖشیٔ نزدیک مرٖنس آو   ظالمو رسول خدا الیسؑ منتھے تھاو
ڈنٔی تو لوٚ دکیٚا تقصیر تیٚمس معصومن ہو

یہِ بۂ زتھ کاناہ ظالمس اتھہٖ نشہِ دڑاو   واہ کبیر وصغیرس وُرنے آو
اکے ضربہٖ معصوم مرٖننہِ شاہٖ سوٖنس ہو

ادٖ کوٚر حکمے سعدن تہٖ فوج ہبتھہٖ دڑاو   ڈُں کیٚا کرٖ أندی أندی امامس ولنے آو
وچھتہٖ بیب سکینہؑ باک ترأ و بابہٖ صاجبس ہو

وزن دوئیم (وان)

نادلوے حضرت سکینہؑ ودان ودان ولو لگے بابو

ژےؔ چھی اَنڈی اَنڈی ولان بو چھس مران دبدترا وتھ ژٔ جمو

نیؤتھن اڑ کوؔل اصغرؑ تڑیش چاوِ نے بو کیا کرے بابو

مگّے نہ تڑیشہ ہنز ذرے بابہ صابرے ستی پانس نتمو

پیؔتہِ گُس مےؔ کو چھِ ہیؔم دلاسہ دِیم پیئیس پرے بابو

یی رؤ دُم پھرُن عمرِ زرن ژھاے مہچ پیؔیہِ مو

دوہلس تام حضرت زینبؑ متہ بیؔنی ودتم یؤ ری کیا یی بابو

چون اِرسرِ کرُن مے رؤ دپھِرن گئیس حیرانو

دوہنس پوفدیؔدی مےؔ پڑھ چھمنہ یوان دُبار پھیرتھ مےؔ نِشہ تیم بابو

مےؔ کیا بڑم چھہم دِوان سُہ گوم مُری تھہ ووٹی کتہ پیہ مو

بوؔ ےلُبل وان کران پتہ پتہ نیرے ژکن تھاوتم بابو

ودے مسافرِ مے پردیشن پھیرن پیؔیہِ مو

بوؔ ے تڑیشہِ دامہ پُڑی اتھہِ نو کائنسہِ دارَے ژ موکھوژُم بابو

مے زؤ نیرہم تہ ژےؔ منڈ چھاوتنے امام کوٗر چھس بو

وتم اتھ نؤرِ موکھس سؤ رگُی موؔ تھُے امام زمانہ بابو

پھوؔرُے گُس کائفرمیانہِ سرورِ صابرے ژوؔٹنے سرہو

☆☆☆

یاامام علیک السّلام

پیٚتہٕ دادِ کٔمن علمن آئت لبہِ نو یِی پرٛیٔ زِ سارِ عمرِ توتہٕ زانٛہہ انڈ واتنو

دیٚنہٕ کس معلمس ژوٹکھ سرو ....

حرفن امہِ کٔمن ...... بۄ زی تو کیٛاہ گو نبۄٔ ژامائرٕ کیٚو ٹھہ واوپیٚو

سأرس عالمس ....

ژٕمی تتہِ وظیفہٕ پران تہٕ اتھہٕ مۄ رنو ہے ہے عمرِ سعدن غلط کۄ رنو

نَہۄُن بائے بسم اللہ ؤک نقطہِ ژٕمی کیٛا کۄ رسرو

تیٚیت عمرِ سعدن کانک ضرب دیٚتنو بے یَک نقطہٕ ژٕلتھ اسمک الف ژوٗ ٹنو

بہنۆوُن مرتضیٰ علیسؑ نکتہٕ سیٖنس اندرو

پۆوُن پۆترٕ واومخبرِ صادقسؐ ہو دیٚتُن چھوکھ زیٚوِ قرآنِ ناطقس ہو

دیٚوُوُن ترٛیشہِ پڑٕی ژھرٹ ساقی کوثرٔ ہو

ؤنی زِ اکہِ نقطک سارِ عمرِ تفسیر ہو باٗپے روزِ قیامژ پیٚٹھ توتہِ تقریرو

یوٕ کنہِ داغدار دل چھُ شافع محشرؐو

خلقو کیٛنہہ نو چھُ دنیاس لأرن ہو یاد کٔری تو امامہٕ سنٛد مأرن ہو

کٔرِنہٕ شاہ حسینؑ خنجرس تل ارٕ سرو

ہے ہے شرا کھ ہتھہٕ شمرن لارن ہو نۆ رٕ سرس نیٚزٕ پیٚوت تارن ہو

کوٚ ڈن عابدٕ بن شاہ ژٕ ڈٕ تھٕ کرٕ تھٕ زنجیرٕ و

واہ بیب زینبنؑ اوٚنٹس کھارن ہو   تس اڈ کجہ ہند پتہٕ لارن ہو

پھیرن مہرٕ نہٕ مائزِ اتھٕ ہتھٕ گرٕ گرٕو

اسہٕ لدٕ نےٚ پزٕ نابتھہٕ ساس ہو   یاد گرِ تھٕ اسمایہٕ ہند زہر الماس ہو

یمی حضرت امام حسنسؑ ژٕ وٹ جگرٕو

کیا ستمن ظلمن پھیرٕ دِمہٕ بو   وچھتو سانہن صاحبن کیا کوٚر رکھو

حضرت امام رضاؑ سندِ مہمک پھرٕ دفترٕ و

تس مظلوٚمہٕ سند حسرت کیا ونہٕ مو   وعدٕ بادشاہی ہند دِتھ انہٕ نوٚ وکھو

وفا کوٚر رہس مرِنس تمو جائیرٕو

امام حسینٕؑ پاٹھی تس خط کڈِ کھو   گرہس رتہٕ ہے زاگے لاٚ گِ تھٕ پنہٕ نیو

دَچھِہِ ستی کھور کھ کرٕ وٚ ٹھ زہرٕو

☆☆☆

یا امام علیک السّلام

بڈٕ ستھاہ چھِ وِدٕ نچ دہن وایمانس   عطا کرٕی تن پروردگار

زٕ اٚنی تو متاع چھٕ ستی تتھ ودان تہٕ رٕوٚن اَتھ دوشر بتہٕ چھُس امیدوار

غم امامہٕ سند کِنہٕ مومن گنزٕرنو   نتہٕ بیمارس کیا لیہِ ینٕ ہو

☆

چھِ وتھاہِ رِژأ آخرتس رکرِش ھ   بیئتہِ پناہ مشگی تو گناہگار
آمہِ آہچہِ ئرِژتہِ اشہِ چہِ برأکرِش   خطاسائی بخشہِ آمرزگار
تہزن اُچھنے کُن حضرات وچھنو   لیس بیئتہِ بُتھہِ پیٹھی اشہِ پھیری پہن ہو

☆

کیاسنہِ سُہ ساعت زونکھ بیلہِ قدم ژونکھ   ڈیوٹھن ماتم سراین ہُنہِ کار
نتہِ خماہ شیؤ رمت نہِ چھکہِ وتُھر مُت   بیتھر مابیٹھی بزرگوار
پڑھن شاہؒ سندی نے ...... ژونگ زالہِ نو   کوِزانہِ کورگُن گیہِ ہو

☆

گے بونہِ توّتُے لاران ودنہِ بیٹھی ژھری ہے گرس پٹھ دہندار
اسہِ دوعوشرُک صبح پھوّر تہِ وٗری یس کیٹ دوچھُ وونڈِ بخار
نتہِ توبداہ شورن تہِ کوّرواحسینؑ   زن نہِ آس وہروآرشاہ حسینؑ ہو

☆

روزِ ہورالتس تہِ دوہس ماتم ہبتھے   اسہِ ہمیشہِ چھِ ودِنس پٹھ لار
مصلحت چھِ صاحبہِ ہنزِ تہِ ڈیلہِ زِ گتے   چھوٗنہِ صاحب زمانسؑ یوان عار
أسی خوار گے تُہندِ غاررَٹو   نتہِ سون کاراوس وَدُن تہِ رِوُن ہو

☆☆☆

کلام سید میر شرف الدّین رضویؒ

خاۂلقی گو ہر معرفت پیدا ئر ن عقلو   علم الانسان مالم یعلم ستی لوٚبنہٕ اقتدار

....   قدرٕ ژنوٚ رک نشانہٕ......پیغمبر آخر زمانو

☆

لا الٰہ الا اللہ ورد کوٚرکھ مرسلو   کُنتُ نَبیاً یام بوٚزکھ تام کوٚرکھ اقرار

تٕسندے نوٗرٕ سیٖتۍ منوٚرو عالمِ غیبک بادشاہ   چھُ مرتضیٰ علیؑ ہیوٚ چھُکھ تُمی ہے نشہِ عرفانو

☆

تولہٕ گوٚب کیٛا با چھُ مولل حمدک آلو   امیٖک گرٕ چھُ قفس نفس چھُس تحویلدار

حق اللہ کس بارس عہدٕ کتہِ نیرو   حق النّاسک حساب قرضہٕ چھنہٕ ہوان چھِ سہل زانانو

☆

اسم اللہ ہکہِ سرٕ ستی روشن سپنہِ محفلو   عینین چھِ عینِ علیؑ وچھنہِ لگی اولوالابصار

اسم سمیع زٕ گوش زبان خبرو   شروٚپیٖسے محمدؐ منزِس تہٕ مُژ رنہٕ آو دہانو   ☆

اتھ میٖژِ مرِی ہے پیشواتھاوٕن زبانو   صلوات زن چھِ پھیران بمبران تعزیدار

یٗزی تو شاہٰ ہسزٕ کورِ قرآن چہِ سوٗرو   شتر ومنزٕ ظلمچو اترو آیہِ زن ژھچھ توٚ ے چھِ زبولبل کرانو

☆

امام حسینسؑ لبلہٕ وان کران چھِ تھٔکتھ پھوانو

تِکیا ہہژ ان کو چھِ کبت بوچھِ ہوت اڈٕ کوٚل ییٚگھنا عار

تامت حرملن دیٹنس تیر و   زہرک شیر چوٗن تہٕ دڑ الیس ہٹ تل پھٹتھ کانہٕ پھلچی زبانو

☆☆☆

یا امام علیک السّلام

أسی ییٚتہٕ کس روشہٕ وو   ساٗنس امام حسینؑس میٖھے پیٚو

تژ لیش مچس نہٕ منگی تھے

ذا کرن چھِ ژھوپہٕ گاٖمژ ہو   لوٚکہٕ کثرت غاٗب زن گو

جوان تہٕ بیٚیہٕ دارِ چھتی تے

کینہہ چھِ گرن منز مارہٕ گاٖمتی دو   چھنہٕ نبر نیرتھ ہبکان دو

ہبکن رکتھ شاہ حسینؑس وٕ دِ تھے

دِیو فریاد امام حسینؑ ہو   ودٕ ونہٕن پھوٚ دوٗرہ منزِ لا ہو

وتن پتھ روٗ دِی شوٗنگی تھے

تمن دوسدار باین کیٚاسنہٕ گو   یمہٕ آسہٕ کارکن ودان دو

معرکس منز واحسیناؑ گری تھے

کبوترن زن چھگ لِجکھو   تمن شُری ترٲوی تھٕ ژلہٕ نُے پھوٚ

یادشاہ مسلمٔ گری تھے

تسند بن یتمن دو   کانسہ دیتگ نہٕ اژنہٕ دو

گرِ منز ژھنی کھہٕ کڈی تھے

ڈیشِکھ نہٕ کأنٛسہ پأرزان ہو   صاحب زادن غصہٕ ماگو

ڈیشتھ لوگکھ اون تے

از حضرت زینبسؑ ہو   وَستھ وُزٕھس مالہِ نِس دو

ژونگ کوزٕہس ژھبتے

دِتنٛز فریاد ہو   دردلومۆ دی و وپأدٕ گرٕشی تو

نتہٕ یی توم خوأبی تو

☆☆☆

یا امام علیک السّلام

الحمدللہ توحید کہِ ذکرِ دیٹت کربلأ چہِ فکرِ ہند شاہ

زأنِو اللہ اسم اعظم چھُ اتھ ہستی آہ

وچھتو خألقس ہستی امام حسینؑ چھُ کیوٗنہہ ملرٕ ارو

یمن آہ کبن دون حرفن گو ہر شناس سپنٛز آ گاہ

لوٗبکھ ألفہٕ نِشہِ خدا ے تہٕ بےیہِ نِشہِ پنجتن پاک رہنما

کٔری تو اتھ پنجس آہکہِ دأیرٕ اتھہٕ روٹ تعزیدارو

چھِ پنجتنؑ یِزمن گلہِ میوٗٹھ کٔری زبنا

تہندس مہرازس کربلانیوٗ کھسروپا

کاکل گنٛڈتھ چھرِ وچھنہِ کوٗرکھ نیزٕ سوارو

گوریٚز جگرس مہریٚنہٕ ڈیوٗٹھن ییٚلہِ نیزٕ وِیگس شاہ

دوٚپُن ڈبکہٕ بجہِ ٹِکہٕ ژھیوٚنُم لون اوٚسُم کیٚا

بانڈٕ نیرٕ وُن ژٕھنِتھ اَشہِ کُے موختہٕ ہارو

دیٚنہٕ رٚکس آفتابس امام حسینؑس خفہٕ کوٚر رٔہس کربلا

کوچھِ ہٕنڈِ نبہٕ پٔٹھہٕ ستارٕ زن سورتھ پیوٚس اصغر شاہؑ

سرِ شام درٕ لوگ نبہٕ نبہٕ کران تہٕ لوٚسہٕ وُکھ عابدہٕ ن شاہؑ بیمارو

سرچ حمائِل نیزٕ قُدس خوٚل نالٕ ژٕھنِتھ دژاو

مدنظر تھاوِتھ کوٚر نٔس تلاوت کیٚا

قرآنچہِ سٔطرِ زن نٔرِ ژچھس قط ہوصفحہ بدنٔس دیٖتُھ دوبارو

سر شاہ حسینؑ کوڈُکھ زن نیزٕ مدِ بسم اللہ

وچھتو ہٕنجو مورُس قطعہ کلمہٕ کوٚر رٔہس کیٚا

بیب زینبؑ آیہ حجا بُک برقعہٕ وول ژٕچ ییٚلہِ ہٕنٛزی بازارو

کربلاہکس گلاب خانس مرِ نن عرق کرِنوٗ وُکھ شاہ حسینؑ پادشاہ

وَدوُنہِ دل کہِ شیشہٕ پھِری پھری بٔرتھ گے بٔگہٕ کیٚا

اَچھن ہٕنزِ عطر دانہِ اَشچ عطر گٔرتھ نموٗ دارو

☆☆☆

یا امام علیک السلام

بۆزی توکربلاہچ زمین چھِ فریاد دِوان دادِرسہِ صاحبو مۆن داد بوزمو

مے پیٹھ پیغمبرٕ اُسی ننہٕ وٲری پکان مے پیٹھ عمر سعدن گُری دورٕ ناوِنو

خدایا مسافرس چھِ مسلمان فاتحس یوان امام حسینؑس موٗمتس چھُ مہان ظلم وچھتو

ییٚلہِ وۆنۍِ وول رۆ دوو تھ ونہِ مےٚ گوم گمان یہِ آسبس فاتحہ پران تُمی گُلی ژٔٹی سو

یہ حسرت یاد چھُم پۄان نٹھ چھم لگان شاہؑ سنزٕ کورِ ہو بأندی کجہِ کھو

ظالم گُرِ پیٹھہٕ ظالمن کرٕ یکھ اوس دِوان

ژکان پکناوۆن بیمار تھکہٕ ناوِنو

☆☆☆

کلام ملا عبدالرحمانؒ

چھُ قرآنک دِل سورۂ یاسین نبوتک زۆ شاہ مردانؑ

سُہ نأیِب حضرتؐ سنٛد، شاگرد دیہِ سنٛد توے دژ اوتس پُرتھ عرفان

اسم اعظمک صندوٗق اوس مرتضیٰ علیؑ سُہ لۆٹک کربلا منٛز میدان

تمیٚک اَچھُر اوس امام حسینؑ تس دیٚت عمر سعدن کان

اُسی اعراب تمہِ کی دُستت شہید تمن کۆر ہس تیٖر باران

آسہٕ قرآن چہِ سۆرٕ شاہؑ سنٛزٕ کورِ تمن جلاہ گنہِ کۆر کھہٕ یزٕدن بأندی وان

اوسکھ سراج امام زین العابدینؑ اَسس زٔنجرٕ گنڈان گرامُژ ران

کرِ ہکھ شکنجہِ کھوتہٕ سخت ظلمچہٕ زٔنجیرٕ   اوسکھ عمر سعد گرٕ گرِ بنٛد چیٖران

اکھ حضرت زینبہؓ حضرت کلثومہؓ   کربلاچ مہرٕنی تہٕ بیب شہربانؓ

تمن ژورن بیٖین ژوروتہٕ کرِ ہکھ   ژورن پرارن آسہٕ ودان

پانہٕ وٲنی کتھہٕ آسہٕ نہٕ بوزان بُتھ آسہٕ نہٕ ڈیشان   تٮ۪یت اوس یزٕدُن سخت بٲنٛدی وان

تمہِ چہ گرمی ستی بانٛد اسی وُٹھ پھشان   خفہٕ ستی ذڑاو بیب سکینس جان

☆☆☆

وزن دیگر

ہووطن دارٕ بابہِ کن کتھن داروبابہ

یم اتھن رٔچھم بابہِ تم پٹھ وتن موٗ دِم بابہِ

ییٚتہِ کس کرٕ فریاد بابہِ کس بوزِ بم داد بابہ

گٔیم وٲنجہِ یاد بابہِ بٲنٛدی ظلمچہٕ گیس بابہِ

لگیو دَیہ ہٕنٛدِ آزاد بابہ نبوٗ ژہنٛدِ اولاد بابہ

شامہٕ ہٕنٛدِ شہزادِ بابہِ   ییٚتہِ یزٕدٕ نہِ پیادٕ چھم بابیو

یم تمے لوٗکھ ہوچھی بابہِ بابہٕ جوس موکھٕ آیہ

لٕدتھ دستتھ زہریمہِ جایہ   کاکہٕ جوس کتی ہوبابیو

مورکھ شاہ مسلمؑ تہِ یمے جایہِ   شرکی تہنٛدی دریاو ژھنہٕ آیہ

کوٗزانہٕ ایران وٲتی کتھ جایہ   اَسہِ قبرتہِ ڈٹھک نہٕ بابیو

گوابن ملجم تہٕ پأڈیمہٕ جایہِ بیٚیہ سویوس أس جورٕ اسمایہ
قطام تہٕ پیٚتی دڑایہ یُہے شہر تہٕ پھوٚ راسہِ بایو
یہ سُے میدان ہوچھُیہِ بایہِ پرٛتھ نبیس نٹھ یِیہٕ ژایہِ
کیٛژن کھوٚنتؠ لگٕ تہٕ کیٛژن گژایہ بوتہٕ حیران گییس بایو

☆☆☆

یاامام علیک السّلام

جورٕ چھُ حمد ک شاہ تہٕ کربلا یک آہ زونگھ اکھ چھأچھ تہٕ بیٛا کھأ چھ گاہ
اکھأ رِکس روژھ چھُ نقصان
وظیفہٕ پٔری زے پٔری زِ کلام اللہ کریہِ گٔری زے امامس صلوات اللہ
زیارت گٔری زے کربلایکہِ آستان
کوٚ ڈکھ منڈِ نبن ءخمہٕ منزٕ بیہٕ فوجاہ دیان أسی ودان خلقو کوٚ راسہِ کیٛا
چھوٚ کوٚ پرٛژی وَتہِ پیٹھ لوٗ ٹان
گٔری تو خلقو ذأ ژسانہِ گُن نظرا اسہِ جدواتہِ حضرتؐ تہٕ بابہٕ جوشاہؑ
خاتوٗن جنت چھِ دیٛدِ سانہِ دیان
توٚہی بوٗ زی تو وَنہٕ مواکھ خبراہ کربلا نکھہٕ اوس آسان اکھ یہودیٛا
فراتچ زمین لاگان
پران اوس کلمہٕ موسیٰ کلیم اللہ ڈیوٗڈھن بیٛلہِ بیمار عابدین شاہؑ

نوّ ے دوپنس ودان ودان

اوڕ ٘کنٔ صف دِتھ آئنتہٕ رٔس اُس لشکراہ   یوڕ کنہٕ ووتھد نہٕ ڈیُوٹھم اکھ سواراہ

تس تہٕ اُسی جلادأندی أندی پھیران

سُہ حسرت صاحبومے مشتم نہٕ زانٕہہ   اوسس وچھان أمس سپنہٕ کیٛاہ

ترٕ ہہ ساس کوٚ کہٕ اُسس کان دِوان

اوسکھ أندی أندی وولمت سُہ کرِ ہے کیٛا   منز باگ گیر تھ اونمت سُہ بادشاہ

تیرٕ لشکرِ منز اوس کُن جان

تموٚ اوس یٕژ تنگ اونمت بو ڈیشہٕ ہا کیٛا   اوسس ژون طرفن پھیران سپنس کیٛا

وُچھ ہازندٕ چھا کِنہٕ أمی تہٕ دیٛت جان

ڈیُوٹھم قیامٔژ ہندا اکھ ساعتاہ   ژٕج پانس پانس سوٗ لشکر کیٛاہ

نِیہِ ہس اتھہٕ موٚرتھ کرتل کمان

تیٛت ہشام ہول گوم ووندس بہٕ ونہٕ موکیٛا   دوٚیم چھا نبی مرسل کِنہٕ فرشتہ اللہ

یرٕ ہِہ صوٚرٕ ژآسان چھنہٕ انسان

تسنٛد مہم ڈیشتہٕ پاڈِ گوم تیٛت غیر تھاہ   دپیٛام وُتھ اَنہٕ اکھ آبہٕ پیٛالا

چاوَن جان دِنہٕ وِزِ بنام سبحان

☆☆☆

یا امام علیک السّلام

دا دی غمکی لؤ کی بڈی ونہٖ نی ہمو قیامٔت تامت مومنو یہِ کتھ وہرنو

دِژ پنجتن پا کن محنت یمو زا نو تہنڈِ اتھہٖ آو خدا ے رنجونو

حضرت رسول خداے ؐ تہٖ حضرت فاطموؑ حضرت علیؑ تہٖ امام حسنوؑ

گرشھان زور پشتس یم ییلہِ ژورنا وہمو وہسران چھِ بنڈ بنڈ امام حسینؑ یاد پینو

لیس کُلہِ تل فریاد کوٚر معصوٗمو سانہِ ترٛیشہِ پرٛژی بابہٖ کلی آیہِ ژٹنو

☆ زن سجدٕ پیٹھہٖ شاہٕ سےٚ چھوک دیٗت تمو یہنڈِ اتھہٖ بیب زینبؑ باٗنڈی آیہِ نو ☆

وزن دیگر

دنیاس مرگُن دود پھوٚرنہٖ کانٔسہِ واہ خلقو مرٕنہِ دادِ چھِ گرشھان بیکس واہ

مرگہٖ ستی ہُنز گوخانہٕ خدا لیس تے

گوڈٕنی مرگن دود پھوٚر مکس واہ مویہِ برٛونٹھ حضرت خدیجہؑ پننس حقس ہو

ادِ ژلُن پیوٚ رسول خدا لیسؐ تے

فاش مرگے کران سرس واہ مرگن مہم پیوٚ حضرت أمیرسؑ واہ

ییٚلہِ بأ ژومنزٕ حضرت فاطمہؑ دژ الیس تے

اکھ مرٕنن مہم بیٚیہِ وَنہٕ کتھہٖ واہ حضرت فاطمسؑ لؤکھ نوفاتحس آے

قبرِ لؤچہِ لؤچہِ کور ہنہٖ ولنہٖ آلیس تے

☆

وچھتو جورِ جدا آے گڑھن چھُ کیا بلاے واہ کو نچنے اتھہِ پو جحت خداے

ؤ زیر روژھ بادشاہ اتھہِ لوگ نیا لیس تے

شاہس موبہِ اکھ اُچھ بٹیس پیٔس مہچ ژھاے اِد پوک اتھہ ہتھہ عصا شیرِ خداے

تمہِ دو کھہ پچی گژ ایہِ بیلہِ آلیس تے

واہ مر گُے چھُ ماران مُرتھ واے تھسھ روٗ دمر تضیٰ علیسٔ گری تھہ واے

تجُن وَستھ شیر ربانسٔ تے

بیتہِ پژتھ کائنسہِ مرُن گوندسروپاے نثان نثان قبرِ انبیائَ تہ اولیائَ ژاے

دُنی یوٗک حساب دیٖن گژھہِ خدالیس تے

☆☆☆

یا امام علیک السّلام

مومنو خبراہ ونہِ موکن دِتھ بوٗزی تو حضرت امام حسینؑ شرمندہ روٗزی تو

چھُ امہِ کُے راوی ہو حضرت سلمانؓ

بیلہِ شہ وو برُے واژ او کربلا یک امام تھاویان ستمس پاے اندر پے بوٗزِتو کلام

اوس تارِیخ ہوا تھم رمضان

اوس نہِ طاقت فاقک تہ ہوس بوٗرنو دیدِ ژھایہِ ژھایہِ روزن ابتدا کورنو

واقف گوس نہِ بڈی بابہ بأے جو ہو بابہ شاہ مردانؑ

ووت آفتاب کمالس تہٕ سبکھ اَئژ تتہٕ نے   لجہٕ امام حسینسؑ وُٹھ ہنہٕ ہو کھہٕ نے

ییٚلہِ دیٚدِ ڈیوٗٹھ لِد ران ہوٚسپنٕز حیران

دوٚ پنس روزٕ دارٕ میٚانیو روشتم متو   لگیو سحرٕ روس چھُہم تہٕ کینژہ ھا کھتو

چانہِ بوٚ چھِ ستۍ پوٚترو ہونیرٕی مےٚ جان

وُنہِ روزٕ چھےٚ نہٕ وأ جب فاقہٕ متہٕ روزتمو   میٚانہِ دودٕ کُے حق چھُے تہٕ کتھاہ بوزتمو

چھُنہٕ شُہ وو ہرے کوٗنہہ ہوٚ پوٚترو روزٕ دار روزان

لوٚگ امام حسینؑ دیٚدِ بروٗنٹھہٕ کنہِ ودٕ نے   تھاوِم روزٕ خدایہٕ سِندِ پرٛژی کتھہٕ ییٚنز بنے

کرٕ کتھہٕ افطار بہٕ دوتوٚ ہی چھُو روزٕ دران

اِدٕ آس بابہٕ تہٕ بڈی بابہٕ بأے جودَ پنے   ژٕ نے کینژہ ھا کھسکھ اسہِ گٹہٕ کار سپنے

کینٛہہ دوٚ پنکھ نہٕ اوسکھ بُتھِ بُتھِ وچھان

کرنکھ نہٕ کتھ تم آسمان کُن لگی وچھنے   خدایا کربأ گی شام سپنے

تہِ بوٗ زتھ مُدہٕ ینکی روزٕ دار ہوبا کہٕ آسی دِوان

لگی لوٗکی بڈی بلالسؓ زار کرٕ نے   ازوٗلی بانگاہ دِتو بانگیو سانیو

وقت چھُ پیوٗمت حضرت فاطمسؑ ہوٚ ژٕ کیا چھکھہٕ وچھان

دوٚ پنکھ بلأ لی زِ بانگ پرٕ نہٕ میٚانہِ کیا سپنے   توہہِ سارِنی اچھ دوچھوٗ چھنے

وُنہِ نوٗر آفتابک چھُ درٛ ژ ینٛیٹھی یوان

تانی وٗلی ووتھ جبرائیلؑ آسمانہٕ کنے   یتھہٕ رسول خدالیسؐ روٗ د بروٗنٹھہٕ کنے

ڈیُو بلالسؓ صاحبو بانگ کونہٕ چھوٗ دِپان

سأرِس دوہس ملکو کرِ سرِ کتھے   ازامٕہ ہرٕ روزٕ درِنے

سپن ملکن حکم صاحبو دوہ لوسہٕ نأویٚن ٹِکان

☆☆☆

خواجہ حسی بٹؒ

آپ ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ جب آپ بڑے ہوئے تو مشرف بہ اسلام ہوئے۔ آپ نے ایک گاؤں آباد کیا جو ابھی تک آپکے نام سے مشہور ہے، اس کو گنڈ حسی بٹ کہتے ہیں۔ یہ نارہ بل کے پاس واقع ہے جو کوئی چھ میل سرینگر سے دور ہے۔ آپ بہت ہی پارسا اور عابد تھے اور محبت اہلبیتؑ سے سرشار تھے۔ آپ مرثیے کہتے تھے اور خود معرکوں میں پڑھتے تھے۔ آپ نے بہت مرثیے کہے ہیں جو اس وقت رائج نہیں ہیں۔ صرف ایک بند جو دعائیہ ہے پڑھا جاتا ہے۔ اس کا پہلا شعر یہ ہے "مومنو دستار وألتھ دعا گرِی تو روٗزِی تن بحال یہ معرکہ ییٚہٕ ودوٗنی ہو"۔

ان کے متعلق مشہور ہے کہ اُن کو ایک دفعہ مالیہ سرکار کیلئے کچھ روپیوں کی ضرورت پڑی۔ بارہمولہ میں ان کا ایک دوست رہتا تھا، وہ اس سے روپے ادھار لینے کیلئے گئے۔ دوست نے بڑی آؤ بھگت کی۔ دوست نے کہا خواجہ صاحب۔ آپ مدت کے بعد یہاں آج کیسے تشریف لے آئے۔ خواجہ نے

صاف کہا کہ روپیوں کی ضرورت پڑی۔ اسلئے تم سے مانگنے آیا ہوں۔ دوست نے مذاقاً کہا کہ آپ نے ساری عمر حضرت امام حسینؑ کے مرثیے کہنے میں صرف کی۔ کیا اس مولا سے آپ نے استدعا نہیں کی۔ خواجہ صاحب نے کہا واقعی تم نے سچ کہا، مجھے یہ خیال ہی نہیں پیدا ہوا تھا۔ خواجہ صاحب فوراً اُٹھ کھڑے ہوئے اور رات کو ایک نورانی صورت دیکھی جس نے فرمایا کہ کل صبح باغیچہ کے فلاں جگہ زمین کھودلو۔ تمہاری مراد برآئے گی۔ خواجہ صاحب نے زمین کھودی اور رقم مطلوبہ ایک مٹی کے برتن میں پائی۔

آپ نے معمولی تعلیم پائی تھی۔ آپ کا کلام بہت سادہ ہے۔

یا امام علیک السّلام

ڈٕے کوٚر خلقٕژ بادشاہ حضرت شاہ امامٕژ ہنٛد سرو   سُے سر سبحان نور قدسی علمک دریاو

کیٛا سنا عمر سعدس یاداوس ناحدیث پیغمبرو   دِپیا نکھ اہلبیتؑ میٛانٛی چھوٚ خلقو نوح سنٛزے ناو

سوٚے خوٚنہٕ دریاوِ پیٛر وٕنی گیہِ کربلایکۍ سرو   تتھ نجاتچہِ ناوِ اہلبیتنؑ پوٚ ظلمک واوتنہٕ

چھِ ودان نبوت ماتم ہیتھ امامٕژ گوم غدرو   موٚرہم شب قدرِ دوہ لوحک منشی باکہِ تقدیرژاو

دٕیتنس چوکھ سرس پیٹھ منبرس ملٲئجٔمی کافرو   تٔمی پژارِ یتیم ترٲوۍ مأرتھ یام نمازِ ژاو

تمو پنجہٕ قدرت رنٛجہِ نوٚ وکھ سخی شاہ حیدروٚ   یُس کمر گنٛڈۍ تھٕ دیہِ وَتہِ ہو پان کنٛنے دژاو

تہنٛدے امام حسینؑ دژاو تریش منٛگنے کربلاے اندرو   تھوٚوکھ امام تریشہِ ہوٚت مسلمانو کس گرژاو

پیٛیہِ کتھہِ وُنہٕ خلقس تمہِ ساتہٕ کوٚنہہ دژاو ناگرو   یِیلہِ کمر گنٛڈۍ تھٕ عمر سعد امام مارنہِ آو

پڑ ہے سارِ خلقؤ سؤ رملہٖ نس کربلاے اندرو   واہ امام حسینسؑ تزیشہِ دلمہٖ پڑشی گُل ژٹنے آو

سُے چھُڑٖ دارِ مارٖ نؤ وُ کھ بیکس مسافر   یُس اوس کو چھِ رو چھمت حضرتنؐ تہٖ دیڈِ فاطمسؑ زاو

وزن دیگر

دوہہٖ اکہِ حضرت شاہؑ ہٖنڈِ گرا اوس بہتے   برۏ نہہ کنہِ اوس ٹوٹھ زۏ دان

تام حضرت زینبؑ برۏ نہہ گُن آلیس   تس گُن ڈیشتہٖ اوس ودان

دوپُس حضرت فاطمنؑ دردل بابو   کورِ میانہِ ڈیشتھ چھکھ اُش ہاران

دَپے علمکہِ فرقان کلمہٖ کہِ بادشاہ   معنی ودِنک کرتم عیان

حضرت زِدل چھم دودمت کنہِ متہٖ پرٖ ژھ تم   شُری پٖنی ژورن بینی گرم قربان

اُمس کورِ چانہِ وتہِ پٹھ لارٖ لار کرٖنم   جنتچ خاتؤن واتہِ بانڈی وان

یہٗے عوشرِ چہِ رأ ژ آسہِ واحسینؑ کران   اصغرؑ شہس ہٖنڈ رِوُزِ وان

دپس ووتھووتھو پوتر ولگیو قربان   بابہٖ چھیہِ مرٖنن سلاح شیران

یہٗے امام حسینؑس گُل ڈیشہِ ژٹان   مہرازِ قاسمسؑ سہرٖ نوان

☆☆☆

وزن دیگر

اُمس بیہِ ہٖنزِ نوشہِ کورِ دو کھہٖ لدتھا وبکھ   ژاُ نتھ بانڈی وانن   ہے ہے بانڈی وانن

کران ارٖ سرٖ اڈِ کھؤ ری چھنے میزِ پٹھ   سر نیزِ نشانن   ہے ہے شاہؑ ہٖنڈی نے جوانن

ییلہِ ور گہٖ بڈ حضرت زہراؑ   سور گہٖ منزِ چاک دِتھ آیے   ہے ہے کورِ ژھانڈنی آیے

وُتھ تھاُرتھ بیٖنِن ھنٛد محلہٕ خانے پتہٕ پادشاہ بایے ہے ہے اَسٕنٛدے چھاسایے

تمہِ ہیٖیہٕ روم وشام ہیتھ دوہے بأنٛدی وانن تھاونہٕ آیے ہے ہے نبوٕ ژگرِ درایے

تتہِ بیب سکینہؑ دوکھ شاہ حسینؑ ہیزٕ گیاوناتتھ جایے ہے ہے بأنٛدی وان ماتم سرایے

تتہِ دوأش آوہارنہٕ امام دوکھ پیٹھی ظلمچہٕ جایے ہے ہے بانٛدرأ چھن ژھایہ ژھایے

تہنٛدی لارٕلدوٕدوٕنی ژأری ژأری گأری گأری مارنہٕ آیے ہے ہے زاجکھ کتابخانن جایے

روزٕ کھنہٕ ژھپنس جاے کینٛژوکولہِ دوٹھ ژھنی کینہٕ قبرن ژایے ہے ہے یٖتہِ روزٕ ہوژھایے

تم ایمانہٕ بڈی اَسی امام ہاژیم مارنہٕ آیے ہے ہے کینٛہہ بونہٕ کھارنہٕ آیے

☆☆☆

وزن دیگر

کوٗتاہ پھیٖر دِمہٕ غمہٕ کٔمن دادبن تہٕ دوکھن کتھ کتھ ستمس ناوہمہٕ بو

یُس چھوٗ وزبوٗنے حضرتنؑ لعابِ دہن تہنٛدے رتھ پیٹھ زمینس پبو

ژھرٹ دِتھ لٔجز منز حضرت ہٕنٛدی روحن اماؑمی خوٗنچ ییٖلہِ وأژس خوشبو

بڈِ باکاہ دِتھ دوٚپ دَیہٕ ہمن شراکھ شمرٕنی پھٔر موازپوترو

یِی دپیٖا وکربلایکی زمیٖنن یوپھرِ تل ہمن دیٖدِ ہٕنٛدی پأٹھی کرس ہوہو

زٕ طوفان کوفہٕ مسجدِ اندرٕ رے دژاے دون دوہن اکھ خوٗنک تہٕ بیٖیہِ آبک ہو

واہ یتھ منز غوطہٕ دیٖت حضرت شہنؑ نوٗحہؑ ہٕنٛدِ کھوتہٕ سے طوفان گو

دژاوکوفہٕ اندرتہٕ پھیوٗرکوفہٕ چن جوین تتھ منز امام حسینؑ سون ییرٕ وُنہِ گو

ہیٚو کنہٕ طاقت أنتھ حضرت نوٗحنٛ   کوٚرن دعائے بدپننین اُمتین ہو

تہنٛدِ دعائے بدن غرقٕے ٲسۍ کتین دوہن   گو خلقاہ پانے تہٕ پانہٕ موکلیٚو

تالابہٕ خوٗنکہِ منٛزٕ سأنی امام حسینؑ   رتھ پشیمان تہٕ اَتھہٕ ہیوٚر کُن ٹلہٕ نو

تہٕ کوٚرن دعائے خیر بڑی بابہٕ نبن امتین   تہنٛدِ خوٗنکہِ تصدقہٕ عالماہ موکلتھ گو

خلقوٗسہٕ حسرت کأنٛسہِ موبوزن پیٚیِن   یہ صاحبن سانٛین وچھنے پیٚو

کٲیا کونچہِ کرِ تمہِ گرِ عابد یٖن شہنٛؑ   یمہِ گرِ بابس تس گُرِ پیٹھہٕ پیٚو

مرنہٕ بابہٕ ہنٛدِ اَتھہٕ لگی مہمہٕ کٲبن دوہن   مدینک شہزادِ شامک بنٛدِ گو

☆☆☆

دپس عابد یٖن شاہؑ یُتھ آرزو گُرتھ   وونٛدٕ چھُم خفہٕ تٕ ٲستی بُرتھ

دِتم روخصت پرٕ ہابوٚے خطباہ

کر بس یزید آمنّا   یُتمو کڈ و تمنا

چأنس ممبرس کھسہٕ نہٕ مےٚ چھُنہٕ کینٛہ

کھوٚت پیٹھ ممبرس پُرتھ بسم اللّٰہ   ووتھ تیٚت غلغلاہ

زون خلقو قیامت گیہِ برپا

دوٚپ اماًمی حمد و نعت پُرتھ   خلقس گُن اشہِ گنٛڈ گنٛڈِتھ

یُس نہٕ زانیٚوم وَنہٕ موسہٕ بوٗزی تو با

جد چھم رسول خدایؐ   بڈی بابہٕ شیر خدایؑ

میٚون پچہِ بابہٕ حسن مجتبیٰؑ

بابہٕ چھُم سید شہداٗء   یُس موروومم کربلا

چھسہٕ مظلوٗم سنٛد گوٚبرے مظلوٗ ماہ

بلنٛد گوتیٖت وڈِنک صدا   پٔرتھ طرفہٕ ووٚتھ الوداع

کھوٗژ یزیٖدٕے برپا گو فتنا

یزیٖدی دوٚپ بأنگِس کیٚا چھکھ وچھان   ژٕژِ بانگ پرٛکان

بوزن نہٕ یُتھ کلام امامہٕ سنٛد نتہٕ گرٛھہِ بادشاہ تباہ

بأنگی پوٚر اللہ اکبر اللہ اکبر   امأمی پوٚر لبیکَ لبیکَ خألقہٕ ژٕے چھکھ بزرگ تر

چأنِس شأنس واتہِ نہٕ فکرٕ ے کأنٛہہ

پوٚرن یِیلہِ اشہَدُ اَن لا اِلہٰ   امأمی دوٚپ خدایا کوٗنٛہہ چھُنہٕ ژٕے سوا

سأنِس ظلمس شأہدتہِ چھکھ ژٕے گواہ

یِیلہِ پوٚرن اشہدانّ محمد رسول اللہؐ   امأمی ترٛ وودستار کوٚرُن جامہٕ چاکاہ

دوہپنِس بانگیٚو اَسِنٛزٕ ے دژٕ ے چھے روزتہٕ ساتھاہ

امأمی دوٚپ یزِ دس کُن اوٚشہاران   چھوٗ بانگہِ منٛز محمد رسول اللہؐ پران

یُزِ دودَ پتوبُڈ بابہٕ اَسہِ واتِنا

تہنٛد کینٛہہ پاس چھوٗنہٕ کران   أسی چھِ ترٛیشہِ بوچھِ ہُتی مران

سون مارُن تہٕ مو ہنُے تھوٗوُ وروا

☆☆☆

وزن دیگر

مومنوٕ یہ دوکھ کربلا ئیک چھُ داد ئیک خانقاہ
زانٕہہ ژونگ امہِ کُے ژھبتہٕ گرٕ ھِنتے

امیک بأنگی تہٕ صلوأتی پانہٕ حضرت شاہؑ
پرٕتھ مظلوٗم برٕ پیٹھ دپان کرٕ یکہٕ دِتھے

زولم ابن زیأدٕ نار دِتھہٕ خمہٕ تہٕ خرگاہ
نٔیوُن بیب زینبسؑ برقہٕ تھپھ دِتھے

پران اشہدان لا اِلٰہ الا اللہ
نِیہِ ہم شہیدن سرژٔڈی تھے

تِموٗ رنٛجوٗ کھہٕ محمد رسول اللہؐ
موٗرکھ امام نیت گنٛڈِ تھے

پران حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح
عابدینؑ شاہؑ نیوٗ کھ گلی گنٛڈِ تھے

کٔرک کیوٗ نٕہہ نیک عملاہ ہیتھ کلام اللہ
معنے ترٲوی ہس کرتجوٕ ستی ژٔڈی تھے

پران لا اِلٰہ الا اللہ
ترٲوِ کھ حبل المتین چہِ داوژٔڈی تھے

پھران تسبیح زہراؑ سبحان اللہ
نیکھ امام حسینسؑ جامہٕ کٔڈی تھے

تنہٕ چھِ پرٕتھ روزِ جمعہ باکاہ
یُہوے دوہ پوترو پھوٚریہِ ژیتے

اَمے دوہ مرِ نشہِ سرژےٚ کوٚرہے جدا
ترٲوی وۄنٹہٕ وألی گُلی ژٔڈی تھے

توٚہی پانٛژ وقت نماز کٔری تو ادا
سُے ہو معراج موٗمن چھُتے

رفرف امہِ کُے چھُ محبتِ ایٔمہ ہدیٰؑ
تہنٛدِ سبہٕ ستی قبوٗل سینہِ تے

☆☆☆

وزن دیگر

مرٕنہِ شانٛدٕ کٔمی سوٗ کھ تہٕ ترٕ لیش کٔمی چوٗ کھ
امام گلی کٔمی ژٔڈی یوٗ میانہِ پوترو

ئمی وتہِ پٹھ تڑ ووکھ ئنی شاند دیٹو ٗکھ مسافرلگہِ یومیانہِ پوترو

اَمی وو ٗنٹہِ وا اُلس ہوٗ ٗکھ ڑھٹ ئمی دیٹوکھ سرئی تہِ نرئی تہِ ودِ یومیانہِ پوترو

ڑ اوسکھ شہیدن ہند تاج نبین معراج ئمی تاراج کوٗ ریومیانہِ پوترو

ہومکہِ کے حاجہِ میانہِ مہمکہِ باجو لگیوآدن باجہِ میانہِ پوترو

ڑ چھکھہِ مصحفکُے منقوٗل بوچھسے وچھنس مشغوٗل نیز پٹھہِ کے مقبوٗلہِ میانہِ پوترو

گوم تمہِ ساتہِ تیٔت حال ڈٲٹھم ییٚلہِ نیزِ چ باندِ حال ڑےٚ گرہ شمرن رومال میانہِ پوترو

پران چھکھ پرٛتھ نیزچہِ گرٛایہِ حدیث تہِ آیہِ ودان چھے پٚنہِ سیدِ بابہِ میانہِ پوترو

☆☆☆

وزن دیگر

قربان لگے ڑ وارِ ونتو مے سبہِ گنٛڈتھ کوٗت گرشھکھ مہرازو

بہ پیٛری اندر چھس رأوِم ڑےٚ پتہِ وأنس مےٚ ترٛاوِتھ کوٗت گرشھکھ مہرازو

می زام قاسم شاہؑ کوٗ ڈم نہِ پھرِ تلہِ زانہہ کربلایکہِ زالہِ لوٗگم شاہ بازو

وچھتو مےٚ کوٗرُم کیٛا بوٗ رُمس ہوساہ مائزلاٛ گتھ گرِ کھورُم مہرازو

کوٗرمس کھونہِ اول زنٛدِ اوسس نہِ مول مہرِ نی ترٛاوِتھ ڑوٗ لم مہرازو

گوم ستمک داہ اوسم کُن یئتماہ ظلمچہِ وِنہِ ووٗلُم مہرازو

وندِ یوتتھ تنے جان یتھ گوٗ ےرنگ سرٛان انمان ہورٗ دم مہرازو

☆☆☆

کلام قاضی احمد دینؒ

قاضی احمد دین ورمُل میں پیدا ہوئے تھے اور یہیں پر سکونت اختیار کی تھی۔ آپ اعلیٰ پائے کے عالم تھے اور علاقہ وُرمل کے قاضی مقرر ہوئے۔ آپ کے والد اہل سُنت جماعت سے تعلق رکھتے تھے مگر آپ نے مذہب اہل بیتؑ اختیار کیا اور قاضی کا عہدہ چھوڑ کر ورمُلہ سے ہجرت کر کے احمد پوٗرہ آ بسے۔ یہاں بھی قرار نہ آیا تو آپ دوُریکمن پورہ چلے آئے۔ اس زمانے میں دوُریکمن پورہ علم وادب کا مرکز مانا جاتا تھا۔ اسی سبب قاضی صاحب نے یہاں مستقل طور پہ سکونت اختیار کر لی۔ آپ کی وفات بھی یہیں ہوئی۔

یا امام علیک السّلام

مومنوٗ کُس ہیکہِ پرزِنتھ خدائے پاکس ذات چھنہٕ خاکس قدرت تہٕ قوت بیان
کرِنا ونبیوتہٕ وٗلیو کوٗتاہ اطاعت تم تہِ کنہس گیہِ سپن نہٕ عیان
لوٗگ غوطہٕ پرٕتھ تتنے امہِ دریاوٕ سنے
گونہٕ وحدت ہکس سرٕ ہے کوٗنہہ آگاہ

☆

سپنہِ یوٗ دگلہِ نے قلم تہٕ دریاودوات ساٗری خلقٕ لوسن لکھان
برنہٕ ہن ستھ زمین تہٕ نوسماوات خاٗلی روزِنہٕ ہیٚہِ کانٛہہ مکان

آٹھت چھِنہٕ صفژن کُنے　　　کُس ذات پرزٕ نے
لیس نہٕ بوابتدا تس کتہٕ انتہا

☆

خالق چھُ واجب الوجوٗد قدیم ذات　　　زیوٗن تہٕ مرن تس آسہٕ نہٕ واتان
سپنہٕ حکمہٕ تہنٛدے موجوٗد پرٛتھ کانٛہہ ذات　　　عدلس تہنٛدس چھُ عالم ثان
رحمت چھِ تہنٛدے کُنے　　　بخششہٕ فضلہٕ پنہٕ نے
آیہِ لاتقنطو چھُ امہِ کُے گواہ

☆

تمی نوٗر پادٕ کٔرن حضرات　　　بنٛدگی بنٛدٕ نے کوٗرن امتحان
دوٚپن یُس نبوٗ ژتہٕ امامٕ کرِ طاعت　　　تمی اوٚن میانہِ وحدٕ ژ ایمان
پگاہ تہٕ خلقس ننے　　　ییٚلہِ بادشاہ باہ أژرنے
قاضی آسہِ حضرت مفتی حضرت شاہؐ

☆

حمد دوٚپ حضرتنؐ تہٕ خالقی لوٚ دنس نعت　　　قدرٕ ژ زیوٚ ستی صلوات پران
کوٚرن مہترنبین تہٕ بہتر کاینات　　　اعجاز نبوت لوٚ دنس معجزٕ قرآن
تی بوٗزعالمومنے　　　سورہٕ یاسینے
تس حضرتس کٔیت دوٚتھ خطاب الٰہ

☆

وچھتو عمر سعدن دل تۂ جرأت
دڑایا وا امام حسینؑس اتھِ ہتھۂ سے قرآن
پران سوٗرۂ یاسین والصّافات
عرقۂ اَشۂ بونۂ ورقۂ پھِران
ہیوٗ تنۂ معصوٗم کھونے
آیۂ تۂ حدیثۂ وَنے
ظالموے چھم ہاژ تۂ یۂ چھُ بے گناہ

☆

داران یورِ کنۂ دونوے اتھۂ ذات پاک
سُہ ظالم ہور گُن بُتھ اوس پھِران
دیُتنس کاناہ تۂ امامی دوٗپ ہیہات
جان دڑاو معصوٗمس ہوہو کران
لوٗگُس کارِ ہن تڑاوِنے
پوتِ ژمول باکاہ ژھنے
خدایا ستمس میانس ژِ ے چھکھ گواہ

☆

وچھتو لارِ لد کیاہ بو یہ سیدِ ہنزٕ ذات
مرنۂ وِزِ اوس نۂ بوے ہینۂ سمکھان
سوٗر حضرت زینبسؑ تیٚلۂ باٚے بڑ انت
ییٚلۂ کربلا یچۂ میٚزِ پیٹھ ڈیوٗٹھن ڈولان
واہ تتھ تنے
دِتی مِتی چھو کھ ہنۂ ہنے
کرتجۂ زخمن تۂ کانن گرنٕد چھِنۂ کانٛہہ

☆

پتھن روٗ دتس مظلوٗمہ ہندِ ماژنک ساعت
مظلوٗمس اوسس نۂ ترٛیشہِ دام میلان
مُژران اُچھ تۂ ترٛاوان اوٚش پاک ذات
ترٛیشہِ گُن وُچھ وُچھ نِژاوس ٹلان
نتۂ دیٚدِ فاطمہؑ گُنے
نتۂ نِشہِ کانٛہہ ییٚنے

مسافراہ زن پیۆ مت اوس سرراہ

☆

واہ تیٚلہِ ہوٚ کھنامحیط تھوٚ کنافرات   یمو ڈیوٚٹھ ترٚیشہِ ہوٚت شاہ حسینؑ مران

ہاوٗن کیٚت روٗ دزمزم تہٕ آبحیات   موٗ دمیٚر آب کوثر ترٚیشہِ ترٚیشہٕ کران

گوکونہٕ ژس زٔمننے   گوٚٹ آفتابس تہٕ زوٗ نے

اوس سیٚکہِ پیٹھ حضرت فاطمہؑ سند اُچھ گاہ

☆

گاٗجکھ اکہِ اکہِ نبوٗ ژگرٕ چی جماعت   کینٛہہ زہرٕ ستی تہٕ کینٛہ کان دِوان

کینٛژ وشرٛ اکہِ تلہٕ باکہِ ہنٛز پرٕ صلوات   جان دِرٛ اکھ شہیدن شہادت چوٚان

ریٚزٕ ریٚزٕ کوٚر کھہٕ علمدارس تتنے   اصغرؑ شاہہِ نوٚرٕ ہٹؠ ہنے

نیٚزٕ کہِ چھوکہٕ پھوٚ گرِ پیٹھہٕ اکبر شاہؑ

وزن دیگر

نیٚوٗن ییٚلہِ قربان کرٕ نے اسمٰعیلؑ پوٚ فکرن خلیل خدایو   شفقت گوٚ برٕ ہنٛز ولنہٕ آیو

سیٚین نہٕ قربان ذبیح اللہ ناوو دوٚپہس جایہِ جایو   لوٚ دفدیہِ بہشتہٕ منٛزٕ تس کیٚت خدایو

کونہٕ شہیدس میٛاٗنس فدیہ سوٗزٕنس کتہِ چھس خوٗن بہایو   تہنٛزٕ شہادت گیٚہ عالمس شایو

اُسس یاریاورماٗری مٕتی گبرٕ گری مٕتی ساٗری فدایو   دُستت قربان گرِن نام خدایو

لاٗگھ شرٛ اکھ ہٹہِ ییٚلہِ اسمٰعیلس حضرت خلیلسؑ باکاہ آیو   ووٚنس ماجہِ پننے محبٛژ مایو

تھاؤ کھ شڑ اکھ ہٹہِ ییلہِ اکبر شاہس کوٚرشا حسینؑ دعا کربلایو قبوٗل کرتہٕ قربان میانٔی بار خدایو

یہ بوٗزتھ ودان ودان کرِ حضرت فاطمسؑ رسوٗل خدایوؐ لگے قربان وُنی کبن چھِ صبرٕ چ جایو

میانس امام حسینسؑ ہٹہِ کھش کوٚر ہس تنہِ نشہِ سر جدا   ووڈ ہس کوٗنہہ اوسُس نہٕ تتھ جایو

☆☆☆

یا امام علیک السلام

خلقو ژون وٲری ین معرکہٕ برٕژاے نو   گونہن پننین توبہٕ کٔری تو

ودان تہٕ خالقس پننس عرض کٔری تو   سأری حضرات شفیع أنی تو

یمن عملن میانن متہٕ وچھتو   بنٛدٕ نے پنہٕ نن رحم کرتو

☆

توہہِ نشہِ شاہؑ سنٛز ہمت وچھتو   یُمہٕ سر دیت پنن تتھہٕ أسی موکلو

دِلہٕ دَدِمتہِ تہنٛدی لبل کرتو   ژٕیشہِ ہٕتی اڈٕ گلی تُہنٛدی پھرِ تو

مظلومس امام حسینسؑ باک ترٕ اوتو   چاکاہ دِتھہٕ مرثیہِ پرتو

پوترِ موج فاطمہ زہراؑ یوٚت ییہِ دو   اشہٕ مالہٕ تمی ہے نثار کردو ☆☆

وزن دیگر

ہلہٕ سٔمتھ باکاہ تلِونا   ہیوٕ وٕتھتھ چاکاہ وأ لِونا

ازہو مور کھ شہزادِ اکبر شاہؑ   ٹوٹھ امام حسینؑ أچھ گاہ

کران جولان تہٕ پانہٕ میدان دژاو   نوٗرِ تہنٛدِ پرٕزلیو عرش الہٰ

کرتجن تہٕ کانن ہند گوس انبر کیٚا   خالی روٗزس نہٕ بدنس کانٛہہ جایا

ٲسی کانن پٹھ کان بہان کیٚا   پھوٗسرتہٕ زن گولوٗسرتہٕ ماہ

بڑِ ناداہ لوٗین زِوا ابتا   بابہٕ صاحبوٚ مرنٕز تریشاہ چاو

گوٚبرٕ سند مرن چھُ مأرس کڈرداہ   کوٚر امام حسینؑ واویلا

پوٚرُن حمد تہٕ کوٚرُن شکر اللہ   جامہٕ چاکاہ گٲرتھ توٚتے آو

ووٚڈنس زِنند رِچھہمہٕ کِنہٕ موٗ دہم با   وتہِ پیٹھے کوٚرتھم ژٕے خوابگاہ

اتھ نوٗرس پوٗتر ووندے آہ   یتھ صوٗرژ سپنےٚ بدل کیٚا

☆☆☆

یا امام علیک السّلام

یہِ دنیا تہٕ دُنی یوٗک خانہٕ گرٛشہِ ویران   کیٚا امہِ فانی سرایہِ ہنز بڑانت بٲری زِ تے

یہوے چھُ پرٛتھ بیناس ناپینا کران   برٕچھس نیران صاحب خانہٕ ماری تھے

تتھس نبوٗژ گرس پھوٚر مرگک طوٗفان   دِتہس نہٕ کُنہِ کورِوٚدنہٕ مول مٲری تھے

مارِیَنہٕ ابن زیاد کربلا لافتیٰ ہک جوان   تنہٕ مظلوٗم لاراَسہِ زانٛہہ ژٕج نتے

ہشام لولہٕ امام ہندِ وٕدی تو سوال چھُوِ کران   دون وٕری ین ہند حصہٕ توہہِ نشہِ چھُتے

ٲسی سر سرٕ کران وٕری اوس سوٗران   کینٛہہ سر روٗدنہٕ یام پھو عاشوٗر تھے

اسہِ چھُ قتل عامہٕ کھوتہٕ شب قتلک پھیران   واہ واہ ماتم امام گوٚ کتھہ تِتھے

فاطمہ زہراسٔ عوشرٕ کہِ دوہہ گوس ہنٛزران   یوٗ کنہٕ پرٛتھ مظلوٗمس لاراَسہِ پتے

☆☆☆

کلام مرزا احمد علی طوسیؒ

تس کتھہٕ پرٕ روشن سمسارس　　　　یس آسہٕ آغہٕ مرتضیٰؑ ہیوٗ

تٔمۍ ییٚتہٕ پانہٕ کاٰتیاٰ سوکھ بوٚرو

بوٚینہٕ ژکھ تہٕ حسد تتھ شانس　　　　توے دوٚپہس وٕلی ہو

تمو کیٛاہ پرٛتھ کاٰنسہٕ پیٚٹھ رحم کوٚرو

ژٕجس نہٕ عمرِ دگ زانہہ استخوانس　　　　بدنس نہٕ زانہہ زخمے ئلی ہو

توتہٕ نہٕ زانہہ دِلہٕ نشہٕ تٔمۍ آہ جدا کوٚرو

دِیہٕ ہے پان کنہٕ نٕے مہمانس　　　　ٹکان برونٛٹھ ژونہے گٔلی ہو

یوٚ دکاٰنسہٕ دَیہٕ ناوٕتس صدا کوٚرو

گٔھتۍ رشہٕ زہنہٕ تہنٛدی جہانس　　　　آیہٕ شوٗب کعبس تیٚلی ہو

دٕے پنٕن گرٕتہنٛدٕ نورٕ بوٚرو

تِژھ بوپژھ پہنٛزٕ ے سبحانس　　　　کوٚرن تتھ لرِ......

تِمو تتھ گرٕزوٕن تسلیم کوٚرو

کوٚرن تتھ گرِ نماز تہٕ پانہٕ　　　　مٔنجنس دَیہٕ ناوٕ سآیلی ہو

سُہ فقیر رکوٗعہٕ پیٚٹھہٕ شاہی رآضی کوٚرو

وچھتہٕ چھنہٕ پژھ مکرِ زنانس　　　　یُس آو قطامہٕ ہنٛدِ اتھہٕ ٹٔلی ہو

تمٕی کیوٗ ژھہ ملجم بے ہوش کوٚ رو

دوٚپنس چھم کتھاہ رٕٹی زبن نشہٕ پانس   یہٕ سودا سپنم تیٚلی ہو

مےٚ سارِ عمرِ سارِ یی تمنا بوٚ رو

گرٕ ھنم نہٕ دیٚارتہٕ کینٛہہ چھنہٕ انمانہٕ   سارے کنہٕ گرٕ ھمو علیؑ ہو

أمی دوبأے مأری نم مےٚ زول پھوٚ رو

گوڈٕ کر رتہٕ تہنٛدے ٹیوٚک پانس   یہٕ دل شاد سپنم تیٚلی ہو

پننہٕ گہنہٕ کنہٕ مےٚ قبوٗل کوٚ رو

یا امام علیک السلام

یِی پٔری پٔری کونو اوش ۂری زی   وچھتہٕ کتھ سمسارس یہٕ کیٛا گو

ییٚتہٕ رسوٗل خداینٛ پادشاہ کٔری   تس مرتضیٰ علیؑ وزیری بو

تتھ دولٕ مروان تہٕ یزید پھٔری   شاہ حسنسؑ زہرٕ ستی پھوٚ رز ولکھو

یموٗ دنی یہِکی أسیر خلاص کٔری   تمِ جیل کٔری تھٕ ووٗنٹن پیٚٹھ کھأری کھو

پانہٕ کھیٚو کھنہٕ تہٕ بوچھِ ۂتی سیر ہو کٔری   تمِ روم وشام فاقہٕ پھِر ناوِکھو

یمن دعا پٔری پٔری حضرتن تعویزٕ مٔری   تمِ چیشم زخمہٕ ستی سأری گألی کھو

یمن حضرتنٛ صبرٕ کی موٕ آپری   پھٔری تہنٛدی زہرٕ ستی زألی کھو

یم حضرت فاطمنؓ نندرِ تلٕی میٹھی کٔری کٔری   تمن ڈکنٕے کانٛکی پھل تارِ کھو

یا امام علیک السلام

ووݨی کیا کرِ چھُم مرِ مرِ　　　ووݨی کیا کرِ

حیران گوس دنیاس یِنہِ　　　مسافر ییّتہِ دِن نہِ روز نہِ　　　تتہِ کیا کرِ

ییّتہِ نکیر و منکر تیِنم　　　سوال پرِ ژھنم　　　جواب کیا کرِ

تہِ مےّ کینہہ یاد چھُنہِ　　　یہِ آم کر نہِ　　　ییّمہِ دُݨی یہکہِ گرِ

کفن پارچہِ ژٹنم　　　مےّ اتھہِ کبتھہِ دِنم　　　زِلیکھو دفترِ

دپکھ مےّ قلمےِ چھُنہِ　　　بومیل کتہِ انہِ　　　ییّمہِ میّژِ اندرِ

دپکھ کیا لکھہِ خطس　　　مےّ کینہہ چھم نہِ ژبتس　　　پاونم یاد ذرِ ذرِ

تتھ نال ژٹنم　　　نالی ژھنم　　　سارِی دُݨی یہکی سنگرِ

قبراِ چیرِ نی ہیِم　　　مغز نمو کنی تیِم　　　استخوانن گرشھِ ذرِ ذرِ

یوّ دنے ییّتہِ أش پھشوِ رتیِم　　　تتہِ پشہِ نے پیّیم　　　حمایت چھم أچھن اندرے

☆☆☆☆☆

کلام مرزا اجزاُ اللہؒ

یتھ نفس قفس چھے دنیاتہِ دنیادأرِی ہو　　　زبتھ کیا ارزُتھ عأصیو زگہِ

موکھ کیا دِکھ صاجبس سو کھ گأرِی گأرِی ہو　　　چھک وَتہِ لأج گومت نفسنہِ دگہِ

آوِلنی دُݨی یہکی ووّ لمت چھک گنہگارِی ہو　　　کوِزانہِ واوِلدناو چأنی بوّتھ کبتھہِ لگہِ

پہنٛدِ پرُٛژی زۄ پان گأژتھ زولتھ نارٕ ہو   مرٕ کھے تہٕ کۄٛنہہ نو عاصی یوٚسہ ژٕ تۆت پکہِ
سمسار بے اعتبار رنجوِن سأری ہو   کینٛہہ چھِ بأے دادِ ودان کینٛہہ پو ترٕ دَ گہِ
ژٕ وودوا امام حسینٔس کرو تعزیدآری ہو   یہِ یہنٛدے ودن چھُے آبروٕ سٕتۍ دولگہِ
تس کھورِ تل بِہتھ وَدوزار زاری ہو   دٕہن وایمان سانے تہٕ ہندو شامہٕ کہِ
تتہِ شُترن ہٕنٛدی سٕتۍ وٕنی زبس سأری ہو   چأنۍ غلام صاحبو مأرکھا کہِ اکہِ
تُہنٛد ژھوگ وول نیزٕس خۆلی مکأری ہو   ترٛ وٕنس موٚرمنٛز میدان تا پنہِ زرکہِ
خۆلی ہٕنٛدِ گرِدیٛدِ فأطمن ووٚذ زار زآری ہو   جبرایِٔلہٕ ہٕنٛدِ رٕ چھمتہِ باٛنٛدِٕ تنۆرکہِ
ہٕتھ کو چھِ کأردو ہٕنٛس لگیو پأری ہو   کأنٛسہِ پأری زان گرٕ بے نوترٛ یشہِ دامہٕ اکہِ
راہ تمہِ ساتہٕ کس کیا چارٕ گذاری ہو   ییٚلہِ شاہ حسینؑ نس قأتلس ژھانٛڈ ولگہِ

وزن دیگر

ییٚلہِ شاہ حسینؑ نس قأتلس ووتھ دنہِ کرن تیٚلہِ ہۆلاے ووتھہِ
ییٚلہِ حضرت فأطمہؓ ڈیشہِ تس یوان سودِیہِ بُتھہِ بُتھ سرٕ رٔسۍ تس مٔرس آسہِ گُل ژو
ٹُمتے تہٕ قأتل اسنٛد ووتھہٕ دنہِ ہتھہٕ
امام حسینؑ دستار قأتلس تہنٛدس، شاہ حسینؑ ووڈٕ نۆن سرہتھہٕ ہتھہٕ
واہ رتھ آسہِ پشپان شاہ حسینٔس سرس تہٕ قأتلس تہنٛدس خنجراہ اتھہِ

☆☆☆☆☆

یا امام علیک السّلام

مومنو حمدِ کبن حرفن   تحقیق قدِ رزأنی حضرتنؑ

توے محمُوٗ دِ نشہِ محمدؐ دڑا وو

تیٔلہِ کأ رتُج علمن   لوّب رواج کلمن

یئیلہِ اعلیٰ نشہِ علیؑ دنیا ہس آوو

گٔیہِ کأ رتھُز نبین   مومنن شوٗ ب آیہِ وصین

حضرت فاطمسؑ یئیلہِ امام زاوو

سپن دڑست طوٗ مار شہیدن   گوشانہِ بوٗ ڈسیدن

تس یئیلہِ شُر ہبتھ وتہِ پٹھ نفسے دراوو

تیٔلہِ نٹھ لُج عرشہِ کنگرن   یئیلہِ بیٔنہِ نےکورِ پُشرِ بن

گٔنڈ تھ سلاح کربلا جنگسے دڑاوو

اموب انتہا کوٗ رہمن   تمی حضرت مسلمنؑ

یُس گُن زوٗن کوٗفین اندرڑاوو

تتہِ حلمہِ ستی معصوم   دوست گٔرن سأری دشمن

ارداہ ساس لوٗکھ ہبتھ نماز زِڑاوو

گٔرہس بیعت دگرن   پھیٔر ہس موکھ شام وقتن

ارداہ مو ہنیوٗ ستی نماز گٔرتھ دراوو

گنٔڈٕ ن یام نیتھے مظلوٗ من ژٔ لِس تم تہِ پتہٕ کنہٕ رہزن
پھِر تھ سلام کُن زوٗن فکرِ ژ اوو
لوٚگ مہمہٕ چن اَتھہِ فکرن مےٚ کیا نے لچھِ پھِرِ تے مارٕ ہن
کوٕ زانہِ میانہِ لکھنے امام حسینؑ ما آوو
وچھُن برٕ پیٹھہٕ ژوٗن طرفن گرٕ گُہند گژھٕ بووٗنی کہن
دِیم نہٕ کوٗ ثہمہ اژنہٕ زِلارٕ لدیور کیا آوو
پھیرُن موکھ مٔدہن کُن پاک ذاتن کوٚرن بڑٕ فریاد حضراتن
اَسی زبم خوشنوٗ دیا امام مےٚ لول چون آو

☆☆☆

وزن دیگر

لیس پکہِ عقلہِ ہُند توشہِ ہیتھ حمدٕ چہِ وتے کرِ فکرِ کاروانس ذکر رہبرے
رفیق ہیٚیہِ روزٕ نماز آسہِ پرہیزگار
توتہِ کاٗربون کُن گژھبس گُمہٕ شرمندٕ گی ستی ہووسبس
ترژھ کیتھہٕ ہیکہِ بندگی یتھ خداوند چھُ مستحق ہو

☆

کربلا بچہِ وَتہِ یُس ڈیکھ کنہِ پکہِ تے لدِ بُتھی ہے خاکسترے
کرِلش دِتھ جگرس اَچھن آبشار

رات دوہ تٔیت غم کھێیے   ودان تہٕ ألفٕے رَہے
کتاب دو کھہٕ چی چێپیے ییٚلہِ ہێیہِ پرن سبق تے

☆

واہ ترٛیشہِ ہنٛدِ حسرتہٕ متن آبروتے   نوٚے حأشیہِ لیکھہِ مفسرے
مورکھ بوٚچھِ ہوٚت امام حسینؑ نامدار
ترٛیش اڈٕ کھور بن رٕٹہس   پھیکٚی عباس علیسؑ ژٕٹی ہس
دوٚپہس ترٛیشہِ فراتچہِ چھکھ پرٛاران ناحق تے

☆

علمُک تفسیر لِکھان کاٹُک قلم   پرٛتھ ورقس گوٚ وذرٕ ذرے
دادِ ستمُک نسخہٕ ییٚلہِ سپن تیار
دوٚپہس یا امام یہِ نسخہٕ پانے وچھتن   منٛز جگرس رچھتن
دیٚن مومنن قیأمتس تام پرن سبق تے

☆

امام زِیہِ نسخہٕ ہوپوٚرم سورٕے قبوٗل ہوکوٚرم   التماس اوٗ زِوا کھذرے
ترٛیشہِ قطرس أکی ہے دِیو اختیار
بونو ترٛیش ہوچھے   اڈٕ کجہِ کورِ ہونے
کنہِ فراتچ ترٛیش چھنہٕ اَسہِ لایق تے

☆

یتھ نولسنس زندگی دپن ژ ہہ زِ مرنن زانو بسترے
امام حسینؑ سیکہِ ہنڈ لوٗگ بخار
پزِ نا اشہِ موکھ برٕنس شُری تر یشہِ پرُٔژی دومرٕنس
نوٗرٕ پیشانی کرٕنس کانہٕ ستیٔ شق تے

☆

یتھہِ ظلمہٕ تہٕ ستمہٕ پزِ ناودُن تس گرشِہ نابدنس خاکسترے
آسہِ شمر شاہ حسینؑ نس گرٕ ہے سوار
پیادٕ پگہِ سید ساجدؓ امام زین العابدؓ
یتھہِ حسرتہٕ عاصی یو گرشہِ نادِق تے

☆

سوٗرہٕ نوٗر دپسہِ کِنہٕ آئے حجاب بیب زینبہؑ نیک اخترے
ژتجھن بیپن ہنز سردار
ییلہِ اُس بأندی وان پکان سو بتھہِ نوٗر دِتھ رہان
اُس شرمہِ ستیٔ گرشہان غرقِ عأرق تے

......☆☆☆......

مرثیہ نگاری کا تیسرا دور

۱۲۳۴ھ تا ۱۳۶۶ھ

۱۸۳۶ء تا ۱۹۴۷ء

یااللہ چھُس وچھان چانی عین حکمتا

از ہر دیدہ نرگس ابہر
اُمیک پرتھ برگاہ

حکمۃ العین کور شرح شمہ غنچہ خاموشن
وَنن غوامض ریاضی ذی ہوشن

امادل بے بصیرتس آبِ تاریک فکر خطا

کرمحتاج قدح زن عبہر

یہ اُس الستکہ پیمانہ جام جہان نُما کھوتہ روشن
کورمت دُنیا کہ زہر پیالکی نوشن

(حمد مضمونِ نرگس از حکیم مُلا عبداللہ)

یااللہ نورِ جمالِ یوسف صدیقہ کرتم بینا

سپنہ جوان بخت نن پیر کنعانوؑ
لبہ بیت الاحزانو

مے رود پنن عزؑیز ہے حاُف اُستھ رائے العینا

لوٗ بمس نہ اُستھ قریب نشانو
گیُم سفید چشمہ خون فشانو

لاگہِ سے طول چون ماُلکِ عُزیزا

کھارس از چاہ لُطفکہِ ریسمانے

(حمد مضمونِ یوسفؑ از حکیم مُلا حبیبؐ اللہ)

ژول ناحنۂ کفر دیدۂ عالس   ییٖلہِ کرِ ظہور نوراشرف انبیاؐ

سپُن تہنٛدے رویہِ روشن تہٕ نمود دین اسلام

تس بُت خانو پیٹھٕ صنم نمن کرن سلام

چھُ مَہس داغ بر دِل تہٕ یہے آرزو یا

اوے ہر ماہ گلان تہٕ سپنان ییٖہِ ماہ تمام

گرِ ھم نادرٕ ست نسبتِ ناخن پائے خیرالانامؐ

ماہ سے ربتہٕ پتہٕ گاٹُلتھ پانا   چھُس ژٕندراہ سپنان ظاؔہرہ

اماچھُ تراوان تہنٛدٕ پرٕتھ ناخنِ مبارک   ہر ہفتہ ہلالامہہ کھوتہٕ باہرو

لیکھان تہنٛدِس نعتس دوہس تہٕ راتس   یوٚ دوے گرِ ھنم فرسوٗدٕ نم توتہٕ روزٕ نم ناتمامو

------   ------

کرٕی زے تہندی نعت بصد نمط تحریر نامن

توتہِ روزن ہتہٕ منزِ معطل نمہٕ نمتھ لیکھنہٕ ییہِ اکھاہ

(نعت مضمونِ ناخن از منشی مصطفٰے علی)

سعد اُوس لاگتھ فرعون   دِپان نیز بازن

کریوس تیر باران   مہ وچھوس اعجازن

استھ مسلمان گئے یہودی   رسولہ سند کاہنہ بوز کھنہ ترسا

مُوسایہ اُمتس کورہس نیز اطورا

ژٹہ ناوتھ ید بیضا   سعدن بد بازن

گنڈی نس گراہ نیزن   گراہ دروازن

دیٖتنم نارے تمی گلی وانج چھم دزانے

یتھ ستی اسی گنڈی تھ گلی نورِ تجلی اویزانے

(درد مضمونِ موسیٰ از حکیم مُلا محمد عظیم)

مرثیہ نگاری کا تیسرا اور شاندار دور

موجودہ مرثیہ نگاری کی ابتدا سکھوں کی آخری دور اور ڈوگرہ حکومت کی ابتدا سے شروع ہوتی ہے۔ سال ۱۸۴۸ء میں ڈوگرہ حکومت کشمیر میں قائم ہوئی۔ اس حکومت میں انگریزوں کے طفیل شیعوں کو بھی مذہبی آزادی حاصل ہوئی۔ اور وہ بھی ایام محرم میں گھریلو مجلسوں اور امام باڑوں میں کُھلم کُھلا مرثیے پڑھنے اور ماتم کرنے لگے۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عہد حکومت میں ۱۸۷۲ء میں شیعیان کشمیر کا ایک بار پھر قتل عام ہوا۔ امام بارہ جڈیبل اور شیعوں کے مکانات حسب معمول جلائے گئے۔ شیعوں کی مالی تباہی اس قدر ہوئی کہ وہ ابھی تک اپنی اقتصادی حالت کو دُرست کرنے کے قابل نہ ہو سکے۔ بہر حال امام بارہ جڈیبل از سرِ نو تعمیر کیا گیا۔ مرثیوں کا نیا طرز اور طریقہ ایجاد ہوا۔

اس فن کے موجد حضرت خواجہ حسین میر ہیں جو موضع حبک کے رہنے والے تھے جو کہ ماگام سے کوئی چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ ان کو خداوند کریم نے بچپن سے ہی شاعرانہ دماغ عطا کیا تھا۔ یہ بڑے پارسا اور عابد تھے۔ فن موسیقی سے خوب واقف تھے۔ زمینداری کر کے گذارہ کرتے تھے۔ ایک دفعہ وہ کوئی چیز بیچنے کیلیے سرینگر آئے تھے کہ اتفاق سے ان کا گذر محلّہ بابا پورہ سے ہوا اور حکیم عظیم کے گھر میں سامان بیچ ڈالا۔ خواجہ صاحب کے کاندھے پر ایک بوریا

کا ٹکڑا تھا۔ حکیم صاحب نے پوچھا یہ کیا ہے۔ خواجہ صاحب نے کہا ''وتھرن، وُرن تۂ وَتھرن''، یعنی یہ بوریا ہے جسکو میں بچھاتا ہوں اور اوڑھ بھی لیتا ہوں۔ اس شاعرانہ جواب سے حکیم صاحب بہت محظوظ ہوئے اور خواجہ صاحب کو احترام کے ساتھ اپنے گھر چند دنوں کیلئے مہمان رکھا۔ تعلقات بڑھتے گئے اور خواجہ صاحب نے ہی حکیم عظیم اور منشی محمد یوسف صاحب کو مرثیہ کہنے کی ترغیب دی اور مرثیہ کہنے کے طریقے سکھائے۔

جیسا کہ پہلے کہا گیا ہے کشمیری ''چھکر'' اجتماعی طور گایا جاتا ہے۔ ایک آدمی شعر کا ایک حصہ کہتا ہے تو باقی آدمی جو دائرہ کی شکل میں بیٹھتے ہیں شعر کا باقی حصہ اونچی آواز میں پڑھتے ہیں۔ اس وقت بھی یہی طریقہ مروّج ہے۔ خواجہ حسین میر نے بھی عوام کے رجحان طبیعت کو مدنظر رکھکر مرثیوں کے پڑھنے کے طریقہ کو بھی اس اصول کے تحت رکھدیا، مگر مرثیوں کے وزن میں ایسا تغیر و تبدل کیا، جس سے مرثیوں اور گانے میں فرق پیدا ہوگیا۔ یہ ردّ و بدل اسلئے کیا گیا تاکہ مرثیوں کے پڑھنے میں غنا کا شائبہ موجود نہ رہے کیونکہ غنا شرعاً ناجائز اور حرام ہے۔

اس دور کے مراثی میں ہر ایک مرثیہ کا نام جدا اور الگ ہوتا ہے، یہ ایک ایسی نمایاں خصوصیت ہے جو کہیں اور نہیں پائی جاتی ہے۔ مرثیوں کے مختلف نام ہیں مثلاً آفتاب، ماہتاب، ستارہ، آب، آتش، خاک، باد (ہوا)، گلزار، نرگس، سمن، ریحان، لالہ، ابرو، دماغ، مو، رو، گوشچشم، جسم، دل، عروق، دست، پاے انگشتری،

لب، مشک، خاموشی، سکندری، کیمیا، دریا، زراعت، نردبان، ہما، صدیق، راہ، بہار، نوروزی، شیر، اسد، مدرسہ، چاہ، کوہ، موسیقی تنجیم، جفر، کاغذگری، لباس، پیری، در، قاضی، کبوتری، شطرنج، بے نقطہ، کعبہ، معراج، کربلا، نخل طور، موسیٰؑ، عیسیٰؑ، گوی، آئینہ، خوف، کفرواسلام، دل، تعویز، کشتی، شیشہ وغیرہ وغیرہ۔

مرثیہ کا نام ادائیگی مضمون پر بہت اثر رکھتا ہے۔اس نام کے ساتھ جتنے محاورے استعارے اور صنعتیں وابستہ ہوں، ان سب کو شاعر اس انداز اور خوبی سے بیان کرتا ہے جس سے فصاحت اور بلاغت دوبالا ہو جاتی ہے اور حسن کلام پر انسان عش عش کر اٹھتا ہے۔ان خوبیوں کو ہم آگے مرثیوں کے تبصرہ میں وضاحت سے بیان کریں گے۔

اگر کسی شاعر نے کسی موضوع پر مرثیہ کہا ہو تو اس نام پر دوسرا شاعر مرثیہ نہیں کہتا ہے، کیونکہ ایسا کرنا بہت ہی معیوب تصوّر کیا جاتا ہے اور شاعر کی توہین ہے اور ایسے شاعر کو سارق سمجھا جاتا ہے۔اگر کسی شاعر نے ایسا کیا ہے تو یہ اس صورت میں کیا گیا ہے جبکہ شاعر کو یقین ہوگا کہ وہ مضمون کو اپنے پیشرو کے مقابلے کمال تک پہنچا سکتا ہے، بہرحال ایسی مثالیں بہت ہی کم ہیں۔

ہر ایک مرثیہ کے بند (حصے) ہوتے ہیں، جنکو چھیر کہتے ہیں۔چھیر اس سوٹی کو کہتے ہیں جو جولاہے اور قالین باف کپڑا اور قالین بننے میں استعمال کرتے ہیں۔یہ اوپری اور نچلی تاروں کو جدا کرتی ہیں۔مرثیوں میں چھیر فصل کے معنوں

میں استعمال ہوتا ہے۔

بندوں کی تعداد مختلف ہوتی ہے مگر کوئی مرثیہ پانچ چھ بند سے کم نہیں ہوتا ہے۔ پہلے بند میں شاعر خدا کی حمد وثنا کرتا ہے اور اپنی کوتاہیوں اور گناہوں کیلئے بارگاہ رحمت میں دعا اور استغفار کرتا ہے۔ دوسرے بند میں نعت ہوتی ہے۔اس میں رسول مقبول ﷺ کے مناقب اور فضائل بیان ہوتے ہیں۔تیسرے بند سے مدح شروع ہوتی ہے۔اس میں اہل بیت اطہارؑ اور ائمہ طاہرین کے کمالات، اخلاق اور معجزات کا تذکرہ ہوتا ہے۔ اسکے بعد شہادت کربلا کے واقعات درج ہوتے ہیں۔

ہر ایک چھیر (بند) کے ابتدا میں دو شعر ہوتے ہیں۔ان میں ہر ایک شعر تین، چار یا پانچ حصوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ان دو شعروں کو برخاست (اٹھنا) کہتے ہیں۔ان کے الفاظ اور وزن ایسا ہوتا ہے کہ پڑھنے کے وقت آواز بتدریج اونچی ہوتی جاتی ہے۔ان ہی اشعار سے مرثیہ خواں مرثیہ پڑھنا شروع کرتا ہے، ان کے بعد اور شعر شروع ہوتے ہیں جن کا وزن اور قافیہ برخاست کے شعروں سے بالکل مختلف اور جدا ہوتا ہے۔ان کو ''گت'' یعنی گیت کہتے ہیں۔ یہ شعر دو یا دو سے زیادہ ہوتے ہیں۔ حضرت خواجہ حسین میر کے مرثیوں میں گت کا ایک ہی شعر ہوتا ہے۔ لیکن بعد کے شعراء نے تعداد بڑھا دی، مگر دو شعروں سے کم گت نہیں ہوتا ہے۔

گت کے بعد ایک اور شعر ہوتا ہے، جس کا وزن اور قافیہ پہلے تمام شعروں سے الگ ہوتا ہے، اس کو ''کریکھ'' (صدا) کہتے ہیں۔ اس کا وزن، قافیہ اور الفاظ کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ یہ شعر بلند آواز کے بغیر ہرگز پڑھا نہیں جا سکتا ہے۔

اسی لئے اس کو ''کریکھ'' کہتے ہیں، کیونکہ یہ اونچی آواز میں پڑھا جاتا ہے۔ یہ شعر تین، چار یا پانچ حصّوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کے بعد اور شعر شروع ہوتے ہیں، ان کی تعداد دو یا دو سے زیادہ ہوتی ہے۔ ان کا وزن اور قافیہ بھی اگلے شعروں سے مختلف اور جدا ہوتا ہے۔ ان کو دوسری ''گت'' (گیت) کہتے ہیں۔ آخر میں ایک اور شعر ہوتا ہے، جس کو ''نشست'' (بیٹھنا) کہتے ہیں۔ اس کا وزن، قافیہ اور ترکیب بھی جدا ہوتی ہے۔ الفاظ اور وزن کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ یہ پست اور دھیمی آواز میں پڑھا جاتا ہے۔ یہ کسی بھی صورت میں اونچی آواز میں پڑھا نہیں جا سکتا ہے۔ اس پر چھیر (بند) ختم ہو جاتا ہے۔ مرثیہ کے باقی بند اسی طرح اسی وزن، قافیہ اور ترکیب کے ہوتے ہیں۔

ہر ایک مرثیہ کا نام، وزن، قافیہ اور واقعات دوسرے مرثیہ سے الگ اور جدا ہوتے ہیں۔ اگر کسی شاعر کے کسی مرثیہ کا وزن یا واقعات دوسرے شاعر کے کسی مرثیہ کے جیسے ہوں تو یہ سخت عیب تصوّر کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی نے ایسا کرنے کی جرأت یا حماقت نہیں کی ہے۔ شہادت کے واقعات گو اصل میں ایک ہیں مگر ان شاعروں نے اپنے اپنے مرثیوں میں اس طرح پیش کیے ہیں کہ ظاہر

ہیں نگاہوں میں جدا معلوم ہوتے ہیں۔شاعر کا ہرایک مرثیہ اپنے دیگر مرثیوں سے وزن، قافیہ، نام اور واقعات کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔

مرثیہ کا جو نام رکھا ہوا سی نام کے مطابق عام طور پر مصائب بھی بیان ہوتے ہیں۔اس کا اندازہ قارئین خود لگا سکتے ہیں۔جب ہم شاعروں کے کلام کے نمونے آگے پیش کریں گے۔

جب کوئی شاعر مرثیہ تیار کرتا تھا تو وہ اس مرثیہ کو کسی ذاکر کے نام منسوب کرتا تھا۔وہی ذاکر یا روضہ خوان اس مرثیہ کو معرکوں یا ماتم سرایوں میں پڑھ سکتا تھا۔کوئی دوسرا شخص نہیں۔ بالفاظ دیگر اس ذاکر کو اس مرثیہ کے جملہ حقوق حاصل ہوتے تھے۔چنانچہ ایک دفعہ ذاکر اصغر صوفی نے امام بارہ جڈی بل میں دوسرے ذاکر کا مرثیہ پڑھا، اس پر صوفی صاحب کے خلاف مقدمہ ہوا اور عدالت سے ایک ہزار روپیہ کا جرمانہ ہوا۔

شاعر خود مرثیہ نہیں پڑھتے تھے، ان کا کام مرثیہ کہنا ہوتا تھا۔مرثیہ پڑھنا ذاکروں سے تعلق رکھتا تھا۔ذاکروں کا پیشہ بھی موروثی ہے۔امام باڑوں میں ہر ایک ذاکر کے لئے مرثیہ پڑھنے کا دن، وقت اور جگہ جہاں وہ کھڑا ہوتا تھا مقرر ہے گو اس وقت اس میں تبدیلی آگئی ہے مگر پرانا طریقہ بہت حد تک ابھی جاری ہے۔ ہرایک ذاکر کی اپنی ٹولی ہوتی ہے، جن کو پست خوان کہتے ہیں یعنی وہ جو نیچے بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔جب ذاکر مرثیہ پڑھنے کیلئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کی

اپنی ٹولی یعنی پست خوان حلقہ کر کے اسکے سامنے بیٹھتی ہے۔ جب ذاکر شعر کا کچھ حصہ پڑھتا ہے تو باقی حصّہ پست خوان بلند آواز میں پڑھتے ہیں۔

اس کے علاوہ مرثیوں کی دو اور اقسام ہیں، جن کو "وان" اور "روان" کہتے ہیں۔ ان دونوں میں صرف مصائب کا بیان ہوتا ہے۔ حمد، نعت اور مدح نہیں ہوتا ہے۔ وان برخاست سے شروع ہوتا ہے۔ اس کا ایک ہی گت ہوتا ہے اور آخر میں نشست ہوتا ہے۔ جبکہ روان اکثر گت سے شروع ہوتا ہے اور آخر میں نشست ہوتا ہے، جس پر بند ختم ہوتا ہے۔ وان اور روان آہستہ پڑھے جاتے ہیں۔ یہ صوفیانہ طرز پر پڑھے جاتے ہیں۔ عموماً وان مرثیہ ختم ہونے پر پڑھا جاتا ہے۔

زیر نظر زمانے میں مرزا محمد علی مرحوم نے عزاداری کے سلسلے میں رُوپیہ پانی کی طرح خرچ کیا۔ آپ صحیح معنوں میں عاشقِ امام حسینؑ تھے۔ آپ نے پہلی دفعہ اپنے مکان واقع نمچہ بل (فتح کدل) سے ذوالجناح کا جلوس عاشورہ کے دن نکالا اور بہت عرصہ تک ہر سال اسی طرح نکالا جاتا رہا۔ آپ نے مکان میں علیحدہ کمرہ رکھا تھا۔ جہاں شبِ عاشورہ قران خوانی ہوتی تھی۔ آج کل لوگ یہاں شبِ عاشورہ کو فاتحہ پڑھتے ہیں اور نذر و نیاز بھی چڑھاتے ہیں۔

شبِ عاشورہ کو آپ غسل کر کے گھر کے کتے ہوئے پشمینہ اُون کا کرتہ پہنتے تھے اور ذوالجناح کے بارے میں اتنی احتیاط کرتے تھے کہ اس کی لگام ہاتھ سے

نہیں بلکہ آستین سے تھام لیتے تھے۔ شبِ عاشورہ کو آپ کے مکان پر مجلس ہوتی تھی۔ رات کے تین بجے ذوالجناح نکالا جاتا تھا۔ اس کے ساتھ کچھ مشعلیں بھی روشنی کے لئے ہوتی تھیں اور چند اشخاص ساتھ ہوتے تھے۔ جو آہستہ آہستہ کلمہ توحید پڑھتے جاتے تھے۔ اس مختصر جلوس میں نہ نوحے پڑھے جاتے تھے اور نہ ماتم کیا جاتا تھا۔ یہاں سے روانہ ہوکر یہ مختصر سا جلوس کمانگر پورہ پہنچ کر مرحوم سید اصغر شاہ جلالی کی حویلی میں داخل ہوتا تھا۔ وہاں سے فارغ ہوکر ذوالجناح امام باڑہ جڈی بل لایا جاتا تھا جہاں پر جلوس ختم ہوتا تھا۔ عاشورہ کے روز دن بھر امام باڑہ میں مرثیے پڑھے جاتے تھے اور چار بجے دن کو پھر ذوالجناح کو جلوس کی صورت میں امام باڑہ لایا جاتا تھا۔ اس کے بعد مجلس ختم ہوتی تھی اور لوگ زیارت کر کے گھروں کو واپس جاتے تھے۔ یہی طریقہ گاؤں میں بھی رائج تھا۔

سال ۲۰-۱۹۱۹ء کا واقعہ ہے کہ حسبِ معمول مرزا مرحوم کے مکان سے ذوالجناح نکالا گیا۔ اس سال راقم کے بھائی حکیم علی اور دوست وزیر ولایت علی خان کالج میں پڑھتے تھے۔ اسی سال ہم تینوں مرزا مرحوم کے مکان پر ذوالجناح دیکھنے گئے۔ جب ذوالجناح شارع عام پر لایا گیا تو میاں غلام محمد خان اور اُن کے رشتہ دار مرحوم یوسف علی خان بھی سڑک پر آئے۔ میاں صاحب نے آتے ہی نوحہ پڑھنا اور ماتم کرنا شروع کیا۔ ہم نے بھی ان کی متابعت کی۔ اور سب ماتم کرنے لگے۔ چونکہ یہ خلافِ معمول تھا اس لئے مرزا محمد رضا مرحوم نے جو اس

مختصر جلوس کے منتظم تھے خان صاحب کو ایسا کرنے سے روکنا چاہا مگر خان صاحب رُکنے والے نہ تھے۔ اُنہوں نے گرج کر مرزا کو خاموش رہنے کی ہدایت کی اور ماتم کرتے گئے۔ جب نوحہ اور ماتم کا شور ہونے لگا تو لوگ اپنے مکانوں کی کھڑکیاں کھول کر تعجب اور حیرت سے دیکھنے لگے کیوں کہ اُنہوں نے ایسا طریقہ دیکھا ہی نہ تھا۔ اب جلوس آہستہ آہستہ جا رہا تھا اور میاں غلام محمد اور مرحوم یوسف خان نوحہ پڑھتے جاتے تھے اور ہم سب ماتم کرتے جاتے تھے۔ جب ذوالجناح کے آنے میں دیر ہوئی تو کمانگر پورہ والوں نے دریافتِ حال کے لئے آدمی بھیجے۔ لیکن جو جو آدمی آتا تھا وہی جلوس کے ساتھ شامل ہو جاتا تھا۔ جب ذوالجناح کمانگر پورہ پہنچا تو جو لوگ وہاں جمع تھے وہ بھی جلوس میں شامل ہوئے۔ اس طرح جلوس بڑھتا گیا اور طلوع آفتاب کے قریب جلوس جڈی بل پہنچ کر ختم ہوا۔

جب دوسرا سال آیا تو تمام مسلمانوں کی یہی خواہش تھی کہ جلوس دن کو نکالا جائے۔ اسی سال حکومت نے ریشم خانہ کے مسلمان مزدوروں کے خلاف فوج بھیجی تھی جس نے کئی مسلمانوں کو بلا وجہ زخمی بھی کیا تھا۔ اس لئے تمام مسلمان متحد ہوئے تھے اور حکومت سے سخت ناراض تھے۔ اس وقت ذوالجناح کا انتظام وغیرہ مرحوم سید حسین شاہ جلالی کے ہاتھ میں تھا۔ حکومت نے اُن کے نام حکم نافذ کیا کہ ذوالجناح حسب معمول رات کو نکالا جائے اور خلافِ معمول کوئی اقدام

نہ کیا جائے۔ اُنہون نے کہا کہ ہم دن کو جلوس نکالیں گے جس طرح اور ملکوں میں نکالا جاتا ہے۔ اگر ایسا کرنے نہ دیا جائے تو ہم بطور احتجاج ذوالجناح کا جلوس نہیں نکالیں گے۔

مختصر یہ کہ جب صبح کے سات بجے تو لوگوں کا کافی بڑا ہجوم جمع ہوا۔ چند حضرات زیارت کلاشپورہ سے قران کریم اور دو جھنڈے لائے اور جلوس نکالا۔ لوگ اس کثرت سے اس جلوس میں شامل ہوئے کہ اتنا بڑا جلوس آج تک دیکھنے میں نہیں آیا۔ یہ جلوس شام کے سات بجے امام بارہ جڈی بل میں ختم ہوا۔ اُس وقت سے اب تک جلوس دن کو ہی نکلتے ہیں۔

بہرحال اس دور کے سرکدہ مرثیہ نگارون کی سوانح حیات اوران کے کلام کے چیدہ اقتباسات اردو ترجمے کے ساتھ ناظرین کے لیے پیش کیے جاتے ہیں۔

نوٹ: مرثیہ کے اس اسلوب کو پروان چڑھانے میں اس عہد کے سیاسی استحکام اور کشمیر میں شیعہ فرقے کو ملنے والی آزادی کا اہم رول رہا ہے۔ ارتقا کے اس عمل میں تاخیر کے اسباب اس انتہائی جبر ومحکومیت میں تلاش کئے جاسکتے ہیں جو اس فرقے کا مقدر بن چکا تھا۔ وگرنہ کسی صنف میں ایک مخصوص عہد میں پنپنے والا نیا اسلوب فنکار کی جولانی طبع یا تازگی فکر کا ترجمان ہوتا ہے۔ درحقیقتاً یہ تراش خراش کے لامتناہی سلسلے کی کسی خاص فنکاری میں کلی دریافت کا نتیجہ ہوتا ہے۔ تنیجتاً کہا جاسکتا ہے کہ لوگوں اور تہذیبوں کے باہم روابط ایسی تبدیلیوں کا وسیلہ ہوتے ہیں۔ یہ

اصول فن وادب کی تمام کاوشوں پر منطبق ہوتا ہے۔

عصر حاضر میں مرثیہ پر سرسری نظر ڈالنے والوں کے اعتراضات کی گہرائی میں جائیں تو اس صنف کی تربیتی اور اخلاقی اہمیت کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ایسے ماحول میں جہاں علم چند لوگوں کی میراث ہو، کشمیری مرثیے اسلام اور اس کے بنیادی ارکان سے واقف کرانے کا بہترین ذریعہ رہے ہیں خواہ یہ حدیث کی شکل میں ہوں یا عقیدے اور تاریخ کی شکل میں۔ مزید برآں شاعروں کے علم و تدبر نے اسے عہد وسطی کے علوم اور سائنس کا خزانہ بنا دیا تھا۔ یہ امر قابل غور ہے کہ چند کردار و واقعات پر مرکوز کرنے کے باوجود انہوں نے اپنی تخلیق کو ایک بوجھل اور بے روح شے بننے سے بچائے رکھا۔ کشمیری مرثیے کے اس نئے اسلوب کی چند اور خصوصیات حسب ذیل ہیں:

۱) کشمیری مرثیے لازمی طور پر مجلسوں کے لئے ہیں لیکن ان کی جو شکل اس عہد میں سامنے آئی وہ یقینی طور پر بالخصوص اور حمد و نعت والے حصے میں elitist ہے۔ ان حصوں کے محرکات خالص دانشورانہ ہیں جذباتی نہیں، جیسا کہ مرثیے کے آخری حصے 'درد' سے ظاہر ہے۔

۲) حمد اور نعت کے حصے میں تشریح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ یہ ظاہری مفہوم اور بین السطور کے باہمی تعلق کا اظہار ہے۔ یہ فرق اسلئے ہے:

ظاہری معنی لفظ سے نکلتے ہیں جبکہ آواز، فقرہ یا مکمل فن پارہ اصل مفہوم تک رسائی حاصل کرنے میں معاون ہوتا ہے۔

ظاہری معنی قواعد کی مدد سے سمجھے جاسکتے ہیں جبکہ اصل مفہوم تک رسائی کے لئے پس منظر سے واقفیت کا ہونا لازمی ہے جو مرثیہ کی حد تک اسلامی دنیا کا مذہبی اور معاشرتی پس منظر ہے۔

بظاہر معنی کا مخاطب ایک کردار ہوتا ہے لیکن وسیع تر معنی کا تخاطب بیک وقت کئی کرداروں سے ہوتا ہے۔

چند خاص مرثیہ نگاروں نے ایسے پیکروں کا استعمال کیا ہے جس سے تجرد اور ابہام کی ایک باریک سی پرت بن گئی ہے۔ اس کی بہترین مثال حکیم ملاّ عبداللہؒ کے مرثیہ 'نرگس' میں دیکھنے کو ملتی ہے۔

۳) مختلف صنائع بدائع کا اخلاقانہ استعمال مرثیہ نگاروں نے استعاراتی حسن پیدا کرنے کے لئے جابجا مرثیوں میں کیا ہے جس سے کشمیری مراثی میں مزید شاعرانہ حسن آ گیا ہے۔ ان پیکروں نے یکسانیت اور بے رنگی سے باہر نکلنے میں مرثیہ نگاروں کی بڑی مدد کی اور یوں مختلف شاعروں کو مختلف موضوعات پر اپنے اخلاقانہ جوہر دکھانے کا بھرپور موقع میسر ہوا۔ موضوعات کے اعتبار سے الفاظ کی موزونیت نے زبان اور اظہار کو نئی اور بے مثال بالیدگی عطا کی۔ اس کی کچھ بہترین مثالیں مرثیہ کے حمد و نعت والے حصے میں، حکیم ملاّ عظیمؒ کے 'شیر' اور منشی مصطفی علیؒ کے 'ناخن' نامی مرثیہ میں موجود ہیں۔

۴) دوراز کار تشبیہات کو بہت زیادہ اہمیت دی گئی۔ دراصل متنوع داخلی کیفیات کے لئے ایسی تشبیہات اور استعارات کا استعمال ناگزیر تھا۔

۵) تشبیہات کے ساتھ ساتھ حسن الفاظ پر خاطر خواہ توجہ دینا بھی مرثیہ کے وزن کے لئے ضروری تھا۔ وزن کے فقدان کے سبب کئی مرثیے آج پڑھے بھی نہیں جاتے۔ مرثیہ کا وزن طے کرنا مشکل کام تھا جس کے لئے ذاکر کا تعاون اشد ضروری تھا۔ کہا جاتا ہے کہ مشہور شاعر مرزا ابوالقاسمؒ نے اپنے خسر خواجہ اکبر مرحومؒ سے اس بات کا گلہ کیا تھا کہ وہ مشورۂ سخن کے لئے ان کے بجائے ملاّ خاندان کے شاعروں سے ملتے رہتے ہیں۔ یہ بھی اہم ہے کہ ذاکروں کو کسی خاص شاعر کا لکھا مرثیہ پڑھنے کے عوض مالی منفعت بھی ہوتی تھی جسے ہدیہ کہا جاتا تھا۔ بیسویں صدی کے اوائل تک یہ ہدیہ ذاکروں کی مجلسوں سے ہونے والی پیشہ ورانہ آمدنی سے بھی بڑا ذریعہ ہوا کرتا تھا۔

۶) غیر معمولی کرداروں اور اعلیٰ اصولوں کی ترجمانی کرنے والے بلند افکار و خیالات تمام

مرثیوں میں رواں دواں ہیں۔

۷) ہیئت و مواد کے اعتبار سے مراثی بیک وقت انسانی کمزوری، انکساری اور سفا کی کا آئینہ ہیں اور جہان فانی کی ہر شے کی ناپائیداری کا اعلانیہ بھی۔

۸) مرثیہ کے حصہ 'درد' میں اذیت والمنا کی کے نہایت کامیاب بصری پیکر دیکھنے کو ملتے ہیں جو اخلاقی کے اعتبار سے کشمیری شاعری میں نایاب ہیں۔

۹) لفظیات شہری اشرافیہ کی ہیں جسے لاشعوری طور پر بعد کے قصباتی مرثیہ نگاروں نے بھی اپنایا، بلکہ دیہاتوں اور مضافات میں رہنے والے کئی شاعروں کی لفظیات کا شروع میں مذاق بھی اڑایا گیا۔ اس عہد میں مرثیہ کی زبان خالص نہ ہوکر عربی فارسی کشمیری یہاں تک کہ سنسکرت سے بھی مستعار تھیں۔ یہی سبب ہے کہ مرثیہ کا ایک بالکل نیا اسلوب وجود میں آسکا۔ قارئین خود اس کتاب میں شامل مرثیے کے ترجمے' کا مطالعہ کرسکتے ہیں۔ (سمیر ہمدانی)

خواجہ حسین میرؒ مرحوم

آپ موضع ہبک کے رہنے والے تھے، جو ما گام سے کوئی چار میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ آپکی صحیح تاریخِ ولادت معلوم نہیں، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ آپ ۱۷۹۰ اور ۱۷۹۲ء کے درمیان پیدا ہوئے۔ کیونکہ جب مہاراجہ گلاب سنگھ نے ۱۸۴۶ء میں کشمیر پر قبضہ کیا تو آپ بوڑھے ہو چکے تھے۔ آپکو خدا نے بچپن سے ہی شاعرانہ دماغ عطا کیا تھا۔ آپ نے گاؤں کے مکتب میں قرآن شریف پڑھا اور مذہبی تعلیم حاصل کی تھی۔ علم موسیقی میں آپکو کافی مہارت تھی۔ زمینداری اور مزدوری کر کے گذارہ کرتے تھے۔ آپ ہمیشہ ہی غریب رہے۔ ایک دفعہ آپ سرینگر کچھ سامان بیچنے کے لئے آئے تھے۔ آپ کا گذر محلّہ بابا پورہ میں سے ہوا، جہاں وہ سامان آپ نے حکیم عظیم کے گھر میں بیچدیا۔ آپ کے کاندھے پر ایک چھوٹا سا بوریا تھا۔ حکیم صاحب نے پوچھا یہ کیا آپ نے کاندھے پر رکھا ہے۔ خواجہ صاحب نے جواب دیا ''وِتھرن، وُرَن تہٕ وتھرن''۔ یعنی کہ یہ بوریا ہے جس کو میں بچھاتا بھی ہوں اور اوڑھ بھی لیتا ہوں۔ اس شاعرانہ جواب سے حکیم صاحب بہت ہی محظوظ ہوئے اور آپ کو انکی شاعرانہ قابلیت کا احساس بھی ہوا۔ چونکہ حکیم صاحب خود شاعرانہ مزاج کے آدمی تھے، اسلئے خواجہ صاحب کو اپنے ہاں چند دنوں کیلئے مہمان رکھا۔ واقفیت بڑھتی گئی اور پھر اُنہیں مہینوں اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ خواجہ صاحب نے ہی حکیم صاحب اور منشی محمد یوسف

صاحب کومرشیے کہنے کی ترغیب دی اور اس کے رموز اور قوائد سکھائے۔ کہتے ہیں کہ خواجہ صاحب بابا پورہ ہی میں فوت ہوگئے۔ ان کا جنازہ یہاں سے ہبک لے جایا گیا۔ حکیم صاحب اور دیگر سر برآوردہ حضرات بابا پورہ ان کے جنازے کے ساتھ گئے۔ جنازہ خواجہ صاحب کے آبائی مقبرہ میں دفن کیا گیا۔ حضرت خواجہ حسین میر موجودہ فن مرثیہ نگاری کے موجد ہیں۔ جو ترکیبیں اس وقت رائج ہیں وہ ان ہی کی اختراع کردہ ہیں۔ آپ کو موجودہ مرثیہ نگاری کا استاد تسلیم کیا گیا ہے۔

آپ کے مرثیہ حسب ذیل ہیں:-

آئینہ، اسم اللہ، ہما، رمل، عابد، کمان، حق، نور، غلات ونعمات، صحرائے معرفت، خوشنوا، جواہر، سر وحدت وغیرہ۔

یہاں پر ان کے دو مرثیوں کے چند اقتباسات درج کیئے جاتے ہیں۔

نوُر

حمد

یا نورالسمٰوات والارض نوُر چون ہر جا گران تجلی   ذرِ تمیک شمس الضحیٰ

اے ستی ہر شے سپن منجلی   پر تو اا کھ چھس بدر الدّ جا

کوّرتھ عالم روشنے   یتھ چائی حکمت ڈیشنے

تھاُ وتھ وحدۂ ژپنہٖ نے کثرت گواہ

شوٗ بی ثناپاک ذاتس

ژٖ تیژٖاپانے بے نیازا

☆

تفہیم الفاظ:

سمٰوات=آسمان   ارض =زمین   تجلی=روشن   شمس الضحیٰ=روشن آفتاب   منجلی=روشن

پرتو=چمک   بدر=چاند   دجا=اندھیری رات۔

ترجمہ

اے خدا تمہارا نور ہر جگہ کو روشن اور منوّر کرتا ہے۔ اس نور کا ایک ادنیٰ ذرہ آفتاب ہے، جس سے ہر شے روشن ہے۔ اس آفتاب کی روشنی سے چاند روشن ہوگیا۔ جس سے رات کو دنیا روشن ہو جاتی ہے تا کہ ہر ذی حیات تمہاری حکمت اور قدرت کو دیکھ سکے۔ اے خدا تو واحد ہے اور تمام اشیاء تمہاری وحدت کی گواہی دے رہی ہیں۔ اے ذات پاک اور بے نیاز خدا تم ہی کو ہر ایک تعریف سجتی ہے۔

نعت ومدح

تمے نوٗرِ نشہِ حضرتؐ تہٖ شاہٓ درٗ او مدعائے کلی   تم زٖ اُسی اکوے۔ تتھہٖ چھِ لفظ ومعنیٰ

ابو نفس محمد مصطفیٰؐ مرتضیٰ علیؑ   تتھے۔ تتھہٖ گلابس منٗز چھِ بو یا

جدا اُسے اُسکھ نہٖ دونے   زن اُسی روح تہٖ بدنے

نفس رسولؐ چھُ مدعائے انفسنا

کیاہ کری زِ تعریف تتھ شانس

شاہؑ سند وَنہٕ مواکھ معجزا

تفہیم الفاظ:-

مدعائے انفسنا = مراد حضرت علیؑ۔ قرآن مجید کے آیۂ مباہلہ کیطرف اشارہ جس میں خداوند کریم نے حضرت علیؑ کو نفس رسولؐ قرار دِیا۔

ترجمہ

اُس نور خدا سے حضرت محمدؐ اور علی مرتضیٰؑ کا نور پیدا ہوا۔ یہ دونوں حضرات ایک ہی تھے۔ جس طرح لفظ اور معنی ہوتا ہے۔ حضرت علیؑ جناب رسول خداؐ کے نفس تھے۔ جس طرح سے گلاب میں بو ہوتی ہے۔ وہ ایک دوسرے سے الگ نہ تھے، جس طرح سے روح اور بدن جدا نہیں ہوتا ہے۔ آیۂ کریمہ 'انفسنا' کا مفہوم نفس رسولؐ حضرت علیؑ ہے۔ حضرت علیؑ کا مرتبہ اور بزرگی کی تعریف مجھ سے کس طرح بیان ہوسکتی ہے۔ ان کا ایک معجزہ بیان کرتا ہوں۔

☆

مصائب

بۄ زم ییلہِ سُے نۆ رژۆٹ ابن ملجمی قاتلی　واہ سرِ پٹھ لاۓنس شمشیرا

کۆ رنہٕ نبہٕ دُب عالمس، عرشکی قبہٕ گئے ہٕلی　ییلہِ خۆنس منز پھوٚ دیہِ شیرا

سُے چھوک لوؔگ ملکنے ژھرؔ ٹھ دِتی کھہٕ پیٹھ فلکنے

وٕ ژاٲکے کرٕ یکھ عالم بالا

ہے ہے پھٹرٕ ی تھہٕ گٔیہٕ شاہ حیدرؑ

روزٕ دار مور کھسون پادشاہ

ترجمہ

افسوس! جب ابن ملجم نے حضرت علیؑ کے سر مبارک کو تلوار مار کر اُس نور خدا کو کاٹ دِیا تو اس وقت دنیا ہل گئی اور آسمانوں کے گنبد ہلنے لگے۔ جس وقت شیر خداؑ خون کے دریا میں غرق ہوئے۔ اُس ضرب سے ملائکہ نے آسمانوں پر ماتم کیا..

اسم اللہ

حمد

اسم اللہ چھُ اسماہ اعلیٰ گوڈٕ یہوے لوحس لیکھنہٕ آوو

تاج کلمک چھُ لا اِلہٰ اِلا اللہ رواج اسلامس اوے آوو

چھُنہٕ یُتھ کانٛہہ اِسماٚ چھِس تابع سارٕ ی اَسماٚ

یہ چھُ اسماہ اعظمو کیا بوٚے صفت کرٕ ی تھہٕ زانے

امہٕ کِسں مسماس کانٛسہٕ لوٚب نہٕ پے

ونن بے جا کیوٚ نہہ چھُ تہٕ کیٚا

ترجمہ

خدا کا نام سب ناموں سے بزرگ اور اعلیٰ ہے۔ پہلے ہی لوح محفوظ پر لکھا گیا ہے کہ کلمہ کا تاج لا الہٰ الا اللہ ہے۔ اسی لئے دین اسلام نے رواج پایا۔ اس جیسا کوئی دوسرا نام نہیں ہے اور اس کے تابع باقی تمام اسماء ہیں۔ اس صاحب نام کا کوئی واقف نہیں ہوا۔ اس لئے یہ کہنا کہ وہ کیسا اور کیا ہے فضول ہے۔

نعت

الحق چھُ برحق محمد رسول اللہؐ نکھہٕ نکھہٕ اتھ اسمس یُہوے کیٚا آوو

کیٚا تارکاہ انبیان منز بو بارک اللہ فرمان فرقان تس پٹھ آوو

کوٚرُن مشرّف ارض وسماءٗ عرش اعظمن تہٕ لوٚب عظمیٰ

والہٕ ہن نے ٹکان بیٚیہٕ قدمو کھسہٕ ہے زمین آسمانے

جبرائیلؑ جنابہٕ ہنٛدِ وسہٕ نک نٔے وعدٕ دِیہٕ ہے

زمین تہٕ آسمان میلہٕ ہے بونا

ترجمہ

یہ سچ ہے کہ حضرت محمدؐ اللہ تعالیٰ کے حقیقی اور برگزیدہ پیغمبر ہیں۔ خدا کے اسم کے نزدیک حضرت محمدؐ کا نام پاک کتنا نزدیک ہے۔ ماشاء اللہ انبیاء اور مرسلوں کے

جھرمٹ میں کیا درخشندہ اور تاباں تارہ ہے۔ قرآن کے احکامات حضرت پر نازل ہوئے۔ آپ کے مبعوث ہونے سے زمین اور آسمان نے عزت پائی اور عرش اعلیٰ کی وقعت بھی دوبالا ہوگئی۔ شاعر شاعرانہ تخیّل میں کہتا ہے کہ معراج کی تقریب سے اگر آپ جلدی واپس زمین کی طرف تشریف نہ لاتے تو ممکن تھا کہ زمین بھی آپکی دوری برداشت نہ کرکے آسمان پر جا پہنچتی۔ اگر جبریلؑ نے اس تقریب کے موقعے پر یہ وعدہ نہ دیا ہوتا کہ نبی کریمؐ پھر واپس زمین کی طرف آئیں گے تو عین ممکن تھا کہ آسمان اور زمین مل جاتے۔

مدح

شوٗ بانۓ ستیٚ کلمس جان کیا چھُ علیؑ ولی اللہ   قربان تتھ ناوس لچھ ناوو
تمے ناوِ بر پاروٗ دعرش اعلیٰ   تمے ناوۓ ستیٚ پٔچ نوٗحسؑ ناوو
علیؑ جان ناوا چھُ نام خدا   کر بس تعریف پانۂ خدا
کوٚرم نۂ پیدا درعالمو   علیسؑ ہیوٗ کانٛہہ جوانے
اوس نۂ زور آورا تمہِ زورے
نۂ تیٚت شیرانۂ شمشیرا

ترجمہ

کلمہ کے ساتھ ساتھ علیؑ ولی اللہ کیا ہی خوب سجتا ہے۔ اس نام پر لاکھوں نام قربان ہوں۔ اسی نام کے طفیل عرش اعلیٰ بھی برقرار رہا۔ اسی نام کی برکت سے حضرت

نوحؑ کی کشتی روانہ ہوئی۔ کیسا اچھا اور مبارک نام علیؑ ہے جو خدا کے نام سے مشتق ہے۔ خدا خود اسکی تعریف کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ میں نے دنیا میں حضرت علیؑ جیسا کوئی اور دوسرا جوان پیدا نہیں کیا۔ ان جیسا بہادر اور کوئی دوسرا نہیں۔ حضرت علیؑ شیرِ خدا ہیں اور ذوالفقار جیسی کسی اور کی شمشیر نہیں۔

تفہیم الفاظ:

کلمہ = اس سے مراد لا الہٰ الا اللہ محمد رسول اللہؐ ہے

شیرا و شمشیرا = یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف لافتیٰ الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار

مصائب

کتہِ گو ابن ملجم پاۂ دِ قاؔتلا   تمی روح حضرتس پوٗ ون واوو

ڈیٹن برباد خانہٗ نبوت امامت تہٗ بیت اللہ   ییلہِ تیغ ہتھہِ خانہٗ خدا لیس منژاوو

کوٗ رن چھو کہٗ لد شاہ اولیاؑ   سوے نوٗرِ داؔ ررتہٗ بڑنس واویلا

یتھ انہِ شفیع مقبول عالمو   سوے اَس رتھ پشپانے

پچس موہِ موہِ روہِ، پیٹھی جویے

سرِ کہِ آگرِ دڑ اس خوٗنہٗ دریا

ترجمہ

میں یہ سمجھنے سے بالکل قاصر ہوں کہ ابن ملجم حضرت علی کا قاتل کس طرح پیدا ہوا۔

اس قاتل نے نبی آخر زمان کی روح کو اپنی مذموم حرکات سے تکلیف پہنچائی۔اس نے خانۂ نبوت وامامت اور مسجد کو برباد کر دیا، جبکہ یہ تلوار لیکر مسجد میں داخل ہوا۔اس نے حضرت علیؑ جو ولیوں کے سردار ہیں کو زخمی کر دیا اور انکی نورانی داڑھی تر کر دی۔جس نورانی صورت کو حضرت نبیؐ امت کے لئے نجات کا ذریعہ تصوّر کرتے تھے اُسی چہرے سے خون ٹپکتا تھا۔ان کے سر سے خون کے دریا بہنے لگے اور خون کی جویاں چہرے پر سے بہتی تھیں۔

حکیم ملّا محمد عظیمؒ مرحوم

آپ حکیم جواد صاحب کے فرزند تھے۔ آپکی ولادت افغان گورنر عبداللہ خان کے زمانۂ حکومت میں ہوئی۔ آپ محلّہ باباپورہ سرینگر میں پیدا ہوئے اور یہیں سکونت کرتے تھے۔ آپ نے عربی، فارسی اور منطق کی تعلیم مولوی عبداللہ سے حاصل کی اور حکمت وطبابت اپنے والد حکیم جواد سے حاصل کی۔ آپ بہت ہی ذہین اور عاقل تھے۔ آپ کو فارسی، عربی، حکمت وطبابت کے علاوہ دیگر علوم میں بھی یدطولیٰ تھا۔ آپ کو تنجیم، رمل اور دیگر علوم میں بھی کمال حاصل تھا۔ علم وہنر اور ذہن وذکا کے باعث آپکو اپنے وقت کا بوعلی سینا مانا جاتا تھا۔

جب سکھوں کی حکومت کشمیر میں تھی تو آپ کئی دفعہ لاہور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے دربار میں خاص طور پر مدعو کئے گئے۔ جن دنوں آپ لاہور میں تھے تو آپکو علم نجوم سیکھنے کا شوق دامن گیر ہوا۔ اس وقت لاہور میں ایک مشہور نجومی رہتا تھا، آپ اس کے پاس گئے اور اپنا ارادہ ظاہر کیا۔ نجومی نے کہا کہ میں ہر ایک سبق سکھانے کے لئے ایک ایک روپیہ لوں گا۔ حکیم صاحب نے تسلیم کیا۔ پانچ چھ سبق پڑھکر حکیم صاحب نے نجومی کے پاس جانا ترک کیا۔ ایک دن نجومی راستے میں ملا اور کہا ”کیوں صاحب! آپ نے صرف پانچ سبق پڑھکر چھوڑ دیا۔ اس سے بہتر ہوتا اگر آپ نے اس کا خیال ہی نہ کیا ہوتا۔“ حکیم صاحب نے جواب دیا کہ میں نے اس علم کا مطالعہ کیا مگر چنداں مشکل نہیں پایا، اسلئے آپکے پاس آنے کی ضرورت

محسوس نہ ہوئی۔اس پر منجم کو غصہ ہوا اور کہا کہ کیا آپ فلانی شکل حل کر سکتے ہیں۔ حکیم صاحب سڑک پر بیٹھ گئے اور وہیں وہ نقشہ اور اسکا حل کر کے دیا۔منجم یہ دیکھکر حیران ہوا اور کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم اس بلاّ کے ذہین ہوتو میں یہ پانچ سبق بھی تم کو نہیں پڑھاتا۔

جب مہاراجہ گلاب سنگھ نے کشمیر پر تسلط کیا تو اس نے حکیم عظیم صاحب کو اپنا مشیر اور حکیم مقرّر کیا۔آپ کا اثر ورسوخ مہاراجہ پر بہت ہی تھا۔مہاراجہ آپکی کافی قدردانی اور عزت کرتے تھے۔

چونکہ حکیم صاحب خود بڑے عالم اور فاضل تھے، اسلئے ہر اس شخص سے جس میں کوئی علمی کمال دیکھتے تھے محبت اور دوستی پیدا کرتے تھے اور انکو اپنے پاس مہمان رکھتے تھے نیز انکی بڑی قدردانی کرتے تھے۔ایک دفعہ آپ جموں سے واپس آرہے تھے تو رات کو آپ کا قیام موضع سلر میں ہوا۔آپ نے وہاں ایک شخص کو پایا جو علم نجوم میں بڑا ماہر تھا۔اسکا نام آیت اللہ المعروف آیہ بابا تھا۔حکیم صاحب کو بہت ہی رنج ہوا کہ ایسا قابل اور ماہر عالم گنواروں میں ضائع ہورہا ہے۔آپ نے اس نجومی صاحب کو اپنے ساتھ گھر لایا اور بڑی عزت اور احترام کے ساتھ اپنے گھر میں مہمان رکھا۔اپنے لڑکے حکیم عبدالرحیم کو اسکے سپرد کیا کہ اسکو علم نجوم پڑھائیں۔ان ہی دنوں کی بات ہے کہ محلّہ کے چند آدمی حکیم صاحب کے پاس آئے کہ یہ آیہ بابا (آیت اللہ) ہر رات دیر تک درخت کے نیچے بیٹھ کر

آسمان کی طرف دیکھتا رہتا ہے، معلوم نہیں کہ یہ آسمان کی طرف دیکھ کر کیا کرتا ہے۔ جب حکیم صاحب نے اسکے بارے میں آیہ بابا سے پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ اتنے عرصے کے بعد ایک ستارہ نمودار ہوا ہے، چالیس روز بعد یہ فلاں مقام تک پہنچے گا کشمیر میں ہیضہ کی ایسی وبا پھیلے گی کہ گھر کے گھر خالی ہو جائیں گے۔ چنانچہ بعد میں ایسا ہی ہوا جیسا کہ منجم صاحب نے کہا تھا۔

حکیم صاحب کے زمانہ میں سید ابراہیم صاحب ایران سے کشمیر آئے، وہ بڑے عالم اور فاضل تھے۔ انہوں نے یہاں کی شیعہ آبادی میں مذہبی احکامات کی تبلیغ کرنی شروع کی۔ وہ ہر روز نماز جماعت اور وعظ پڑھتے تھے۔ لوگ جوق در جوق وعظ سننے اور نماز پڑھنے کے لئے دور دور سے آتے تھے۔ ان دِنوں شالبافی کا کافی عروج تھا۔ حضرات جلالی صاحبان بھی شالبافی کا کام کرتے تھے، سید ابراہیم صاحب زیادہ تر جڈیبل میں وعظ اور نماز پڑھتے تھے۔ مزدور کارخانوں کو چھوڑ کر نماز اور وعظ میں شامل ہوتے تھے، اسطرح جلالی صاحبان کو کام کاج میں ہرج ہوتا تھا۔ اسلئے وہ حکیم عظیم صاحب کے پاس آئے اور جھوٹی موٹی باتیں سید صاحب کے خلاف بتائیں اور چند زر خرید گواہوں کو بھی ہمراہ لائے جنہوں نے انکی تائید کی۔ ان سب نے قسمیں کھا کر کہا کہ سید ابراہیم صاحب ایسی باتیں کہتے ہیں جو شریعت کے منافی ہیں اور جس سے قوم میں مذہبی اختلاف اور انتشار پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔ لہذا اگر سید صاحب کو فوراً شہر سے باہر نہ نکالا جائے تو تفرقہ

پیدا ہوگا۔حکیم صاحب کو جب انکی قسموں سے اطمینان ہوا تو انہوں نے سید صاحب کوملک سے باہر نکلوادیا۔کچھ وقت کے بعد جب ان کومعلوم ہوا کہ یہ جلالی صاحبان کی سازش تھی اور سید صاحب بلکل بے گناہ تھے تو انکو سخت رنج ہوااور ہمیشہ اس واقعہ پر افسوس کرتے تھے۔

ایک دفعہ آپکی اہلیہ کا دماغ خراب ہوا،جب کچھ وقت تک اسکا دماغ درست نہ ہوا تو دوستوں اور رشتہ داروں نے حکیم صاحب کو دوسری شادی کرنے کا مشورہ دیا،مگر انہوں نے اس کی سخت مذمت کی اور فرمایا کہ میں اپنے خاندان میں ایسی بے غیرتی اور بے مرّوتی کی مثال قائم نہیں کروں گا۔

آپ بہت ہی بڑے پارسا اور عابد تھے۔آپ کے مکان کے اکثر کمروں میں ایک چھوٹی کوٹھری بھی ہوا کرتی تھی،جس کو گنجینہ کہتے ہیں۔جب آپ کسی کمرے میں سوتے تھے،تو شام کے وقت اس گنجینہ میں مرغ رکھتے تھے۔صبح مرغ کی آواز پر حکیم صاحب اُٹھتے تھےاور عبادت خدا میں مشغول ہو جاتے تھے۔

آپ نے سرینگر میں انتقال فرمایااور اپنے آبائی مقبرہ واقع حسن آباد میں دفن ہیں۔آپ کے مرثیہ حسب ذیل ہیں:-

مدرسہ المعروف کتاب،شیر،اسد،ہوا،رو،خواب،چاہ،پری،در،کبوتری، مار،اخوت،صراًفی،درخت طوبیٰ،زنجیر،خیمہ،تسبیح،آفتاب،سفر،کوہ،سال وماہ، نمک،موسیٰ،کاسہ،لشکر۔

نوٹ:

۱) والیِ افغانستان زمان شاہ دُرانی نے عبداللہ خان کو ۱۲۱۰ھ میں کشمیر کا حاکم مُقرر کیا اور وہ اس عہدے پر ۲۰ ۱۲۲۱ھ تک فائز رہا۔ حکیم جوادؔ عبداللہ خان کے حکیم تھے۔

۲) کُلیاتِ حکیم عظیم و منشی محمد یوسف میں مقبول ساجدؔ، عظیم صاحب کے حالات کچھ یوں بیاں کرتے ہیں:

''آپ کے ذاتی کمالات کے بارے میں سوانح نگار کہتے ہیں کہ پہلے اپنے علمی گھرانے میں علم حاصل کیا اور پھر مُلا مقیم قدس سرہ و علامہ زمان سید محمد فاخرؔ صاحب سے علمی کمالات حاصل کیے''۔

مُلا مقیمؒ کا انتقال ۱۱۹۵ھ / ۱۷۸۰ء میں ہوا جبکہ حکیم عظیمؒ کی وفات ۱۲۶۹ھ / ۱۸۵۲ء میں ہوئی۔ عام روایت یہ ہے کہ عظیمؒ صاحب کی وفات ۶۰ ۔۷۰ کی عمر میں واقع ہوئی۔ اس لحاظ سے آپ کا مُلا مقیمؒ کے تلامذہ سے ہونا دُرست نہیں معلوم ہوتا۔

سید محمد فاخرؔ کے متعلق شفیع شوقؔ 'Medieval Indian Literature' کے صفحہ ۲۴۰ پر رقمطراز ہیں:

''...... فاخرؔ (متوفی ۱۷۸۰ء) ایک اسکالر اور مرثیہ نگار تھے۔ جنھوں نے اپنی ابتدائی تعلیم عطاء اللہ ہماؔ سے پائی۔ محی الدین مسکین صاحب کی مشہور تصنیف 'تاریخ کبیر' کے مطابق فاخرؔ نے فارسی اور کشمیری میں بے شمار تصانیف چھوڑیں''۔ شوقؔ، فاخرؔ کو نعت گو شاعر کے ساتھ ساتھ کشمیری غزل کا موجد بھی شمار کرتے ہیں۔

فاخرؔ کی تاریخ وفات سے عیاں ہے کہ حکیم عظیمؒ آپ کی صحبت میں اگر رہے بھی ہوں تو بھی یہ عرصہ چند سالوں پر ہی محیط ہوسکتا ہے۔ گو اگر یہ مان لیا جائے کہ عظیمؒ صاحب کی وفات ۶۰-۷۰ سال کی عمر میں ہوئی ہے تو اُن کا مُلا مقیمؒ یا سید ہادیؒ کے تلامذہ سے ہونا محال ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔

قطع تاریخِ وفات یوں ہے:

زادِر ہے اجرکم یوم الجزا

نحن للتاریخ یا اہل العزا

نقص الستین من لفظہ الحکیم

وارداً فی صدر جنات النعیم

۳ آپ کے نواسے اور مشہور شاعر حکیم حبیب اللہؒ نے تاریخ یوں لکھی ہے:

''غمِ بُزرگ''

۴) زیرِ نظر کتاب میں درج حکیم عظیمؒ، حکیم عبداللہؒ ومنشی شاہ محمدؒ کے مرثیوں کے متعلق حکیم ومنشی خاندان متضاد رائے پر قائم ہیں۔منشی خاندان کے مطابق اِن حضرات نے یہ مرثیے منشی محمد یوسفؒ مرحوم کے ساتھ مل کر لکھے ہیں جبکہ حکیم خاندان کی رائے اس کے برعکس ہے۔مشہور مرثیہ نگار مرحوم منشی احمد علی غازی، مرحوم تنہاؔ انصاری وشاہدؔ بڈگامی حکیم خاندان کے دعوے کے ساتھ اتفاق کرتے ہیں جبکہ مرحوم نشاطؔ انصاری ومقبول ساجدؔ اشتراک کے قائل ہیں۔ انیسؔ کاظمی کے مُطابق چند مرثیے منشی یوسفؒ نے حکیم عظیمؒ، حکیم عبداللہؒ ومنشی شاہ محمدؒ کے ساتھ لکھے ہیں، جبکہ باقی مراثی ان شُعرا نے تنِ تنہا لکھے ہیں۔ کچھ ایسی ہی صورت حال زڈی بل کے رضوی خاندان کی بیاض میں بھی دیکھی جاسکتی ہے۔بیاض آخوند مرتضٰی ابن حسن نے ۱۳۴۲ھ-۱۳۴۷ھ کے دوران ترتیب کی ہے۔بیاض پر مصنفون کے نام اور مضامین کچھ یون درج ہیں:

مضمون ''کتاب:'' کلام حکیم محمد عظیم ''موسیٰ'': مُلا محمد عظیم مرحوم

''قد'': من کلام حکیم عبداللہ مرحوم ''قیامت'': من کلام منشی یوسف بابا صاحب

''ھوا'': من تصنیفات مُلا محمد عظیم مرحوم، ذاکر محمد عباس

''کہف'': ذاکر خواجہ جعفر، من کلام منشی محمد یوسف صاحب مرحوم

''طاؤس'': مصنف حکیم عبداللہ، ذاکر خواجہ اکبر ''موسیقی'': منشی مصطفٰے علی

جن مراثی میں مشترکہ تخلیق دکھائی گئی ہے، وہ یوں ہیں:

مضمون ''نمک'': مُلا محمد عظیم و منشی یوسف ''گوہر'': منشی یوسف و منشی مصطفٰے علی مرحوم

''نروبان'': حکیم عبداللہ و منشی یوسف بابا صاحب، ذاکر خواجہ اکبر

آغا سید مصطفٰے رضوی (نابدی پورہ) کے کتب خانے میں ذاکر خواجہ احمد علی عرف امہ کلو مرحوم کی ترتیب کردہ بیاض میں حکیم و منشی خاندان کے مختلف شعرا اور ان کی تصنیف کردہ مراثیہ کی نقل یوں درج ہے:

مضمون ''طاؤس'': از تصنیف حکیم عبداللہؒ، ذاکر خواجہ جعفر

مضمون ''میزان'': از کلام مُلا حبیب اللہؒ مرحوم باباپوری، ذاکر سید محسن شاہ بالی ہرن

بیاض میں جس جس مضمون میں منشی مصطفٰے علیؒ کا نام پایا جاتا ہے وہاں پر منشی محمد یوسفؒ کا نام بھی لکھا گیا ہے، مثلاً:

مضمون ''سحر'': ذاکر خواجہ جعفر مرحوم من کلام منشی مصطفٰے علیؒ مرحوم و منشی محمد یوسفؒ مرحوم

اس دلیل سے سبھی ادیب و مُحقق اتفاق کرتے ہیں کہ منشی محمد یوسفؒ و منشی مصطفٰے علیؒ مرحوم مرثیہ ساتھ ساتھ لکھتے تھے۔ مشترکہ تخلیق کی یہ روایت منشی خاندان کے بعد کے مصنفین میں بھی قائم رہی۔

کُلیات حکیم محمد عظیمؒ و منشی محمد یوسفؒ میں مقبول ساجد نے حکیم غلام صفدر کے والد مرحوم حکیم محمد علی (متوفی ۱۹۳۳ء) کا حوالہ دیا ہے کہ '' آپ نے ایک بیاض زیرِ عنوان گُلشن مراثی ترتیب دی ہے جس میں آپ نے اشتراک کا تذکرہ کیا ہے۔ بقول مقبول ساجد یہ اشتراک کی سب سے پُختہ دلیل ہے (کُلیات: صفحہ ۳۶)۔ حکیم صفدر مرحوم نے اپنی خودنوشت ڈائری میں اپنے والد مرحوم کے حالاتِ زندگی قلمبند کرتے ہوئے لکھا ہے کہ آپ اور آغا سید حُسین شعیانِ کشمیر کے پہلے دو شخص ہیں جنہوں نے باضابطہ طور پر انگریزی تعلیم حاصل کی۔ آپ کو فارسی، اُردو اور انگریزی زبان پر کافی عبور تھا۔ مذہب کے بارے میں آپکا مطالعہ بہت وسیع تھا۔ وسیع النظر اور وسیع القلب

تھے۔آپ کے مضامین لکھنؤ کے ماہانہ رسالہ،شیعہ میں شائع ہوئے ہی''۔کسی بیاض کے مُرتب کرنے کا کوئی حوالہ نہیں ملتا ہے۔ویسے بھی مندرجہ بالا بیاض ۱۳۰۸ھ/ ۱۸۹۰ء میں ترتیب دی گئی ہے جبکہ حکیم محمد علی کی پیدائش ۱۸۷۶ء میں ہوئی،غرض مزکورہ بیاض کسی بھی حال میں ایک ۱۴ سالہ بچے کی لکھی ہوئی نہیں ہوسکتی ہے۔جہاں تک گُلشن مراثی کا تعلق ہے تو اس بیاض کی پہلی جلد میں مضمون 'معراج' پہلے مشترکہ طور پر منشی یوسفؒ وحکیم عظیمؒ کی تصنیف دیکھائی گئی ہے اور بعد میں حکیم عظیمؒ کا نام کاٹ کر منشی شاہ محمدؒ کا نام لکھا گیا ہے۔اسی طرح مضمون 'شہر' میں یوسفؒ صاحب کے ساتھ حکیم عبداللہؒ کا نام لکھا گیا ہے جسے مٹا کر بعد میں منشی شاہ محمدؒ کا نام نقل کیا گیا ہے۔ بیاض میں بیشتر جگہ مضامین کے ساتھ مصنفون کے نام درج نہیں ہیں،البتہ جہان نام نقل کیا گیا ہے وہاں اشتراک پایا جاتا ہے۔گرچہ فہرست میں مضمون 'برادری' حکیم عظیمؒ کی انفرادی تخلیق دکھائی گئی ہے۔بیاض کی پہلی جلد میں ورق نمبر ۸۷ پہ کاتب کا نام حکیم محمد علی اور سالِ کتابت ۱۳۰۱ھ دکھیا گیا ہے۔قابل تعجب بات یہ ہے کہ ۱۳۰۱ھ میں ترتیب ہوئی اس جلد میں منشی محمد یوسفؒ کے نام کے ساتھ مغفور ومرحوم (ورق نمبر ۹۴)،غفراللہ (۲۲) اور مغفور (۴۰) کی عبارت نقل کی گئ ہے،جبکہ منشی موصوف کی تاریخ وفات ۱۳۰۲ھ ہے۔جو مسلم ہے۔چناچہ منشی خاندان کی آبائی ڈائری پے جو عبارت پائی جاتی ہے وہ یون ہے۔

"تاریخ وفات جناب قبلگاۓ صاحب مغفور یوسف بابا صاحب،شب ۲۴ ماہ صفر ۱۳۰۲ھ۔تاریخ کہ بر سنگ نوشتہ است۔مصنف جناب غفراں ماب منشی مصطفٰے علی صاحب مغفور۔

داشت یوسف چو حزن یعقوبیؑ

عمر از یادِ ظلم شمر و یزید

ساز خالے دل از خلل پس گو

بے بدل ذاکر حسینؑ شہید"

جہان تک بیاض کی دوسری جلد کا تعلق ہے تو ورق نمبر ۸۳ پے کاتب کا نام حکیم غلام علی اور سال

کتابت ۳ ماہ ربیع الاول ۱۳۰۸ھ تحریر ہے، جو ساجد صاحب بھی کلیات میں نقل کرتے ہیں گو نام انہوں نے حکیم محمد علی لکھا ہے، جو غلط ہے۔ الغرض بیاض کی سال کتابت، احوال کاتب و مصنفوں کی حالت جو اس میں درج ہے کافی مشکوک معلوم ہوتی ہے۔ یہ بیاض ریسرچ لائبریری نے خانیار کے وفائی خاندان سے حاصل کی ہے۔

لائبریری میں ۱۳۰۲ھ میں ترتیب کردہ ایک اور بیاض زیر نمبر ۲۲۱۴ موجود ہے جس کے آخری صفحہ پر جو بیشتر جگہ کرم خوردہ ہے یہ عبارت درج ہے:

"۔۔۔فقیر الحقیر عاصی پر معاصی محمد علی حسب الفرمایش جناب سید قاسم شاہ صاحب۔۔۔۔۔دست سعید بتاریخ ۲۰ ماہ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ۔۔"

سید قاسم شاہ صاحب محلہ شمس واری میں رہتے تھے۔ آپ کا عقد حکیم علی رضا کی دختر سے ہوا تھا۔ اس شادی سے آپ کی ایک لڑکی ہوئی جسکی شادی منشی حسن علیؒ (مصنف مراثی) سے ہوئی، گو کہ مشہور مرثیہ نگار منشی مصطفےٰ علیؒ آپ کے سدھی تھے۔ آپ کا انتقال ۱۳۰۸ھ میں یعنی بیاض کے ترتیب ہونے کے ۶ سال بعد ہوا۔ بیاض میں مختلف مراثیوں کے مصنفون کے نام یون درج ہیں:

مضمون "لشکر": از تصنیف منشی محمد یوسف بابا مرحوم

مضمون "نورِ ہدایت": من تصنیف حکیم عبداللہ صاحب مرحوم

مضمون "خاک": من تصنیف مُلا محمد عظیم صاحب مغفور

مضمون "دزدی": تصنیف حکیم عبداللہ صاحب

مضمون "سخن": من تصنیف مرزا ابوالقاسم صاحب مغفور، وغیرہ

لائبریری میں موجود مخطوطات میں ایک اور پُرانی بیاض زیر نمبر ۲۳۳۵ موجود ہے۔ کاتب کا نام اسد میر اور مالک کتاب کا نام سید حسین ولد سید حیدر ولد سید نجف شاہ ولد سید عبداللہ شاہ نقل کیا گیا ہے۔ بیاض میں مختلف مرثیوں کی حالتِ تصنیف کے بارے میں جو عبارت پائی جاتی ہے وہ یوں ہے:

مضمون ''سنگ'': من کلام بلاغت اثر منشی صفدر ذاکر خواجہ عبداللہ

مضمون ''صحافی'': من کلام مرزا ابولقاسم مضمون ''سکندری'': من کلام بلاغت اثر منشی صفدر

مضمون ''جہاز'': من کلام حاجی مرزا ابولقاسم مضمون ''گنج شہدا'': من کلام حاجی مرزا ابولقاسم

مضمون ''قد وجلال'': خواجہ محمد دایم ذاکر ہاشم صوفی مضمون ''شیر'': من کلام حکیم عظیم

مضمون ہوا: من کلام حکیم عظیم صاحب ذاکر علی رضا

مضمون ''جہنم'': من تصنیف حاجی الحرمین فخر۔۔۔ مرزا ابولقاسم مرحوم، وغیرہ۔

۳) چتر لیکھا زُتشی نے اپنی کتاب "Languages of Belonging" میں مہاراجہ گُلاب سنگھ کے دربار سے وابستہ جن سرکردہ جاگیرداروں کا نام لیا ہے، اُن میں حکیم عظیمؒ واحد مسلمان ہیں۔ (تفصیل کیلئے دیکھئے اخبارات مرزا سیف الدین، ۱۲ جلدیں، زیر نمبر: ۱۴۲۰ تا ۱۴۲۷ و ۱۴۲۹ تا ۱۴۳۰ اور ۱۴۳۳ تا ۱۴۳۵ ریسرچ لائبریری، کشمیر) (سمیر ہمدانی)

آپ کے چار مرثیوں کے اقتباسات مع ترجمہ قارئین کیلئے پیش کئے جاتے ہیں۔

مدرسہ (کتاب)

حمد

یا اللہ کرتم فضلاہ کرِ واحمدِ چ ہو کتاب تھاوتم قبوٗل ہدیہٕ شکر ہمہٕ تعلیماہ

مدرسہٕ معرفتہٕ سواد پنٕم روشن موٗھمُت سبق الست گژھم بیٚیہٕ گوشن

نتہٕ مےٚ ہیوٗ نادان ثناپرٕنس کتھہٕ ہیکہٕ اُنیٚ تھہٕ تاب آسم نے چون ہدایت علیماہ

بوٗزیٚ تھہٕ کأمل معانی بیانِ اوصاف پہٕ اندیشن مختصر زونکھہٕ مطول اتھ نہٕ کنہٕ انداٚ دیشن

افصح عربی امہ جایہِ لا احصی پرے

چھٹۓ بے ادبی اِدٍ بے زبان تقریر کرے

کران جا بجا چون مدرس قدرت تدرپسا وچھان لوائیح القمر اطفال کوکبن سواد آیے

توضیح کرانو تلوتیح صنعت دو ہس رالتس

سرگردان پھیرانو کڈان نہ تھکھ أکس سالتس

واتنائے ومنتہیو صحیفۂ عمر انتہا ووتکھنہٖ انڈ عرفانک صفحۂ ابتدا

☆

ترجمہ

میرے اللہ! تو مجھ پر اپنا فضل وکرم کرتا کہ میں تیرے حمد کی کتاب کھول دوں۔ میرے تشکر کے ہدیہ کو قبول فرماتا کہ میں صحیفۂ فطرت کا سبق پڑھنا شروع کروں۔ معرفت کے مدرسہ میں میری جہالت (تاریکی) دور ہوجائے گی اور اشیائے فطرت کی واقفیت ہوسکے گی۔ عہد الست کا بھولا ہوا سبق پھر مجھے گوش زد ہوجاتا۔ اے جاننے والے خدا! اگر تیری ہدایت میری رہنمائی نہ کرتی تو مجھ جیسا ناواقف اور جاہل تیری قدرت کے کارناموں کے پڑھنے اور تیرے اوصاف کو دہرانے کی جرأت نہ کرسکتا۔ ان اوصاف کے بیان سن کر ماہرین اور کامل فکر کے دریاؤں میں غرق ہوگئے۔ اور تیری قدرت کاملہ کے ایک ادنیٰ اور معمولی کرشمہ یا ذرّہ کے اوصاف کا تذکرہ کرنا اتنا طویل اور بے انداز پایا جس کی

کوئی ابتداء اور انتہا معلوم نہ ہوسکی۔ حضرت خیر البشر نبی اکرمؐ نے جو فصحاء اور بلغاء کے سرتاج تھے، ان کے بارے میں لا احصی فرمایا۔ پھر یہ کمال گستاخی ہے کہ مجھ جیسا ناواقف اور جاہل تیری قدرت کے کارناموں کے پڑھنے اور تیرے اوصاف کو دہرانے کی جرأت نہ کرے۔ تمہارے اوصاف کا بیان سن کر ماہرین اور کامل فکر کے دریاؤں میں غرق ہوگئے۔ اور تمہاری قدرت کاملہ کے ایک ادنیٰ اور معمولی کرشمہ یا ذرّہ کے اوصاف کا تذکرہ کرنا اتنا طویل اور بے انداز پایا جس کی کوئی ابتداء اور انتہا معلوم نہ ہوسکی۔ حضرت خیر البشر نبی اکرمؐ نے جو فصحاؑ اور بلغاؑ کے سرتاج تھے، اسکے بارے میں لا احصی فرمایا۔ پھر یہ کمال گستاخی ہے کہ مجھ جیسا نادان اور بے زبان اس بارے میں کچھ کہہ سکے۔ قدرت کا استاد کامل ہر جگہ تعلیم وتدریس کرتا تھا۔ چاند کا جوبن اور روشنی دیکھکر ستاروں کے بچوں پر تاریکی چھاگئی یعنی وہ دھیمے پڑے۔ چاند تیری صنعتوں کو رات بھر واضح اور روشن کرتا ہے۔ ساری رات گھومتا اور پھرتا رہتا ہے اور ایک لمحہ کیلئے بھی آرام نہیں کرتا ہے۔ انتہا کو پہنچنے والوں نے اپنی عمر اور زندگی کی کتاب کو اختتام تک پہنچایا مگر معرفت کی کتاب کا ابتدائی ورق بھی ختم نہ کرسکے۔

تفہیم الفاظ:- ہدیہ = تحفہ، پرانے زمانے میں جب بچہ مکتب میں داخل ہوتا تھا تو وہ استاد کو ہدیہ پیش کرتا تھا۔ یہاں شاعر مدرسۂ معرفت میں اپنے رب کو ''شکر'' بطور ہدیہ پیش کرتا ہے۔ شکر سے مراد سورۂ حمد بھی ہے، جس سے بچے قرآن مجید پڑھنا شروع کرتے ہیں اور یہی سورہ قرآن کا نچوڑ ہے۔ سواد = تاریکی، عبارت کا صحیح پڑھنا۔ جب بچہ عبارت صحیح طور پڑھتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس

کوسواد آئی ہے+ الست = یہ اشارہ اس واقعہ کی طرف ہے جب خدا نے روحوں کو عالم ارواح میں فرمایا ''الستُ بربکم''، یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو روحوں نے عرض کیا'' قالو بلیٰ''، یعنی بے شک آپ ہمارے خدا ہیں۔ کامل = پورا معانی = مطلب+ بیان = ظاہر کرنا، کھول کر بات کہنا۔ کامل، معانی، بیان یہ تینوں کتابوں کے نام ہیں +مختصر = چھوٹا+مطول = لمبا، یہ دونوں کتابوں کے نام ہیں+ افصح عربی = عرب کا سب سے بڑا فصیح مراد حضرت رسالت مآبؐ+ لا اُحصی = یہ اشارہ ہے اس حدیث کی طرف جس میں پیغمبر اسلام فرماتے ہیں'' لا اُحصی ثناً علیکَ اَنتَ کما اثنیتَ علیٰ نفسِکَ''، یعنی اے خدا میں تمہارے اوصاف کو شمار نہیں کر سکتا ہوں جیسا کہ تیری ذات اوصاف کے لائق ہیں۔ لوائح = روشنی، ایک کتاب کا نام ہے جو علم معرفت پر لکھی گئی ہے۔ سرگردان = گھومنا، پھرنا، کتاب کو پھر سرے سے پڑھنا +توضیح = وضاحت کرنا +تلویح = روشن کرنا۔ توضیح اور تلویح، یہ دونوں کتابوں کے نام ہیں جو فقہ پر لکھی گئی ہیں+ مدرس = استاد، پڑھانے والا +کہنہ = ابتدا + اند = انتہا +صحیفہ = کتاب۔

نعت

کوٗ رتھ خاتم رسالہٗ رسالت مرسلن انتخاب کتابخانہٗ قدرت تس بو تسلیما

سہ نبی یین ہنٛد مقدّم ومؤخر یانی دِیہ درشن گو صحیح دِہِن پتٕم ساری ملت مشن

تہنٛدِ مدارجِ نبوتک معراج اکھ باب تس قدسی شاگردن استادس کران تعظیما

ہوٗن پھرٕن ورق شمس حجت ساطع صاحب بینش شق القمر برہان قاطع اہل دانش

دِپن مدّعی تہِ یانی سہ امّی ام الکتاب مژرے

چھُ درسے نہٕ درسینہٕ یُس علماہ تس گذرے

تہنٛدِ لوح صدرک شرح الم نشرح تہنٛز نوٗر پیشانی سوٗرہٕ رحمٰن آیے

معلم ناطقهٔ چھُ حیرانو بووَنہٕ کیا تعریف تس
چھُ مجموٗع قرآنو تفسیرٕ یس نعتس
گوٚتھند ےباعثٕ آدمؑ و خلیلؑ پیدا سُہ غایت ایجاد اب وجدا

☆

ترجمہ

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے کتابخانے سے صحیفۂ فطرت کی آخری کتاب یعنی قرآن مجید کیلئے تمام نبیوں اور مرسلوں میں سے حضرت محمدؐ کو منتخب کر کے یہ کتاب ان کو تفویض فرمائی۔ جب ہمارے نبی کریمؐ نے جو کہ تمام پیغمبروں کے سردار اور خاتم النبی ہیں ظہور فرمایا تو اس وقت دین فطرت (اسلام) مکمل ہو گیا اور لوگ پچھلی تمام ملتیں اور دہن بھول گئے۔ معراج کا واقعہ اُنکی نبوت کی عظمت اور مدارج کا ایک معمولی جُز ہے۔ ملائک اور فرشتے اس شان والے نبی کا احترام اور اعزاز اس طرح کرتے ہیں جس طرح شاگرد اپنے استاد کا ادب اور عزت کرتے ہیں۔ انہوں نے ردّ شمس کر کے اہل بصیرت اور دیدۂ بینا رکھنے والوں کیلئے اپنی رسالت کی ایک روشن دلیل پیش کی اور شق القمر کا معجزہ دکھا کر دانا اور عاقلوں کیلئے قطعی اور واضح دلیل پیش کی۔ جس وقت نبی کریمؐ نے قرآن مجید کی آیات بیان فرمائیں اُس وقت دعویداران علم نے سر تسلیم خم کر کے اعتراف کیا کہ تمام علوم خواہ وہ مکتبی یا باطنی تھے وہ سب پیغمبر اکرمؐ کو معلوم ہیں۔ کوئی علم ایسا نہ تھا جسکے واقف اور ماہر ہمارے رسول عربیؐ نہ تھے۔ ان کے

دل کی تختی کی تشریح اور تفسیر قرآن مجید کی سورۂ الم نشرح ہے اور انکے نورانی اور روشن چہرہ کی وضاحت سورۂ رحمان میں مضمر ہے۔ مجھ حقیر سے اس برگذیدہ پیغمبر کی تعریف کیا ادا ہو سکے جبکہ انکے اوصاف بیان کرنے میں خود حضرت جبریل عاجز اور حیران ہیں، جبکہ تمام قرآن اُن کی نعت کی تفسیر ہے۔ ان ہی کے طفیل حضرت آدمؑ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ پیدا ہوئے اور ان ہی کے باعث ساری کائنات معرض وجود میں آئی۔

تفہیم الفاظ:

مرسلن = وہ پیغمبر جن پر خدا کی طرف سے کتاب نازل ہوئی ہو+تسلیما = سپرد کرنا مسُن = بھولجانا +رسالہ = کتاب+ خاتم = ختمکرنے والا + مقدم = پیشرو + مؤخر = آخری+ درشن = دیدار۔ ملاقات + مدارج = درجے+ باب = کتاب کا حصہ+قدسی = فرشتے+ساطع = روشن+پھرن ورق = ورق یا صفحہ الٹنا+ پھرن ورق شمس = ردشمس کرنا۔ یہ اس معجزہ کی طرف اشارہ ہے جب پیغمبر نے آفتاب کو ڈوبنے کے بعد پھر سے چڑھایا+شق القمر=حضرت رسول کا وہ مشہور معجزہ جب انہوں نے چاند کے دو ٹکڑے کیئے+ برہان قاطع = قطعی دلیل + اُمی = مراد حضرت رسول کریمؐ سے جو بظاہر پڑھے لکھے نہ تھے+صدر = سینہ+ ام الکتاب = کتابوں کی ماں یعنی قرآن مجید+لوح = تختی، جس پر بچے لکھتے ہیں+الم نشرح =قرآن مجید کا ایک سورہ+ درس = پڑھا ہوا، مدرسہ میں پڑھا ہوا+علم سینہ = علوم باطنی۔ علم لدنی + اب وجدا = باپ، دادا مراد حضرت آدمؑ وحوا سے جن سے نسل انسانی پیدا ہوئی۔ ا،ب، ج اور د یا ابجد یعنی قاعدہ جو بچوں کو مکتب میں ابتدا میں پڑھاتے ہیں+خلیل =حضرت خلیل اللہ مشہور پیغمبر ہیں جنہوں نے خانۂ کعبہ کی بنیاد ڈالی۔ حضرت محمدؐ بھی اسی خاندان کے چشم وچراغ تھے+ شرح =تشریح، کتاب کی تفسیر +معلم ناطق = بولنے والا عالم مراد حضرت جبرائیل آدمؑ وخلیلؑ پیدا = اگر حضرت رسول کو پیدا کرنا منظور نہ ہوتا تو حضرت آدمؑ وخلیلؑ بھی پیدا نہ کیئے جاتے۔ یہ اس حدیث قدسی ''لولاک لما خلقت الافلاک'' کی طرف اشارہ ہے یعنی اگر تجھے پیدا کرنا مطلوب نہ ہوتا تو میں آسمانوں اور دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

مدح

ونۂ اصل دین فصل منقبت باب علم فصل الخطاب   پڑی تھۂ بسم اللہ الرحمٰن الرحیما
کوٚ رہمدرس سُے مکتبِ خاصہ خلاصۂ قریشن   علم لدنی دوٗنوٗنی بخشن

یبلہِ دیہ بہارسُہ گلشن رازروزِ تاز روضۃ الاحباب   کرِ غنچۂ دَل واگلستان شاہؑ سنڈِ ہووک نسیما
کرِ نَے وصاف گُلین قلم، ورق برگن تۂ پوشن   تہنڈِس تحریر وصفس نَزِ پوشن

تہنڈ مدح حضرتؑ تۂ جبرائیلؑ خالقس نِشہِ تحصیل کرے
کرن تفصیل قیل وقال اَتہِ کس زبان درے

تس قرآن ناطقس رحل دوش خیر الورٰی   تہنڈِ منبرِ چ کرسیۂ عرش اعلیٰ ادنیٰ پایے
کونۂ مناقب مرتضویؑ پرانو   تلُوگرٚ زصلواتس

اکھأ َکس سبقت کرانو   واتو درجاتس
کرے کانہہ تصنیف شاہ ہنڈِ مدحک بیتا   دِنس بدل جنتک بیتس بیتا

ترجمہ

اب میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھکر حضرت علیؑ کے فضائل اور مناقب بیان کروں گا جو حق وباطل کے فرق کرنے والے اور صحیح اور حقیقی معنوں میں اسلام کے روح رواں تھے۔ چونکہ خدا نے دونوں کو علم لدنی عطا کیا تھا اسلئے حضرت نبی کریمؐ نے علی مرتضیٰ کو اپنے خاص مکتب نبوت میں اپنا ہمدرس بنایا۔ جب وہ گلشن نبوت کے اسرار کا راز دار جلوہ نمائی کرے گا تو اسی سے دوستوں اور محبوں کے دل

کے بوستان تازہ ہوکر رہیں گے۔حضرت علی مرتضیٰؑ کے گلستان کی ہوا کا نسیم اور مہک دل کی کلیوں کو کھلا دیتا ہے۔اگر درختوں کو قلم اور برگوں اور پتیوں کو ورق بنالیں گے تو بھی علیؑ مرتضیٰؑ کے اوصاف لکھنے کیلئے کافی نہ ہوں گے۔ان کی مدح کرنا حضرت رسول کریمؐ اور جبریل امین نے خدا سے حاصل کیا ہے۔پھر کس کی زبان میں روانی اور طاقت ہے کہ وہ ان کے اوصاف اور فضائل کی تفصیل بیان کرسکے۔حضرت رسالت مآبؐ نے اپنے کندھوں کو اس قرآن ناطق (حضرت علیؑ) کے لئے رحل بنایا۔ان کے منبر کی کرسی کا ادنیٰ پایہ عرش اعلیٰ ہے،پھر ہم کیوں نہ حضرت علیؑ کے فضائل بیان کریں گے اور بلند آواز میں درود پڑھنا شروع کریں گے۔اگر کوئی حضرت علیؑ کے فضائل میں ایک شعر کہے گا تو خداوند کریم اسکو ایک شعر کے بدلے جنت میں ایک گھر عطا کرے گا۔

تفہیم الفاظ:

باب علم = مراد حضرت علیؑ ۔ یہ اس حدیث نبویؐ کی طرف اشارہ ہے"انا مدینۃ العلم وعلی بابھا"،یعنی میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے+فصل الخطاب = حق اور باطل کو جدا کرنے والا مراد حضرت علیؑ + بسم اللہ الرحمن الرحیم = ہر ایک کتاب کے ابتدا میں یہ آیت ہوتی ہے۔بچے ہر سبق شروع کرنے سے پہلے ابتدا اسی جملہ سے کرتے ہیں۔قرآن مجید میں سورہ توبہ کو چھوڑ کر ہر سورے کی ابتدا اسی آیت سے ہوتی ہے+خلاصۂ قریش = قریشوں کا برگزیدہ اور چنا ہوا مراد حضرت نبی کریمؐ + ہمدرس = شریک درس ،ہم جماعت+مکتب = مدرسہ+ وصاف = تعریف کرنے والا+علم لدنی = باطنی علوم جو خدا کی طرف سے عطا ہوئے ہوں+ روضۃ الاحباب = ایک کتاب کا نام،لفظی

معنی دوستوں کا باغ + گلشن راز = راز کا باغ، نام ایک کتاب کا + قرآن ناطق = بولنے والا قرآن مراد حضرت علیؑ۔ جب معاویہ نے شکست سے بچنے کیلئے جنگ صفین میں قرآن نیزوں پر کھڑے کیئے اور قرآن کے اوراق زمین پر بکھیر دیے تو اُس وقت حضرت علیؑ نے اپنے سپاہیوں کو فرمایا کہ میں میں قرآن ناطق ہوں اور یہ قرآن سامت (خاموش) ہے۔ اس کی پرواہ مت کرو اور آگے بڑھو + رحل = جس پر قرآن رکھتے ہیں + گرز = شور۔ جب بچے مکتب میں بلند آواز میں قرآن پڑھتے ہیں اسکو گرز کہتے ہیں + دوشِ خیر الوریٰ = نبی کریمؐ کے شانۂ مبارک۔ یہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے کہ جب مکہ فتح ہوا تو پیغمبر اکرمؐ نے کعبہ کے بت توڑ دیے، کچھ بت دیوار کے اوپر تھے جہاں آپ کے ہاتھ نہیں پہنچے، تب انہوں نے علی مرتضیٰؑ کو اپنے شانوں پر اٹھایا اور علیؑ نے ان بتوں کو توڑ دیا + بیتہ بیتا = شعر کے عوض مکان دینا۔ مکتبوں میں یہ قاعدہ تھا اور کہیں کہیں اس وقت بھی رواج ہے کہ خاص موقعوں پر لڑکوں کے دو گروپ کیے جاتے تھے۔ ایک جماعت کوئی شعر پڑھتا تھا اور جس حرف پر شعر ختم ہوتا تھا تو دوسری جماعت کو اس کے عوض شعر پڑھنا ہوتا تھا، جسکی ابتدا پہلے شعر کے آخری حرف سے ہوتی تھی۔ اسکو بیتہ بیت کہتے ہیں + بیت = گھر + بیت = شعر

مصائب

کرن کیناتھنڈس پارچہ جگرس کو فلکی بے کتاب ہوُرہس کیوُ نہہ حق تعلیم کرِشھرٔ چھہس تعظیما

لُدتھ سرنیزٔ زحلن سبق شرٔبن تھنڈ بن جگر گوشن ہدیہ یزٔدس نیہِ شمر ذی الجوشن

درایاوشاہ حسینؑ حمائل گُرتھ قرآن کریان سعدس گُن نوٗے خطاب

ظاُلموبہ چھس عاُلم تہ پننس خطاس چھس رضا و تسلیما

اماسین سانے شانہ نزوٗل قرآن عالمس چھۄ روشن سوٗرہ محمدؐ چھوٗ ناگومت گوشن

بڈی بابن دوپڑ یانویو ہے وعظ گرِ گرے

توہِ منز تحفہ جوراہ تھاٗوی مووُچھی زبکھ میانہ ِ نظرے

اکھ چھُوٗ اکھ یم میانی اولادیٚیہ کلام اللہ رٔچھی زبکھ اطاعت تہٕ حرمت زانی زبکھ میانہِ جاییے

ازتی چھوٕ مشراوانو دِپوتوٚ ہی پگاہ کیٚا جواب تس

ییٚتہِ کتھن کن چھووٕ منہٕ تھاوانو چھوٕ خبر یہٕ کیٚا واتس

کمہِ مذہبہِ مارن میٚون زونو روا کتھ کتابہِ دراو یہِ فتوا

☆

وچھتواوس کیٚالیوٚ کھمُت بیب زینبسؑ لیس پھرِنی پہے دوکھہٕ باب

رات دوہ ودنہٕ سوا کرِ ہے نہٕ کانْہہ کلاما

ییٚلہِ سپنہِ ہبس باٗنڈی وانس منز صبح روشن گرٛھِ ہبس یادناد دِیہ ہے جگر گوشن

یہ دوباژیر گوسبقس شونگن تہنْد چھاداب وٗتھِو باوخُن آسو پراران گریٚوٗس سلاما

کنہِ چھُوٕ تعلیم کران بڈی بابس نشن بوزناوان کیٚا کوٚ رسعدن ستم پیشن

تھاٗوی ووم پھرِنی دفتر پھُٹھ تھِ کران لیٚل تھچم نرے

وچھہن سہ اُچھ گاشر شاہ اکبرؑ کتاباہ مژرے

اڈ کجہ زیوٗ کراصغر یٚیہِ سبقاہ پرے

مےٚ کوٚ رزیروز برمرگن پیش آم کیٚا کیٚا ماٗری ہم زیرِ خنجر بٲیاردار............

ترجمہ

کیسا انقلاب زمانہ ہے کہ نبی رحمت حضرت محمدؐ کے لخت جگر حضرت امام حسینؑ کے ساتھ بے دین کوفیوں نے ایسا ظالمانہ اور وحشیانہ سلوک روا رکھا اور تبلیغ اسلام کا حق ان کوفی مسلمانوں نے کس رنگ میں ادا کیا اور پیغمبر اکرمؐ کی کیسی حرمت اور عزت روا رکھی گئ۔ اسکا اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ ان کے نونہال اور نو خیز سبق پڑھنے والے بچوں کے سر کاٹ کر اور نیزوں پر رکھ کے شمر علیہ لعن نے یزید کے پاس بطور تحفہ اور ہدیہ کے لے لیے۔ امام حسینؑ نے میدان کربلا میں قرآن کریم گلے میں ڈال کر عمر ابن سعد اور اسکے ساتھیوں کو اتمام حجت کے لئے فرمایا ''ظالمو مجھے یہاں شہید ہو جانا معلوم ہے اور اس پر میں راضی ہوں مگر یہ تو سب جانتے ہیں کہ ہمارے ہی حق میں قرآن مجید نازل ہوا ہے، اگر تم کو ابھی تک یہ معلوم نہیں تو کیا تم نے 'سورۂ محمدؐ' کو سنا نہیں ہے۔ میرے نانا حضرت محمدؐ بار بار فرماتے تھے کہ میں تم میں دو گراں بہا تحفے بطور امانت کے چھوڑ تا ہوں، انکی ایسی ہی حرمت اور عزت کرنا جس طرح میں انکی کرتا تھا۔ ان میں ایک تو میری عترت ہے اور دوسرا کلام اللہ۔ ان دونوں کی عزت اور اطاعت اس طرح کرنی چاہیے جسطرح کہ میری حرمت اور تابعداری کرتے تھے۔ آج اُس فرمان نبوی کو بھول گئے ہو، کل میدان محشر میں تم اپنے نبی کو کیا جواب دو گے۔ مجھے بتاؤ! تم نے کس مذہب کی رو سے میرا قتل کرنا روا رکھا اور کونسی مذہبی کتاب میں میرے مارنے کا حکم جاری ہوا۔

☆☆☆

مقامِ افسوس ہے کہ حضرت زینبؑ کو شہادت کربلا کی کتاب کے مصائب اور مظالم کے باب دہرانے پڑے۔ جب زندان کی تاریکی میں صبح نمودار ہوئی تو حضرت زینبؑ کو اپنے نونہال اور نوخیز بچے بھانجے یاد پڑتے تھے۔اس وقت وہ ان کو نام بنام بلا کر فرماتیں کہ تمہیں سبق پڑھنے میں دیر ہوگئی۔تمہارے لئے اتنی دیر تک سونا اچھا نہیں۔ اٹھو! استاد کو سلام کرو، انہیں تمہارا انتظار ہوگا۔کیا تم اپنے نانا رسول مختارؐ کے پاس سبق پڑھنے گئے ہو اور ان کو یہ سناتے ہو کہ ظالم عمر سعد نے ہم پر کیا مظالم اور مصائب روا رکھے۔ میں کتنی بدنصیب ہوں کہ میں اپنے نونہالوں کے مصائب دہرانے کے لئے زندہ رہی۔ میری تمنا ہے کہ کاش میں نوردیدہ شہزادہ علی اکبرؑ کو پھر کتاب کھولتے اور توتلی زبان میں شہزادہ اصغرؑ کو قرآن پڑھتے دیکھتی۔عزیزوں کی موت نے مجھے تباہ کرڈالا۔دنیا میں ایسے کون سے مصائب اور آلام ہیں جن کا منہ مجھے دیکھنا نہ پڑا۔

تفہیم الفاظ:

تہندِس = اُن کے، یہاں مراد حضرت محمد رسولؐ ہیں + پارۂ جگر = لختِ جگر، مراد حضرت امام حسینؑ + سبق شُری = تعلیم پانے والے بچے + پارہ = حصہ، قرآن مجید کے تیس حصے ہیں اور ہر حصہ کو پارہ کہتے ہیں + حمائل = چھوٹی تقطیع کا قرآن شریف +
حق تعلیم = اسلام کے تبلیغ فرمانے کا حق، یہ اس آیۂ کریمہ کی طرف اشارہ ہے جہاں خداوند کریم

قرآن مجید میں فرماتا ہے ''قُل لا اَسئلکُم علیہ اَجراً الی المودۃ فی القربیٰ''، یعنی اے نبیؐ! ان اہل اسلام سے کہدو کہ میں اس تبلیغ اِسلام کی اجرت کچھ بھی نہیں مانگتا ہوں سوائے اسکے کہ میرے قریب والوں سے محبت رکھو+تحفہٕ جوراہ=دو تحفے، یہ اشارہ اس حدیث نبوی کی طرف ہے کہ فرمایا نبیؐ نے ''اِنّی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی''

یعنی میں تم میں دوگرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں ایک اپنے اولاد اور دوسرا قرآن مجید اگر تم دونوں نے ان کی اطاعت کی تو ہرگز گمراہ نہیں ہوں گے۔ یہ دونوں حق وصداقت کے ساتھ ہیں اور حق ان کے ساتھ ہے+فتوا=قرآن کریم یا کتب احادیث سے کسی معاملہ سے متعلق حکم دینا۔شرعی حکم+ باب=کتاب کا جزو یا کوئی حصہ+

اُچھ گاشن=نوردیدہ، اولادوں، عزیزوں+آخون=استاد، پڑھانے والا+

بوزٕ ناوان=سنانا، استاد کو سبق سنانا+زیروزبروپیش=حرکات ثلاثہ، جن سے حروف پڑھے جاتے ہیں+زیروزبر=تہہ وبالا، تباہ، برباد+پیش=واقع ہونا+زیرِ خنجر=تلوار کے نیچے، دوزیریں۔

ھو ا

حمد

وصلک ہواوہوس کرٕنس کس چھُ یارا طالب سارٕی امے ہواگے ہوأ یی

اُسی تھٕ آدمسؑ درسرہوائے علم وآدم دم معرفت دِنس ٹھہریوٚس نہٕ دم

پران ذکرہوہوچانین صنعژن کران شمارا گیہٕ عارٕفن اکہٕ ہواعمرہوأ یی

مددِروح القدسؑ ہردم اُسی تھٕ ہمدم کڈنہٕ نفساہ عیسیٰؑ دم

ڈیشتہٕ چانٕژ قدرٕژتہٕ ایجاد عقلان حواس برباٗدی

تھأوُتھ کیٗا محکم بنیاد بر بادُڈنی یأچہِ آباُدی

ترٛوُتھ پننہِ لطفک رایحاہ لبہِ رَوحاہ رٕحاہ ہر جاندار یتھہِ باد بہارٕ ستی گلزار

حیات تازٕ بخشان ہوا چھُ دِوان ہر نفسہٕ روح

وَنفخت فیہ من روحی دوٚپتھ لبہِ جسم آدم زوٗ بٕرتھ چانہِ ہواز مین وزمان کانٛہہ

مکان چھُنہٕ خأّلی

ترجمہ

کس کی مجال ہے کہ وہ خدا کے وصال کی آرزو اور خواہش کرے۔ جو اس وصال کے طلبگار تھے وہ سارے اسی جنون سے سودائی ہو گئے۔ اگرچہ آدم کو ''وَعلّم آدمَ اَسما الحسنٰی'' کا گھمنڈ سر میں تھا تو بھی اُسے معرفت کی ڈینگ مارنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ عارفوں کی عمریں اور زندگیاں جو خدا کے اسماء کا ذکر پڑھتے اور صفتوں کے راگ الاپتے گزرتی تھیں، معمولی لغزشوں سے برباد اور ضائع ہو گئیں۔ اگرچہ حضرت عیسیٰؑ کو ہر وقت اور ہر آن روح القدسؑ کی امداد شامل حال رہتی تھی تو بھی وہ ایک لمحہ کے لئے معرفت کا دم نہ دے سکے۔ آپکی قدرت کاملہ اور ایجادات کو دیکھ کر عقلمندوں اور داناؤں کے ہوش اڑ گئے۔ اے خدا تو نے اس دنیا کی آبادی کیسی اچھی طرح اور مضبوطی سے ہوا پر قائم اور دائم رکھی ہے۔ جس طرح گلشن موسم بہار خوش اور طراوت آمیز ہوا سے تازگی پاتا ہے اسی طرح سے ہر ذی حیات کی روح نے فرحت اور آسائش پائی۔ جبکہ تو نے اپنے لطف وکرم کی خوشبو

اس میں ڈالدی۔ ہوا ہی ہر جاندار کو زندگی اور فرحت بخشتی ہے۔اس وقت آدمؑ کے قالب بدنی میں جان آگئی جبکہ تو نے اس میں روح پھونکی۔ زمین اور آسمان ہوا سے بھرا ہوا ہے اور اس سے کوئی جگہ خالی نہیں ہے۔

تفہیم الفاظ:

ہوا وہوس = آرزو، طمع ہوا= خواہش، جنون + ہوائی = سودائی + ہوائے = غرور، عَلَّمَ آدم = قرآن کریم کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے، جہاں پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے آدم کو تمام اسماءَ سکھائے + دم = جرأت + دم = ڈینگیں مارنا، شیخیں بگھارنا + پران = پڑھنا، ہوا میں اڑنا = ہوہو= خدا کا ذکر۔ صوفی یہ ذکر معرفت حاصل کرنے کے لیے پڑھتے ہیں + ہوا= جنبش + ہوائی = تباہ۔ برباد+ روح القدس= وہ روح جو حضرت عیسیٰؑ پر نازل ہوئی تھی۔ مراد حضرت جبرائیلؑ + ہر دم = ہر ساعت + ہمدم = موجود، ساعت + نفساہ = لمحہ + دم = سانس + برباد = ذو معنی ا۔ ہوا پر ۲۔ تباہی۔ دونوں معنیوں میں صحیح ہے۔ خدا نے دنیا کی آبادی ہوا پر قایم رکھی یا دنیا کی آبادی فانی ہے + رائحہ = بو، خوشبو + روُحا = جان + رَوحا = آسایش۔ فرحت + وَنفخت فیہ من روحی = قرآن کریم کی آیت ہے جس کا مطلب ہے پھر میں نے (خدا نے) اپنی روح آدمؑ کے قالب میں ڈالدی یا پھونکی اور آدمؑ نے جان پائی۔

نعت

یا اللہ کوٗ رتھ ہوا انبیان ہوادارا　　پکنو وتھ سلیمانسؑ تخت ہوائی

عرش بلقیس از سبا اوٗنتھ بیکدم　　کوٗ رتھ ہوانشہِ پیدا عیسیٰؑ بن مریمؑ

اوس صبا بے پابستہ تیلی لبہ رفتارا　　ییلہِ براقس جلووٗ ری کُرہوائی

بو بادپا فلکن ووت بیکدم　　بادصرصرتہِ تتہِ گو پس قدم

سپن گرم کوّرن جولان برق زن تُمی بادمرأدی
مہرنبوتک مطلع سپن برج آتش وبأدی
حضرت نسیماہ وسیماہ تہنڈ نسیماہ وسیماہ صبح بہار تس دپہِ وَمَا یَنطِقُ عَنِ الھویٰ پروردگار
تہنڈِ مہبِ محبتک رتچ لبہ کرِ مسیحائیِ روح
بادبان نجات کرِ تہنز ے ہواخوأہی نوحؑ
بخشن أکس روح روان بئیس کرِ ناوروأنی

☆☆☆

ترجمہ

اے خدا تو نے اپنے فضل سے ہوا کو نبیوں کا گرویدہ بنایا۔تو نے ہی حضرت سلیمانؑ کا تخت ہوا سے چلایا اور ہوا کے ذریعہ ہی بلقیس ملکہ سبا کا تخت فوراً حضرت سلیمانؑ کے پاس پہنچادیا۔تو نے ہی ہوا سے حضرت عیسیٰ ابن مریمؑ کو پیدا کیا۔
بادصبا نے اس وقت رفتار اور پرواز حاصل کی جس وقت معراج رسولؐ کی تقریب پر ہوا نے براق کی جلوداری کی۔وہ ہوا کی طرح تیز چلنے والا براق آسمانوں پر فوراً پہنچ گیا اور اتنا تیز چلا کہ آندھی بھی اسکی برابری نہ کرسکی اور پیچھے ہوکر رہ گئی۔براق جوش میں آکر بجلی کی طرح تیزی اور سرعت سے چلا کہ کوئی چیز اسکی رفتار میں رکاوٹ نہ بن سکی۔اور نبی کریمؐ برج آتشی وبادی سے بھی اوپر گذر گئے۔نبی رحمتؐ لطیف اور مہک دار ہوا کا جسم ہیں۔انکی خوشبو اور چہرہ گویا بہار کی صبح

ہے۔ اُسی نبیؐ کے متعلق خداوند کریم نے فرمایا ''یہ میرا رسولؐ کوئی فرمان جاری نہیں کرتا ہے، جب تک کہ اس کو میری طرف سے وحی نازل نہیں ہوتی۔'' جب روح اللہ یعنی حضرت عیسیٰؑ نے حضرت محمدؐ کے محبت کی ہوا کے چلنے کی جگہ کو پایا تو بلند مرتبہ حاصل کیا۔ اگر انسان یہ جگہ حاصل کرے تو حضرت عیسیٰؑ کی طرح کشف وکرامات اور معجزات دکھا سکتا ہے یعنی وہ بھی روحانی طور بلند مرتبہ حاصل کر سکتا ہے۔ حضرت نوحؑ نے بھی حضرت محمدؐ کی محبت کو اپنی کشتی کا بادبان قرار دیکر طوفان سے نجات پائی۔ حضرت محمدؐ کی محبت کے ہی طفیل حضرت عیسیٰؑ کو روح رواں حاصل ہوا اور نوح کی کشتی روانہ ہو کر ساحل نجات تک پہنچی۔

تفہیم الفاظ:

ہوادار=فریفتہ، عاشق+سلیمانؑ=ایک پیغمبر کا نام ہے جس کا تخت ہوا پر چلتا تھا+ بلقیس=ملکۂ سبا، اسکو ہوا نے حضرت سلیمانؑ کے پاس شہر سبا سے لایا تھا+صبا=وہ ہوا جو مشرق سے چلتی ہے، صبح کی ہوا+براق=برق سے نکلا ہے، یعنی وہ سواری جس پر حضرت محمدؐ معراج کے موقع پر آسمان پر چڑھ گئے تھے+بادپا=ہوا کی طرح تیز چلنے والا+بادصرصر=آندھی، تیز ہوا+گرم=جوش میں آنا، ہوا جب گرم ہو جاتا ہے تو اوپر کی طرف پرواز کرتا ہے+جولان=سرپٹ دوڑنا، تیز چلنا+بادمراد=موافق ہوا+برق=بجلی، تمام چیزوں سے برق کی رفتار سے زیادہ ہے+مہر نبوت=وہ نقش جو رسول خداؐ کے مونڈھوں پر تھا۔ اگر مُہر بنوت پڑھا جائے تو مطلب آفتاب رسالت ہوگا۔ مطلع=طلوع ہونا+برج آتشی=یہ تین برج ہیں۔ حمل، اسد اور قوس

برج بادی=جوزا، میزان اور دلو+نسیماہ=خوشبودار ہوا+وسیماہ=مہر نبوت+سیما=چہرہ+وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ وَحْيٌ يُوحَىٰ =قرآن کریم کی آیت ہے جسکے معنی یہ ہے کہ حضرت رسولؐ

خدا کوئی امر بغیر وحی الٰہی کے نہیں کرتے تھے+ مہب = ہوا کے چلنے کی جگہ + ریح = ہوا + روح = مراد روح اللہ یعنی حضرت عیسیٰؑ یا انسان کی روح + مسیحائی = کمال، کشف وکرامات اور معجزات دکھانا، جس طرح حضرت عیسیٰؑ سے ظاہر ہوئے + ہوا خواہی = دوستی + بادبان = لنگر۔

مدح

کھاڑن شاہ، پران وصفِ شاہؑ روحس بہارا کران غنچہٗ دل واہوائے مدح سرائی
بادسحر گوڑ دِوان شاہؑ سند دم پھولناوان اِ گلن صبح دم

☆

ترجمہ

حضرت علیؑ کے اوصاف اور فضائل بیان کرتے ہوئے سانس لینا روح کو طراوت اور تازگی بخشتا ہے۔ان کے مدح ادا کرتے ہوئے دل کے شگوفے کھلتے ہیں۔بادِ سحر پہلے حضرت علیؑ کی محبت کا دم بھرتا ہے، پھر پھولوں کو صبح کے وقت کھلاتا ہے۔

مصائب

خلقو پھوڑتسی شہسؑ بادطوفان کربلا صحرا پژوس پوترِ واوایز دن بے پروائی
اکے ہوابر بادِ ییس شُمر نہ خنجر ک دم تمہِ چے ژھٹہِ نٹہِ عرشِ اعظم
اُسی پیمتی شہیدن بدن تا پس سیکہِ ہند کھوان بخارا سرن نہ سایا کا گلن ہنز و ژھایو سوائی

شاہ حسینؑ منز تنؤ رس راتس تھاوان آسی بے رحم   یتھنہٕ ازسر سرس واتبس شبنم

قدغن کۆ رنیزٕ دارن بدکارن ابن ذیاؑ دی

پکنأ وؤ کھ نیزٕ جدا جدا اکھاؑ کی سند یتھنہٕ واتبکھ سایا سعیاہ نزٕ بکار

ژٹہٕ ہتہٕ گلہٕ یتھنہٕ کرٕ ہوا سردارس علمدار

☆

بایوژے اوسے ہوائے گلزار گرشھان بارا   ازہوا کوٚ رُے نہٕ کانٛسہٕ خنجر وتہٕ تیر وسوأیی

ژے اوسے شاہپرؓ پکھہٕ کران ژٕ بیلہٕ شونگہم   ازکانہٕ پرٕ وہوا کران سؤ ہم

وَنے کیؤ نہہ بنیؤ تمہٕ ساتہٕ گٹہٕ کارا   ژے بیلہٕ شرٛاکہٕ تلہٕ دِتی تھہٕ ژھر ٹھ بیمارس

ووژھٹھ آیی ☆

ژٕج ظلمہٕ واو بیب شہربانؓ مرگن دیتہٕ مارا   سپنس پرٕ ناوواوپیؤس بیلہٕ گیس جورِ جداٗیی

سپنس تخت وتاراج اکھ دماگیہِ برہم   دوکھہٕ لدِ پیس چھوکن پٹھ چھوکھ پیہم

سپنی ہوا زدخہٕ زدرٹہٕ کوہسارا   سایہٕ رژھہٕ گرس نہٕ کانٛسہٕ پننہٕ ژھایہٕ سوا کانٛسہٕ ہمپأیی

ژھٹان خفہٕ واوس کن اُس دپان یوچھس امام حسینؑ حرم

خبر چھے نا ژتہٕ اوسہٕ ہم نہٕ محرم

مےٗ ہوواو ہیؤ تمت چھم نار   خانہٕ دار مورٕ ہم اُ دی

ہوواو تھاوتم منتھاہ گرشھتہٕ گرا کرتکھ ہوایہٕ تنے آررأضی رؤزی رسول مختارؐ

ترجمہ

اسی عالی مرتبت حضرت علیؑ کو مصائب اور آلام کی گھٹاٹوپ آندھی نے کربلا کے ریگستان میں گھیر لیا۔ بد بخت اور بے حیا یزید نے ان کی اولاد کو اُسی تپتی زمین پر شہید کرایا۔ شمر لعین کے ایک ہی وار نے ان کے جگر گوشہ حضرت امام حسینؑ کو ختم کر کے گلشن علیؑ کو تباہ اور ویران کر دیا۔ اس تلوار کی جھنکار سے عرش اعظم بھی کانپنے لگا۔ کربلا میں شہیدوں کے بدن دھوپ میں پڑے جھلس رہے تھے۔ ان شہیدوں کے سروں کے آگے کو جو کہ نیزوں پر سوار تھے، سوائے گیسوؤں کے عکس کے کوئی چیز سایہ فگن نہ تھی۔ ظالم بے رحم حضرت امام حسینؑ کے سر مبارک کو رات کے وقت تنور میں رکھتے تھے تاکہ شبنم کے قطرات بھی ان کے سر مبارک تک نہ پہنچ سکیں۔

☆

حضرت زینبؑ اپنے عزیز بھائی حضرت امام حسینؑ کا بین کرتے ہوئے فرماتی ہیں: میرے عزیز بھائی تمہیں باغوں کی ہوا اور پھولوں کی مہک بھی گراں محسوس ہوتی تھی، مگر کیا انقلاب زمانہ دیکھتی ہوں کہ تمہیں آج دشمنوں کی تلواروں اور تیروں کے سوا کسی اور چیز نے ہوا جنبانی نہیں کی۔ جس وقت تم سوتے تھے، اس وقت حضرت جبریلؑ تمہیں اپنے پروں سے پنکھا کیا کرتے تھے مگر آج دشمنوں کے تیروں کے پروں نے ہوا کرتے ہوئے تمہیں موت کی نیند سلا دیا۔ میں تمہیں

کس طرح بتا سکتی ہوں کہ اس وقت کون سی قیامت ہم پر برپا ہوئی جبکہ تم شمر کی تلوار کے نیچے تڑپ رہے تھے۔ وہ منظر دیکھکر بیمار امام زین العابدینؑ کی حالت ایسی بگڑ گئی کہ وہ بے ہوش ہو گئے۔

☆

ظلم کی آندھیاں دیکھ کر حضرت شہر بانوؑ نے امام حسینؑ کی تعمیل حکم میں کربلا سے کوچ فرمایا۔ ان کو عزیزوں اور بیٹوں کے قتل نے زیروزبر کر دیا تھا۔ ان کی تباہی اور بربادی اس وقت انتہا کو پہنچی جبکہ ان کے سرتاج حضرت امام حسینؑ شہید ہو کر ان سے جدا ہو گئے۔ قتل و غارتگری کے بعد وہ ایک آن میں تباہ ہو گئیں۔ مصیبت کی ماری حضرت شہر بانوؑ کو متواتر زخموں پر زخم لگے اور وہ دیوانہ وار پہاڑیوں اور صحراؤں میں سرگرداں پھرتی تھیں۔ اس بے وسیلہ کو اپنے سایہ کے سوا کسی اور نے رفاقت نہیں کی۔ ان کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں تھا جس کو وہ اپنی درد بھری داستان سنا کر غموں کا بوجھ کسی قدر ہلکا کر لیتیں، اسلئے وہ ہوا کو مخاطب کر کے فرماتی تھیں: آگاہ ہو، اے ہوا کہ میں فخر کائنات رسول کریمؐ کے نواسے حضرت امام حسینؑ کی حرم محترمہ ہوں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ تو بھی میری محرم نہیں تھی۔ اے ہوا مجھ پر بھاری احسان ہوگا اگر رحم کھا کے تو اس وقت جا کر شہدائے کربلا کی لاشوں کو جو تپتی دھوپ میں ریت پر جھلس رہی ہیں، ہوا کر دیتی۔ یاد رکھ ایسا کرنے سے نبی رحمتؐ راضی اور خوش ہوگا۔

تفہیم الفاظ:

واو= ہوا، مصیبت + ژھٹہٕ =تلوار کا وار+ اکے ہوا= ایک ہی جنبش سے+ بخارا= بھاپ، بخارات + سایاہ= سایہ+ ژھایاہ= عکس، سایہ+ ازسر= ہرگز+ قدغن= پابندی، سخت حکم+ سعیاہ= کوشش+ شاہپرٔ= حضرت جبرائیلؑ+ کانہٕ پرٔ= تیروں کے ساتھ جو پر لگے ہوتے ہیں، جس سے تیر دوٗر تک جاتے ہیں+ ووژھٹھ= شامت۔

شیر

حمد

یا اللہ بیانِ ثنا چون شیرٕ ہِن شیرا لبن نہٕ امیک دٕہن شکر لبن

اَتہِ زیوٚن بستگی پیرٕ کارنے گویا طفل شیر خوارنے

ژایا وعذب البیانن تہِ امیک اَمہِ گُے شیرا جگر خوٗن گوکھ تہٕ کینٔہ نہٕ لبن

روٗدِ خیال خام پوٚختہٕ کارنے شیرٕ ہٕ جان آکھ کارنے

دوٕدِرے تہٕ شیوٗ رکھنہٕ کانہہ لفظاہ چاٰنس حمدس قاٰبلو

اَتہِ اللہ دُرِ قایل لا اُحصی دوٚپ کاٰملو

پروردگارٕ چھکھ کیا سبب سازا چھُ آسان تھنہٕ پنٔنے وُنہِ شیر خوار

ژٕ چھِہس مادر پستان بُرٕ بُرٕ تھاوان

ہیچھناوان دایہ تربیت چون دودٕ چوٚن طفلس خامسے

نتۂ گُمرزہِوُ نُے دڈّودامس تعلیم ئُردوہِ دامسے

طفلۂ ہنڈِ پُڑئی خؤنس شیر، شیرس ہبّیہِ خؤن کران چاؔئی قدرتھاہ

☆

ترجمہ

یارب تیرے اوصاف اور خوبیاں بیان کرنے سے زبان کو ایسی حلاوت ملتی ہے جیسی میٹھے دودھ سے ملتی ہے۔ان اوصاف کے بیان کرنے سے شکرلب قاصر ہیں۔یہاں پر تو بوڑے تجربہ کاروں کی زبان کی روانی گویا زبان بندی کے مترادف ہے۔جس طرح کہ دودھ پینے والے بچوں کی زبان بند ہوتی ہے۔خدا کے اوصاف کو بیان کرنے کا چسکہ شیریں کلام کرنے والوں میں پیدا ہوا مگر ان کے جگر خونی ہو گئے اور ان کو کچھ حاصل نہ ہوا۔انہوں نے بہت کوشش اور محنت کی مگر خدا کے اوصاف ان سے بیان نہ ہو سکے اور وہ مایوس اور نامراد ہو کر رہے۔اس بارے میں تجربہ کاروں کے خیالات ادھورے رہ گئے اور ان کی زندگیاں ضائع ہو کر رہ گئیں۔انہوں نے اپنی عزیز عمریں اسی آرزو میں گذاریں مگر تیری حمد کے قابل ایک لفظ بھی تیار نہ کر سکے۔بخدا کیا ہی خوب کہا ہے کہنے والے نے کہ ہم خدا کے اوصاف بیان کرنے میں ہیچ ہیں یعنی انہوں نے تسلیم کیا کہ اُن سے خدا کے اوصاف بیان نہیں ہو سکتے ہیں۔اے خدا تو کیا مسبب الاسباب ہے کہ ابھی بچہ پیدا بھی نہیں ہوا ہوتا ہے کہ تو اس کی ماں کے

پستان دودھ سے بھر دیتا ہے۔تمہاری قدرت کاملہ نوزائیدہ بچے کو دودھ پینا سکھاتی ہے ورنہ کوئی بتا سکتا ہے کہ درندوں اور چرندوں کو دودھ پینے کی تعلیم کس نے دی ہے؟ یہ تمہاری ہی قدرت ہے جو بچے کی خاطر خون سے شیر پیدا کرتی ہے اور جب بچہ یہ شیر پیتا ہے تو اس دودھ سے اس بچے کے بدن میں خون پیدا ہوتا ہے۔

تفہیم الفاظ:

شیرین شیرا = میٹھا دودھ+ چون = پینا،تمہارا+ دہن = گھی ،منہ، طاقت،دودھ کی بو+لبن = فارسی میں ہونٹوں کو کہتے ہیں اور عربی میں دہی کو+ زیوٚن = زبان آنی، دودھ کا دہی میں تبدیل ہونا، پیدا ہونا+ پیر کارنے = بوڑھے تجربہ کار، کارن،دودھ کے ابالنے کو کہتے ہیں+ عذب البیان = شیرین کلام کرنے والے+عذب =شیرین، میٹھا+ شیرا= دودھ، کشمیری میں چسکہ، مزہ+لبن = دہی، کشمیری میں حاصل کرنا، پانا+ خام = کچا، کچا دودھ جو ابالا نہ گیا ہو+ پختہ کارنے = کامل، کارن دودھ کے ابالنے کو کہتے ہیں+دوۄ رے = سڑ جانا، دودھ کی ذیادتی سے پستانوں میں جو تکلیف ہوتی ہے اس کو ''دوۄ رے'' کہتے ہیں+ قابلو = قابل، لایق، دایہ جو بچہ پیدا ہونے کے وقت عورت کی امداد کرتی ہے+ للہ دُرِّ قایل = عربی محاورہ ہے یعنی کیا ہی اچھا کہا ہے کہنے والے نے+ در = دودھ+ پُژی = خاطر، روئی کو دودھ میں ڈالکر اور پھر اسکو نچوڑ کر بچے کے منہ میں دودھ کے قطرات ڈالنے کو پژی کہتے ہیں+ تھنہٕ پینے = بچہ پیدا ہونے سے پہلے+ دوۄ دامس = دودھ کا گھونٹ، دودھ پینا+ دڈّو دامس = درندے اور چرندے+ خوٗنس شیٖر = ماں کے خون سے پستانوں میں شیر پیدا ہوتا ہے+ شیٖرس خون = جب بچہ شیر پیتا ہے تو اس دودھ سے اس کا خون بنتا ہے۔

نعت

ہمہٖ نامِ خیرالبشر بشیرا   بہ شیر وشکر چھلہٖ دہن
ییلہِ اون سُہ زبدۂ انبیا پروردگارنے   شیر اِز لوٗب روزگارنے
سپنہِ ادا نعتک عشر عشیرا   وٗئی زے سارے وأنسہِ رأ ژن تہٖ دوہن
دود چوٗنے اعجاز ہوو بزرگوارنے   آونہٖ دردام دعوادارنے
بٗزی تو زہنہٖ بروٗنٹھُے بابہٖ اوسں گومُت باحق وأ صلو
أُسس نہٖ دودس یوان کانہہ دودٖ ماٗ جاہ دیان أمس چھُ موٗ دمت پنن بابہٖ نامدار
یُتمس رچھنہٖ کیٔا واتہِ احسان
اِدیٔت پننہِ مایہِ جوش ابوطالبسؑ دودٖ ببہٖ برنہٖ آیسے
اوس وائے کران وائے أنہِ نس جایہ جایہ پھیران سعیسے ....

ترجمہ

اب میں اپنا دہیان دودھ اور مٹھاس سے صاف اور پاک کر کے حضرت رسول مقبولؐ کا نام گرامی زبان پرلوں گا۔ جب خداوند کریم اس برگزیدہ نبی کو دنیا میں لایا تو اس وقت اس دنیا کا نظم ونسق درست ہوگیا۔ اگر ساری زندگی میں دن رات اس عالی مرتبت نبیؐ کے نعت کہے جائیں تو دسواں حصہ بھی ادا نہ ہوسکے گا۔ ابھی وہ دودھ ہی پیتے تھے کہ انہوں نے معجزات دکھادئے اور کبھی دعویداروں کے پھندے میں نہیں آئے۔ اس نبی کے پیدا ہونے سے پہلے ان

کے والد محترم انتقال فرما چکے تھے۔کوئی دایہ ان کو دودھ پلانے نہ آتی۔ وہ کہتی تھیں کہ اِس کے باپ انتقال کر چکے ہیں لہذا اسے پالنے سے ہمکو کیا فائدہ ہوگا۔ یہ دیکھ کر حضرت ابوطالبؑ کی غیرت اور حمیّت جوش میں آگئی اور نبی کریمؐ کی محبت بھڑک اُٹھی۔ وہ دایہ لانے کیلئے بہت ہی کوشش کرتے تھے اور اسی مقصد کے لیئے جگہ جگہ تلاش کرتے پھرتے تھے۔

تفہیم الفاظ:

خیرالبشر = حضرت رسول مقبولؐ + بشیرا = حضرت رسول اکرمؐ کا اسم گرامی، خوشخبری دینے والا + زبدہ = چیدہ، مسکہ، چھاچھ، ملائی + شیرازہ = وہ دہی جس سے پانی نکالا ہو، نظم ونسق + شیرز = مدانی + عشر = ہرایک بوٹی جس سے دودھ نکلے، دسواں حصہ + دوہن = دِن، عربی میں روغن کو کہتے ہیں + دردام = جال میں، پھندے میں + در = دودھ + دام = پستان کا چوسنا + دودِ بیہ برنہِ یِنہِ = پستان کا دودھ سے بھر جانا، یہ محاورہ ہے جسکا مطلب محبت کا جوش میں آنا ہے + داے کران = کوشش کرتا تھا

☆

مصائب

وچھتواوس بیب شہر بانسؑ کیٔا تقدیرا کھوتس نہٖ دوٖدِرلوسس شُری رچھان آخرلوٗگس اتھن
کیٔنہ شہزادِ مہرازِ واٗ تتھ آس مارنے کیٔنہ ماٗرکؑ ہس منز گھوارنے
دیٚت چاک تمہِ ساتہٖ پوترِ ماجہِ اونس یُژ جیرا ییٚلہِ پھیرؠ تھہٖ جنگہٖ آوشاہ اکبرؑ
اوسس نہٖ طاقت کتھن

وچھنس وو تھان رتھ چھو کن زن فوار نے   زردی أئی مژ روخسار نے......

ترجمہ

حضرت بیب شہر بانوؑ کے مقدر میں کیا لکھا ہوا تھا کہ اس کا دودھ بار آور ثابت نہیں ہوا۔ اسکے ہاتھ اور بازو بچوں کو پالتے پالتے تھک گئے اور آخر کار وہ سب اس دکھیاری ماں کے سامنے قتل کئے گئے۔ کچھ بچے جوان ہوکر شہید کئے گئے اور کچھ پنگوروں میں ذبح کئے گئے۔ حضرت شہر بانو کا دم گھٹ رہا تھا اور ممتا کے مارے سخت برا حال ہو رہا تھا، جبکہ حضرت علی اکبرؑ میدان جنگ سے اپنے باپ کو آخری دفعہ وداع کرنے کے لیئے واپس تشریف لائے۔ اس وقت انکو بات کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تھی۔ ان کے زخموں سے خون فواروں کی طرح نکلتا تھا اور ان کا چہرہ خون کی روانی سے زرد ہو گیا تھا۔

تفہیم الفاظ:

دود کھسن = دودھ کا پستانوں میں پیدا ہونا، یہ محاورے میں اس وقت استعمال کیا جاتا ہے جب بچہ بڑھکر جوان ہو جاتا ہے+ دوداتھن لگن = دودھ کا پھل نہ لانا، یہ محاورہ اس وقت استعمال ہوتا ہے جب کسی ماں کا بچہ جوان ہوکر مر جاتا ہے+

رو

حمد

یااللہ مےٚ توٗگ نہٕ حمد چون زانٕہہ بروئے نادأنی سپنہٕ کمہِ موکھہٕ حأمدن روبرو

عرقِ انفعالہٕ مےٚ چھم بٕرتھ روخسار دِتم آبرومتہٕ کرتم شرمسار

مےٚ کٔر ہمیشہِ روگردأنی دِمہٕ بُتھ کیٛاتی انہٕ ہم برو

روئے ریان کوٚرنس بہٕ گنہگار تھوٗونہٕ خطاہومےٚ روئے استغفار

چھم امیدانہِ نہٕ میٛون زشتیٛ گناہ چین چانہِ عفوٕکس جبینس

یتھٕہ نہٕ انان عکس روسیاہ گٔنہِ رنگہٕ تیٖرگی أئینس

اسہِ تے روسفید کرکھہٕ تہٕ چھے قدرتھاہ آہن سیٖہ ہٕس أیٖنہٕ چھِ کرانے

ترجمہ

یااللہ میں اپنی نادانی اور جہالت کے باعث تمہارا حمد ادا کر نہ سکا جیسا کہ تمہارے شان کے لائق اور فائق تھا۔اب میں تمہارے حمد کرنے والوں کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں۔ میں تو منہ دکھانے کے قابل ہی نہیں رہا۔شرم اور خجالت کے پسینے سے میرے رخسار شرابور ہیں۔میرے مالک! تو مجھے خجالت سے بچا کر عزت اور سرخروئی عطا کردے۔ میں نے ہمیشہ تیری نافرمانی کی۔اگر اِن کوتاہیوں اور نافرمانیوں کا تذکرہ آمنے سامنے ہوگا تو میں کس طرح اپنا منہ تمہیں دکھاسکوں

گا۔ میرا سر تو شرم وخجالت سے نیچے ہوگا۔ ریاکاری نے مجھے گنہگار بنایا۔ میرے گناہ اس طرح بڑھ گئے ہیں کہ اب میں توبہ کرنے کے قابل بھی نہ رہا۔ لیکن میں اس امید پر جیتا ہوں کہ میرے گناہوں کی سیاہی تیرے عفو اور رحم کے ماتھے پر کسی قسم کی ناراضگی کی شکن اور بل نہیں لائے گی۔ جس طرح سیاہ فام انسان کی صورت کا عکس آئینہ پر کسی طرح کی سیاہی نہیں لاتا۔ اگر تو ہمارے گناہوں کی سیاہی کو اپنے رحم اور عفو کے پانی سے دھو کر ہم کو سرخرو کرے گا تو ایسا کرنا معمولی چیز ہے۔ جس طرح سیاہ لوہے سے ہی صاف آئینہ تیار کیا جاتا ہے۔

تفہیم الفاظ:

موکھ = چہرہ + آبرو = عزت + روگردانی = نافرمانی + برو = منہ پر کہنا + روئے ریا = ریا کاری + روے ، استغفار = توبہ کرنے کی طاقت + آہن سیاہ = کالا لوہا، اس کو جلا کر آئینہ بنا دیا جاتا ہے۔

نعت

یا اللہ چھے شفیع سون چون روشناس خیر البشر رحمتک ابرو

ییلہِ دِیہِ جلوہُ شفاعت تہنڈ ییہِ بروئے کار سپنہِ چہرہُ گناہ ثوابس ستیِ آشکار

دیٔت سجدِ آدمسؔ ملکو ہتھ رویہِ تہنڈُ ے محراب ابرو

سُہ ملیح وجیہہ مقبول پروردگار تتہِ حسن یوسفؑ کساد بازار

وچھاو ماہِ کنعانن برویا سجدِ کران ماہ ومہرو

ڈیشہِ ہا بخواب سُہ رویا ٹھہرِ ہاؤ سِرتہِ پیٹہِ ہا برو

گوڑ خالقن ارض وسما اوننِ رونما اِ مدعائے لولاکن ہوؤن جمال

تہنڈ ے توجہ گو پیدا رونق دینس تہٖ آئینس

تہنڈ ے رویہ گو یہ روزگار ہویدا تہنڈ ے عارضکہِ عارضہٖ دو جہانے

ترجمہ

اے خدا میں تمہیں اس برگذیدہ رسول کا واسطہ دیتا ہوں جو تمہارے اسرار کا واقف اور رحمت کا بادل ہے۔ جب قیامت کے دن وہ جلوہ افروز ہوں گے اور انکی شفاعت عمل میں آئے گی تو گناہ کا چہرہ ثواب میں تبدیل ہو کر آشکار ہو جائے گا۔ جب فرشتوں نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کیا تو انہوں نے پہلے حضرت رسول مقبولؐ کے ابرو کا محراب سامنے رکھا اور پھر سجدہ کیا۔ یہ وہی صورت اور سیرت والا خدا کا مقبول نبیؐ ہے، جس کے حسن کے مقابلے میں حضرت یوسفؑ کی صورت کو کوئی وقعت ہی نہیں۔ حضرت یوسفؑ نے خواب میں دیکھا کہ سورج اور چاند اسکو (حضرت یوسفؑ) سجدہ کرتے تھے، اگر وہی حضرت یوسفؑ ہمارے رسول مقبولؐ کے چہرۂ مبارک کو خواب ہی میں دیکھ لیتے تو ان کے حسن وجمال کی تاب نہ لاکر وہ منہ کے بل گر جاتے۔ خدا نے پہلے زمین اور آسمان کو تیار کیا پھر رسول مقبولؐ جن کے باعث یہ زمین اور آسمان بنائے گئے ظہور فرمایا۔ ان ہی کی توجہ سے دین خدا نے رونق پائی اور انسانیت اور خداشناسی

کا آئین مرتب ہوا۔ان کی ہی طفیل سے یہ دنیا ظاہر ہوئی۔انکے دور خساروں کے عکس دو جہاں (دُنیا اور عقبیٰ) ہیں۔

تفہیم الفاظ:

روشناش = واقف + رو = چہرہ + شناس = پہچاننا + ابرو = بادل، بھویں + بروئے کار = عمل میں لانا + رویہ = سامنے، چہرہ + محراب = مسجد کی وہ خاص جگہ جس سے قبلہ معلوم ہوتا ہے اور جسکی طرف سجدہ کرتے ہیں + ملیح = نمکین، سانولے رنگ کا + وجیہہ = خوبصورت، خوشنما، صاحب جاہ + کساد بازار = کھوٹا بازار، ایسی چیز جو معمولی شے ہونے کی وجہ سے کوئی نہ خریدے + ماہ کنعان = مراد حضرت یوسف +

رونما = وہ تحفہ جو دلہن کو منہ دیکھنے کے وقت دیا جاتا ہے، منہ دکھانا + مدعائے لولاک = حضرت رسول مقبولؐ، یہ اس آیت کی طرف اشارہ ہے جسمیں خدا نے فرمایا کہ میں زمین و آسمانوں کو پیدا نہ کرتا اگر مجھے حضرت رسولؐ مقبول پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا + توجہ = کسی کے طرف منہ کرنا + عارض = گال، رخسار، ظاہر کرنا۔

مدح

چھُ غازۂ چہرِ ایجاد شاہ آبروئے بحر و برو

آغازۂ عالم آبہٕ شہپرسؑ دِیہٕ دیدار اُخرٕ ے بروئے زمین کعبہٕ منزٕ سپن نمودار

سُے غازیٔ دینِ مبین روز غزائہ ببرو ہز برو

پھران رخ یتھ طرفس بہتھ دورویہٕ ذوالفقار روئیٖن تن ژلان دِوان پشت رودار

از لے بو حضرت شاہ جنابس دوست یکرو

زہنہٕ دوہہٕ تانی کرِ نہٕ اُچھ وایانی کرِ رویت آنسرورؐ

سپن شب معراجہ پردۂ جلالہ مواجہہ شکلا وچھنس وار شاہؑ سند خط وخال
تمے وجہہ مادوپہس وجہ اللہ رؤ دنہ شبہاہ تتھ شبہس حضرتسؑ
واتہِ کوّت فکراَتہِ گرٔھہِ ہیولا اوس کیا معنی تتھ صوٗرتساَس پیشانی شاہؑ تیژاہ پرٗجلا
تتھ نوٗرحق اوس تابانے

ترجمہ

کائنات کا یہ رنگین منظر حضرت علیؑ ہی کے طفیل ہے اور سمندروں اور زمینوں کی وقعت ان ہی کی وجہ سے ہے۔ ابتدا میں جب صرف عالم آب ہی تھا اور زمین وآسمان کا وجود بھی نہ تھا اس وقت علی مرتضیٰؑ نے شاہپرؑ (جبریل امینؑ) کو اپنا چہرۂ مبارک دکھایا تھا۔ آخر خانۂ کعبہ میں ظاہر ہو کر انہوں نے اپنا منہ دکھایا۔ وہ اسلام کے نامور غازی، اسلامی لڑائیوں میں شیر ببر اور شیر ژیاں کی طرح لڑتے تھے اور دو دھار والی ذوالفقار کو ہاتھ میں لیکر جس طرف رخ کرتے تھے، اسطرف کے نامی پہلوان اور بہادر مقابلہ کی تاب نہ لا کر خوف اور شرم کے مارے پیٹھ دکھا کر بھاگ جاتے تھے۔ ابتدائے آفرینش سے ہی حضرت علی مرتضیٰؑ جناب رسولؐ کے حقیقی اور سچے دوست تھے۔ انہوں نے پیدا ہونے کے وقت تب تک آنکھیں نہیں کھولیں جب تک کہ انہوں نے حضرت رسول مقبولؐ کا روئے مبارک نہیں دیکھا۔ شب معراج کی تقریب پر حضرت رسول مقبولؐ کو پردۂ الٰہی سے ایک شکل سامنے ظاہر ہوئی جسکا خط وخال ہو بہو حضرت علیؑ کی صورت سے ملتا تھا۔ شاید

اسی وجہ سے حضرت علیؑ کو وجہ اللہ کہا گیا کیونکہ رسول مقبولؐ کو اس صورت کے بارے میں کسی قسم کا شک اور شبہ نہیں رہا۔ اس حقیقت کو معلوم کرنے میں کہ اس صورت کا کیا مطلب اور غرض تھا فکر انسانی کوئی رہبری نہیں کر سکتی ہے کیونکہ اسکی رسائی محدود ہے اور اس بارے میں یہ بھی عاجز اور خوفزدہ ہو کر رہی۔ حضرت علی مرتضیٰؑ کی پیشانی اتنی نورانی اور روشن تھی گویا کہ خدا کا نور چمک رہا تھا۔☆

تفہیم الفاظ:

غازہ = گلگونہ، ایک قسم کی سرخی ہوتی ہے جو عورتیں اپنے منہ پر ملتی ہیں + ایجاد = کائنات + آبروے = عزت + عالم آب = زمین و آسمان کے پیدا کرنے سے پہلے سارا عالم آبی تھا، بغیر پانی کے کچھ اور نہ تھا + بحر = سمندر + بر = زمین + شاہپرؒ = جبریل امینؑ + کعبہ منز سپین نمودار = کعبہ میں ظاہر ہوا، حضرت علیؑ مرتضیٰؑ کعبہ میں پیدا ہوئے ۔ یہ ایسا نمایاں شرف ہے جو کسی اور کو حاصل نہ ہوا۔ اسکے متعلق خواجہ معین الدین چشتیؒ فرماتے ہیں۔

وقتیکہ بکعبہ مرتضیٰؑ شد پیدا   درارض وسماءً جلوہ نما شد پیدا
جبریل زِ آسمان فرود آمد و گفت   فرزند بخانہ خدا شد پیدا

دورویہ = دودھاروالی تلوار + دِوان پشت = پیٹھ دکھانا + روودار = شرم، حیا + یکرو = سچا، حقیقی، یکرنگ + مواجہ = روبرو + وجہ اللہ = خدا کا چہرہ، حضرت علیؑ کا خطاب + ہیولا = خوف، حیران + پرجلا = روشن + تابان = چمکنا۔

مصائب

بۂ زم کوٚ رکھ پادشاہِ حلبس وصف جمال پیغمبرو دوٚپہس اوس تہندٕ موے تابدار تہٕ
روشن انہار   معنیٰ یولج اللیل فی النّہار

ییلہِ اوس واکران مرجان لب مختۂ ہاران سہٕ والا گوہرو

چھے بے ادبی تہنٛد ہن دندان مبارکن دپن موختۂ ہار تتی اُسی آبدار زِلوِ ہے نہٕ تتہِ موختۂ ہار

اِد اوس افسوس کھوان بٔنیوم نہٕ دیدار رؤدم دلس یہوے مے آرزو

راتس گرٛھان یُس بے قرار ڈیشہٕ ہا بخواب سہٕ عارضو

اِد دوپہس چھُ تہنٛدس شاہ حسینس اکھ فرزنداہ اکبر شاہؑ سہٕ وچھتہٕ گرٛھان جنابؑ سنٛد خیال

آنحضرتؐ سنٛد لول لیس یوان سہٕ وچھان بُتھ تس نازنینس

چھس عمامہٕ آنسرورؐ موکھ نیران تہنٛدے تسلی چھُ مدینس

اِد تہنٛدِ رویہ دراو حلبک پادشاہ ڈیکہٕ کنٛز مدہن گُن اوس لارانے

☆

اِد اوس خوشی بران دلس سٔوکران بہٕ وچھہن شہزادِ اکبرؑ

ہے ہے کیا چھُ کران قضاکار عوشرِ کہِ دوہہٕ کربلاکہِ میدانہٕ پیوس گذار

وچھن خوٗنس منز پیوٚمت شہید واراہ وُنہٕ ژھرٹ دِوان تچھان کھورو

کینٛہہ ریش سفید، کینٛہہ جوان تہٕ کینٛہہ شیر خوار آبہٕ پُوٗ بر گاہتی کم گلعذار

وچھن بُتھس بُتھ لاگتھ شہید جوراہ تمن دون آمت اکوے تیرو

اکھ چھُ داریِ اوس بیا کھاڈِ کھورو زن مالی پٔتھر نالہٕ موٗت گرتھ چیرو..........

اِد اوس بیوٚن بیوٚن شہیدن ؤنی دِوان سو کھہٕ موکھہٕ توٗتے ووت برابرو

ییتہِ اوس پیوٚمت سہٕ شبیہ رسول مختار

ترجمہ

ایک دفعہ حلب کے بادشاہ کے سامنے حضرت رسول مقبولؐ کے حسن صورت کے اوصاف بیان کئے گئے۔ان کا موئے مبارک اور نورانی چہرہ اتنا تابندہ اور چمکیلا تھا کہ جسکی تفسیر آیہ ''یولج اللیل فی النّہار'' ہے۔جب وہ مونگے کے مانند سرخ ہونٹ کھولتے تھےتو وہ شاندار نبی گویا موتی نچھاور کرتے تھے۔یہ کمال بے ادبی ہوگی اگر ان کے دندان مبارک کوموتیوں کے ہار سے تشبیہ دی جائے۔وہ اتنے چمکیلے اورصاف وشفاف تھے کہ انکے مقابلہ میں موتی کی قدرو قیمت کوڑیوں کے برابرنہ تھی۔ یہ اوصاف سن کروہ بادشاہ افسوس کرتا تھا کہ مجھے اس نبی کا دیدار حاصل نہ ہوااور میرے دل میں یہ ارمان رہ گیا۔رات کووہ بہت ہی بے قرار ہو جاتا کہ اے کاش میں ان کی صورت خواب میں ہی دیکھتا۔پھراس بادشاہ سے کہا گیاکہ حضرت امام حسینؑ کے ایک فرزند شہزادہ علی اکبرؑ ہیں جن کودیکھکر حضرت رسولؐ کی شکل وصورت یادآتی ہے۔جس کونبی کریمؐ کے دیکھنے کا شوق دامن گیر ہوتا ہے،وہ اس شہزادے کاچہرہ دیکھ کر دل کوتسلی کرتا ہے۔نبی کریم کا عمامۂ مبارک ان کے سرپراُسی طرح سجتا ہےجس طرح کہ نبی رحمتؐ کے سرمبارک پر چجتا تھا۔اس شہزادے کودیکھ کرمدینے کےلوگوں کوتسلی اور تشفی ہوتی ہے۔یہ سن کرحلب کا بادشاہ شوق وآرزو پورا کرنے کیلیۓ اور اس شہزادہ کودیکھنے کے لیے سُیدھا مدینے کا رخ کرگیا۔وہ پھولے نہیں سماتا

تھااور دل میں یہی خیال کرتا تھا کہ میں شہزادہ علی اکبرؑ کو دیکھ کر دل کی مراد حاصل کروں گا۔ وہ اسی خیال میں مگن تھا لیکن دوسری طرف قضا وقدر ایک دردناک منظر دکھاتا تھا۔ اس بادشاہ کا گذر عاشورہ کے دن کربلا کے میدان سے ہوا۔ یہاں پہنچ کر اس کو سخت حیرت ہوئی جب اس نے شہداء کی ایک جماعت خون میں غلطاں دیکھی جو ابھی ایڑیاں رگڑ رہے تھے اور جن کے بدن خون میں تڑپ رہے تھے۔ ان میں کچھ بوڑھے، کچھ جوان اور کچھ بچے تھے۔ ان کے پھول جیسے چہرے پانی نہ ملنے کی وجہ سے پژمردہ ہو چکے تھے۔ اس نے دو ایسے شہیدوں کو دیکھا جو ایک دوسرے کے ساتھ منہ لگا کر پڑے تھے۔ ان دونوں کو ایک ہی تیر پیوستہ ہوا تھا۔ ان میں ایک نوخیز بچہ اور دوسرا بوڑھا تھا گویا باپ اور بیٹا ایک دوسرے کے ساتھ بغلگیر ہوئے تھے۔ وہ بادشاہ ہر ایک شہید کو گھور گھور کر دیکھتا تھا۔ اچانک وہ وہاں پہنچا جہاں شبیہ پیغمبر شہزادہ علی اکبرؑ کی لاش پڑی تھی۔

تفہیم الفاظ:

یولج الّیل فی النّہار = قرآن کریم کی آیت ہے جسکا مطلب رات دن میں داخل ہوتی ہے، یعنی ان کے روئے مبارک کو دن اور موئے مبارک کو رات سے تشبیہ دی گئی ہے۔ + مرجان = سرخ مونگا + موختہِ ہار = موتیوں کی مالا + لوِنہِ موختہِ ہار = موتی کی قیمت کوڑیوں کی برابر نہ تھی + موختہِ = موتی + ہار = کوڑی، مالا۔

منشی محمد یوسفؒ و منشی مصطفیٰ علیؒ مرحوم

یہ دونوں حضرات محلہ باباپورہ سرینگر میں سکونت پذیر تھے اور ایک ہی گھرانے میں اکٹھے رہتے تھے۔ منشی یوسف کے والد مُلا عباس اور منشی مصطفےٰ علی کے دادا آپس میں چچا زاد بھائی تھے۔ اسکے علاوہ اور بھی رشتہ تھا۔ یہ دونوں حضرات اکٹھے مرثیہ کہتے تھے۔ منشی محمد یوسف کو کچھ وقت کے لیئے لداخ میں بحثیت طبیب مہاراجہ گلاب سنگھ۔ نے تعینات کیا تھا۔ مگر جلد ہی ملازمت ترک کر کے وطن واپس آئے۔ یہ بہت ہی عابد اور پارسا تھے۔ جس وقت مرثیہ کے مصائب لکھتے تھے تو ان کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا جاری ہوتے تھے۔ یہ خود بھی مرثیہ پڑھتے تھے۔ یہ ۱۲۰۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۰۱ھ میں وفات پا گئے۔ اور اپنے آبائی مقبرہ واقع حسن آباد میں دفن ہیں۔

منشی مصطفیٰ صاحب ۱۲۳۹ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام منشی محمد علی تھا۔ سرکاری مدرسہ میں ملازم تھے۔ آپ اعلیٰ پایہ کے خوشنویس تھے۔ امام باڑہ جڈیبل کے جنوبی دروازہ کے اوپر جوابیات ابھی تک موجود ہیں وہ آپ کے ہی لکھے ہوئے ہیں۔ آپکے شاگردوں میں منشی احمد غازی اور آپ کے فرزند منشی حسین علی تھے۔ جنہوں نے فنی کمالات سے شہرت دوام حاصل کی ۱۳۱۴ھ میں وفات پائی اور مقبرہ حسن آباد میں دفن ہیں۔

ان دو حضرات نے بہت سے مرثیے کہے ہیں، جن کے نام حسب ذیل ہیں۔

لالہ، پروبال، انار، سرؤر، دولت، انشا سمن، شیشہ، موسیقی، تاک، خانہ، ظرف، زانو، زراعت، عروق، طبابت، وعظ نخل طور، راہ، گوی، شمع، بیاض، عیسیٰ، چشمہ، عروسی، شب وروز، انگشتری، گوہر، قیامت، سحر، خلیل، شست وشو، ناخن، طوطی وغیرہ وغیرہ۔

نوٹ: حکیم حبیب اللہؒ مرحوم نے منشی مصطفٰے علیؒ کی وفات پر قطع تاریخ یوں لکھی ہے:

مصطفٰے جامع فنون کمال بود　　آنکہ درنظم ونثر دُرِ مے سفت

حین فوتش ملک فراز فلک　　صحن جنت سرانمکان رُفت

ازجناں سرکشیدہ رضوانش　　مرحبا ذاکر حسینؑ گفت

۱۴ ماہ صیام ۱۳۰۷ھ/۱۸۹۶ء

مُلا مہدی شاعر نے قطع تاریخ یوں لکھا ہے:

پے تاریخ آن استادِ عالم　　غلام مصطفٰے با آہ گفتم

ڈوگرہ عہد حکومت کے دوران ۱۲۸۹ھ میں کشمیر میں پھر سے ایک بار فرقہ وارانہ آگ بھڑک اٹھی جسکے نتیجے میں بسیار جانیں اور املاک ضائع ہوئیں۔ جن میں امام بارہ جڈیبل بھی شامل ہے۔ اس وقت مہاراجہ رنبیر سنگھ کزمیر کے فرماں روا تھے اورانہوں نے شعیوں کوتقریباً تین لاکھ روپے بطور امداد دی۔ جس سے امام بارہ بھی از سرنو تعمیر کرایا گیا۔ امام بارہ کی تعمیر نو کی تاریخ مصطفٰے صاحب کے ایک بے مثال شعر سے ملتی ہے، جو آپ کی وسعت نظر اوراعلٰی فکر کی عکاسی کرتی ہے۔ شعر یوں ہے:

تعزیت خانہ شہید حزین　　سوختند اہل بغی ز آتش کین

اول اآتش بکن ازآں خاموش　　　پس بنا بر فضا سال بکن

۱۲۸۹ھ

قطع تاریخ وفات منشی محمد یوسفؒ یوں ہے:

سالِ تاریخ اوعزیز یدوش　　　یوسف از سجن خلاص نوشت

شب شنبہ ۲۴ صفر ۱۳۰۲ھ

(بحوالہ ڈائریٔ منشی صاحبان) سمیر ہمدانی

طبابت

حمد

یا اللہ کرتم واُ قف قانوُنِ حمدس بخشتم شفادل بیمار سے

سپنہم تمہِ کُے موٗجزاہ ذخیرۂ فردا۔

کربم تب وتابِ جہنمہٖ نشہِ خلاص تمہِ کُے اخلاص

چھُ بُرِی تھہٖ چون مخزنِ رحمت، تمکہٖ شرحکی اسباب دِتم، کرتم لطفٕچ نظرِ نزار سے

سپنہٖ حاوی کلیاتِ حمدس تراونہٖ جدا فردا

ینہٖ ہیکہِ کرتھ قیاس عقلہِ ہُند مقیاس

تمہِ کے علمے سپنہم صحیح عمل ژلنم اقسام اسقامے

لبہٖ راےِ مستقیم روز بمنہٖ کانہہ خلل۔ سپنہم حاصل حذاقت تامے

سپنان چانہِ لطفکہِ مطبہٖ علاج پرٕتھ لاعلاجس۔ کوستھ خورشید محموٗمس خفقانے

کوٚرتھس بیدِ مشکِ شبنمہٕ طباشیر صبحہٕ مداوا مُشفقانے

کوٗستھ قرص کوکبِ کوٚ کبہٕ لیلائے لیلس صداع سودا دیہ سواد یکبارے

ژ ےزانکھ دِتھ شفائے علیلس چھس دردِ سُہرِ سوٚدِ سودائے دنیاس گرفتارے

واتہِ نہٕ تس کانْہہ آسیباہ لبِہ یُس بہی چانہِ دربار چھنہٕ مایوس مریضا

ترجمہ

یارب تو مجھے اپنی تعریف کے طیرقے (قانون) سے واقف کرتا کہ حمد ادا کرنے سے میرے دل کی بیماری دور ہو جائے۔ اگر اس حمد کے اجزا سے کوئی جزو حاصل ہو وہی میرے لئے قیامت کے دن ذخیرہ بن کر رہے گا۔ جس خلوص اور عقیدت سے میں تیری حمد بیان کروں گا وہی مجھے جہنم کی جلن اور آگ سے نجات دے گی۔ تیری رحمت کا خزانہ بھرا ہوا ہے۔ اسکی تشریح کرنے کے اسباب اور سامان مجھے دے اور تو ہی مجھ کمزور اور ناتواں پر لطف وکرم کی نظر کرتا کہ میں پوری حمد ادا کر سکوں اور اس میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔ مجھے وہ علم عطا کر جس کا تصوّر خود عقل بھی نہیں کر سکتی۔ اس علم سے عمل بھی درست ہو جائے گا اور اسی علم وعمل سے میری تمام بیماریاں دور ہو جائیں گی۔ ہر لا علاج مریض کا علاج تیری رحمت کے شفا خانہ میں ہوتا ہے۔ تو نے ہی لرزہ والے خورشید کی دھڑکن دور کی۔ تو نے شبنم کے بید مشک اور صبح کی سفیدی (طباشیر) سے دوا کی اور ستاروں کے قرص کوکب سے رات کی لیلیٰ کے سر درد کی سیاہی دور کی۔ تو ہی مجھ

کمزور کو شفا دے سکتا ہے جو کہ دنیا کے دھندلکوں میں گرفتار ہوا ہے۔ جو تیرے دربار سے نیکی پائے گا اس کو کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی اور اس دربار سے کوئی دردمند نا امید نہیں ہوتا ہے۔

تفہیم الفاظ:

موجزا= جزو+موجز ایک کتاب کا نام ہے جو طب پر لکھی گئی ہے+ قانون اور شفا= طب پر بوعلی سینا کی لکھی ہوئی دو کتابوں کے نام ہیں+ ذخیرہ=خزانہ، ایک کتاب کا نام+ تب وتاب=جلن، بخار+مخزن=خزانہ، نام کتاب کا جسمیں ادویات کی فہرست مع خواص درج ہیں+ شرح=تشریح کرنا، نام کتاب کا جو طب پر لکھی گئی ہے، شرح الاسباب+ نزار= کمزور، لاغر، وہ کمزوری جو تپ دق سے پیدا ہوتی ہے+کلیات حمدس= پوراحمد، کلیات ایک کتاب کا نام ہے جو طب پر لکھی گئی ہے +فردا= حصہ+ مقیاس= آلۂ قیاس، تھرما میٹر، وہ آلہ جس سے مفلوج کو حرکت میں لاتے ہیں+ اسقام= بیماریاں+ حذاقت تام= پورا تجربہ+ خورشید محمؤمس= آفتاب جسکو تپ لرزہ واقع ہوا ہو+ خفقان= دل کی بیماری کا نام، دھڑکن+ قرص کوکب= دوائی کا نام+ کوکب= ستارے+ صداع= سر درد+ سودایہ= خلت سودا+ آسیب= تکلیف+ بہی= نیکی+ سیب وبہی= میووں کا نام۔

نعت

لبہ ہا آبروتشریح لغت کرِ ہااماواتہِ کوّت میائی فکرِ نارسے

لبہِ ہا جسم جہاں نوعی صوٗرتاہ؟ سپنہِ ہیٔس نے مادۂ اشرفِ ناس گنڈِ ہا شھوٗدک لباس

یِہن نہِ بوٗجوٗد آبائے علوی موالید ثلاثن رٹہِ ہن نہِ امہاتِ سفلی منز کنارسے

سپنہِ ہا سودائے محترِق سرکش مداوا؟ کرِ ہے نے تتھ کیٔت ئے نبض شناس معجون

نجاحِ اسلام خاص

اخلاط فاسد بدعت کرِ دفع ملتِ صحیح خیرالاناؐمے

مفرّح ترکیبا بخشان شفااز ہر درد درود پڑی تو تھندِ نامے

کرِتس حکیم علی الاطلاق وأقف پڑتھ دردمندِ ہندس مزاجس اُسی لیس یہ مناسب

زانان تس تہِ تجویز کرانے

لیس ضعفِ دِلن کوٗ رمُت اوس سستی ایما نک آزارے

تس کیٔت گلقندِ مواعظ شافیہ تیار کران ہاران گلبرگ لبوگفتارِ شکر بارے وچھ ہن

لیس یرقانِ اسود معصیتن أنی ہوٗ سیاہی وارٕ۔

تس سکنجبینِ نصائح ترش وشیرینہ بخشان شفا

ترجمہ

میں نعت حضرت رسول کی شرح لکھ کر عزت دارین حاصل کرتا مگر مجھے اعتراف ہے کہ میری کمزور فکر اس حد کو نہیں پا سکتی ہے۔ اگر خدا کو حضرت محمد کا دنیا میں لانا منظور نہ ہوتا تو یہ دنیا کا جسم موجودہ صورت حاصل نہ کر سکتا اور اس ظاہری ہیئت میں دکھائی نہ دیتا، سیارے بھی وجود میں نہ آتے اور نہ موالید ثلاثہ یعنی جمادات، نباتات اور حیوانات کو امہات سفلی یعنی آب، خاک، باد و آتش اپنے آغوش میں لیتے۔ اگر نبی رحمتؐ نجات کی دوائی یعنی اسلام تجویز نہ کرتے تو جلانے والے کفر کی لعنت کا کوئی علاج اور دوائی نہ ہوتی۔ حضرت رسول کریمؐ نے اسلام کے صحیح دین سے بدعات کے فاسد مواد کو نابود کر دیا۔ سب سے بڑے

حکیم یعنی خدا نے حضرت نبی کریمؐ کو ہر ایک بیمار کے مزاج سے واقف کیا، جسکے دل کی کمزوری نے ایمان میں سستی پیدا کی تھی اسکے لئے نبی محترمؐ وعظ ونصائح کے گلقند کی دوائی تیار کرتے تھے۔اور گلاب کی پتیوں جیسے ہونٹوں سے پندونصائح کی حلاوت اور شیرینی ٹپکتی تھی۔جس کسی کو گناہوں کی سیاہی نے یرقان کی بیماری میں مبتلا کر دیا تھا اسکو نصائح کی سکنجبین سے جس میں کڑوی اور میٹھی باتیں شامل ہوتی تھیں شفا دیتے تھے۔

تفہیم الفاظ:

تشریح=شرح کرنا، امراض کی شرح کرنا+فکر نارسا=عاجز فکر+نوعی صورت = موجودہ شکل +اشرف ناس=حضرت رسول مقبولؐ+شہؤ دک لباس=ہیئت ظاہری آبائے علوی=اوپر والے باپ یعنی سبع سیارہ،سات ستارے مثلاً چاند، سورج وغیرہ+موالید ثلاثہ=جمادات،نباتات وحیوانات+امہات سفلی=اربع عناصر یعنی خاک،باد،آب وآتش+محترق=جلانے والا+ وداوا=علاج ، دوائی +معجون نجاح=بہبودی اور فلاح کی دوائی یعنی اسلام+نبض شناس یعنی رسول اکرمؐ+اخلاطِ فاسدہ=خراب اور ناقص خلطیں ،فاسد مادہ+گلقند=ایک دوائی جو گلاب کی پتیوں اور چینی ملانے سے بنتی ہے+شافیہ=شفا دینے والی دوائی+یرقان=زردئ چشم، بیماری کا نام+ سکنجبین=ایک دوائی کا نام جس میں کٹھا اور میٹھا دونوں ذائقے ہوتے ہیں جو کہ یرقان کے لیۓ مفید ہے۔

مدح

ووݨی کرُ یاقوتی مدح لعل ولولوئے رنگین لفظس تہٕ معنی آبدار سے۔
یہِ نفیس تحفہٕ مومنن مفرّح القلوب روح افزار وزبکھنہٕ سقما۔
ییٚلہِ عوام وخواص بوزن اَمکی خواص
چھُ حُبِ شاہ حبِ شفأ دواپرٛتھ آزار سے
اَسُن شک تہنٛدس شانس منٛز مہلک مرضا۔
گرُھہٕ نس روز باحور یہِ محشرِ مختل حواس یَس آسہِ یہِ وسواس
کوٚ رُکھ دِنی تِیچو نعمژ و نشہِ تیٚتھے پرٛ ہیز اوسُک ناگوار لذیذ طعامے
پننہِ نفسہٕ کھوتہٕ دردمندٕ نے تھاوان عزیز کران تہنٛدٕ ے دود تمن بے آرامے

ترجمہ

اب میں رنگیں اور معنی خیز الفاظ کے ہیرے اور موتیوں سے حضرت علیؑ کی مدح کی یاقوتی تیار کروں گا۔اس تحفہ سے مومنین کے دلوں کو فرحت اور انکی روحوں کو تازگی ملے گی اور خواص وعوام میں کوئی بیماری نہیں رہے گی جب اسکی خاصیتوں کو سنیں گے کیونکہ حضرت علیؑ کی محبت ہر دردمند اور ہر درد کے لئے دوا ہے۔اور یہی ہر اخلاقی بیماری کو شفا بخشتی ہے۔ان کے شان میں شک ہونا ایک ایسی مہلک بیماری ہے جس سے قیامت کے بحران والے دن کو اس شخص کے حواس بالکل

بگڑ جائیں گے۔ حضرت علیؑ نے دنیا کی نعمتوں اور لذیذ کھانوں سے پرہیز کیا۔ وہ بالکل سادہ غذا استعمال کرتے تھے۔ ان کو اپنے نفس کے مقابلہ عاجز اور دردمندوں سے بہت ہی ہمدردی تھی اور ان کی تکلیف اُنکو بے قرار کردیتی تھی۔

تفہیم الفاظ:

یاقوتی = ایک معجون دوائی کا نام جو موتی، ہیرے وغیرہ سے بنتی ہے + مفرح القلوب = دل کو فرحت دینے والی دوائی، ایک کتاب کا نام جو علم طب پر لکھی گئی ہے + حبِ شفا = ایک دوائی کا نام + حُبِ شاہ = محبت علیؑ۔

☆☆☆

نگین

حمد

یا اللہ بخشتم نقش حمدٕ خاتم دِلس زینتھاہ

تمےٚ ستی سپنہٕ دست بدست اقلیم سخنس وأ لی کرن یک قلم زیردست سلیمانؑ مثأ لی

امامےٚ روٗ ددر کمین نفس دیوِ طینتاہ

تُمی مےٚ وُنہٕ وأج کوٚرنس کندٕ ناوِ چانہٕ نشہِ تھووٕنس خأ لی پأ ونم محتأج أنی نم بے

حأ لیاوُ سُم غرورِ جوانیہِ خیال میأنی موہرچھِ بروٕ بحرس جأ ری

سپنم یوٗ تام پیری یہ ستی قد حلقۂ مثال   ترأ ونم چرخن طرح کجر فتاری

مے کوٗر تتھے نگین سینس الماس عصیانن زدو

سپنس نہ حک یہ تتھ لکھنۂ آوکھ زانۂ گرشھہِ ماردو

اما گری تھۂ چون حکاک رحمت زانہِ خاراس زبرجدو

بخش ہم نے ، ؑکھے وأنسہِ ڈیکۂ کرہم زیروز برجدو

آسہِ مے چانہِ لطفک اصلاح روزہم نہٕ کانہہ خطا

ترجمہ

اے خداتو اپنے حمد کے نقش سے میرے دل کی انگوٹھی کوزینت اور زیبائش عطا کر دے۔ اسکے طفیل مجھے دنیائے شاعری کی حکومت حاصل ہوگی اور میں حضرت سلیمان کی طرح سبھی کو اپنے آبدار شعروں سے مطیع کروں گا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ میرا دیو سیرت نفس میری تاک میں رہا۔ اس نفس امارہ نے مجھے اندھا کر دیا اور قید کر دیا۔ تمہارے ذکر سے خالی رکھا اور مجھے محتاج اور بے خبر بنا دیا۔ مجھے جوانی کے گھمنڈ اور غرور سے یہی خیال دامن گیر تھا کہ میری شاعری کی مہر تمام دنیائے ادب پر ثبت ہوگی ،لیکن دنیا کی کجروی اور بڑھاپے نے میرا قد ٹیڑھا کر کے رکھدیا جس سے میرا جوش وخروش ٹھنڈا پڑ گیا۔ میرے سینے کے نگین میں گناہوں کے الماس نے سوراخ کر دئے۔ لیکن تمہارے حمد کے نقوش مٹ نہ سکے۔ مگر مجھے یہ خطرہ ہے کہ ایسا نہ ہو کہ گناہوں کی کثرت سے وہ نقوش پڑھنے کے قابل نہ

ہوں، لیکن تمہاری رحمت کا حکاک سنگ خارہ کو زبرجد بنا سکتا ہے۔ اگر میں تمام عمر سجدے کرتے کرتے اپنے ماتھے کو رگڑوں اور میں لاانتہا کوششیں کروں تب بھی مجھے رستگاری کی امید نہیں، اگر تیری رحمت بخش نہ دے۔

تفہیم الفاظ:
نقش = وہ الفاظ نگین پر لکھے جاتے ہیں + خاتم = انگوٹھی + وُنہءِ واٗج = اندھا بنا دیا کندہ = کاٹھ، قید کرنا + کُندہ = حکاک جو نقوش یا الفاظ نگینوں پر کھودتے ہیں + حلقہ = دایَرہ، انگشتری بھی گول دایَرہ کی طرح ہوتی ہے + الماس = ایک قسم کا جواہر ہے جس سے لعلوں کے سوراخ کرتے ہیں + حک = بیٹھنا۔

نعت

چھُ کوٗتاہ تھوٗ دتھہنذِ نعتک شان کرِیس مہرِ نبوت موہر دوشن ید قدرتھاہ
دیٖتنس ملکِ نبوتس کیٖت نشانہٕ رقم عاٗلی گرٛ ھِ یتھنہٕ دعوادارن گمان جعلی
نتہٕ ماگرنس موہراوَے چھےٚ ختم اٗمی ہے پتہٕ رسالتاہ
نتہٕ کھوٚنس ماتوَے ناوپٕنن یُتھ سپنہِ تیز فہمن پٹھ حاٗلی
چھوا مٔی ہے اَتھہِ موہرِ قضاوقدر مہر میوٗن اٗمس لایزاٗلی
توے بخشہِ خاتم رسالتٕ ید اللہ ہس پنٕنہِ خلافتٕ خاتم برداٗری
تکیاٗ مہر نبوت آسُن اتھس دست قدرت ہے چھےٚ سزاواٗرتٕمی بخش زینت دِینس
دِیہٕ سکہٕ تہنذ ے ضرب ذوالفقار ربع مسکوٗنس چار حدو
بنیاٗ شمار تہنذ بن فضاٗیلن چھِ بے عدو

ترجمہ

اس شان والے نبیؐ کی نعت کا مرتبہ کتنا بلند اور ارفع ہے جس پر قدرت کے ہاتھ نے مینڈھوں کے درمیان مہر نبوت کا نشان رکھا تھا۔ دنیائے نبوت کیلئے یہ تحریری نشان دیا گیا کیونکہ نبوت کا سلسلہ حضرت محمدؐ پر ختم ہوگیا۔ ممکن ہے کہ خدا نے اس کے ہاتھ میں قضاوقدر کی مہر دی ہے اور خدا کا لطف وکرم ہمیشہ اسکے شامل حال ہے۔ اسلئے خاتم النّبیینؐ نے یداللہ (حضرت علیؑ) کو اپنی خلافت کی مہر عطا کی کیونکہ اس مہر کا سزاوار حضرت علیؑ ہی ہے۔ اُسی حضرت علیؑ نے اسلام کی رونق اور شان اپنے کارناموں سے بڑھادی۔ ان ہی کی ذوالفقار نے دنیا میں چاروں طرف اسلام کا سکہ جمادیا۔ ان کے فضائل بیشمار ہیں۔ جن کا کوئی حساب نہیں۔

مدح

تمہِ ساتۂ اوس رکوعس منز جوان لافتیٰ
گیس بیلہِ کنن تس فقیرِ ہنز ضعیف نالی
کوّ رہس انگشت مبارکس گن اشارِ ڈیوٹھ بیلہِ تُمی سائلیکڈِ یداللہ ہس انگشتری
مبارک دٔستی سپن سلیمانؑ حشمتاہ
سپن بیلہِ فارغ ازنماز جماعت حضرتؐ وچھن زِبخش وآج سائلس حیدر کرارؑ
منگہِ دعا کرتنم وصی قوی دست وبازویا لطفہِ چانہِ چھم امیدوار ی

ڈُنہِ حضرتؐ منگان اوس دعا آیہ انّمانازل گرِس پروردگارِی

ترجمہ

اس وقت جوانِ لافتیٰ حضرت علیؑ رکوع میں تھے۔ جب اس فقیر کی صدا انہوں نے سنی تو اُس کو اپنی انگوٹھی کی طرف اشارہ کیا اور جب سائل نے دیکھا تو اس نے انگوٹھی ان کے ہاتھ سے نکالدی اور مالا مال ہو گیا۔ جب نبی رحمتؐ نماز سے فارغ ہوئے تو انہوں نے دریافت فرمایا کہ حضرت علیؑ نے فقیر کو انگوٹھی عطا کی ہے۔ اس وقت نبی کریمؐ نے خدا سے دعا کی کہ مجھے تمہارے لطف و کرم سے یہی امید ہے کہ تو حضرت علیؑ کو میرا نائب اور وصی مقرر کر دے جس سے میری تقویت ہو۔ ابھی حضرت رسول مقبولؐ دعا سے فارغ بھی نہیں ہوئے تھے کہ اللہ کی طرف سے آیہ ''انّما'' نازل ہوئی۔

مصائب

دأ یرتھ تھندس نگین نبوتس امام حسینؑس کوٖفلکہ تہٕ شاہکی مورتدو

جنگ بدرک تہٕ احدک ہوٚرِ ہس ضدو

اُس ڈُرِ نجفس الماسی کان تارانو روبرو دوٚرِ پھلبن اڈٕ کلبن مارانو

دوان پامہٕ اوسے ناتہٕ بڈی بابہٕ مہر نبوتس پٹھ کھارانو

ازتوٚے پیرزادس چھی نیزچہ پیرِ پیرانو

☆

لیۆ کھمت چھُ تھوٗک پشنس تام شہیدن تلُی تلُی انان خیمس کُن سید شہدا
اٰسکھ بیب زینبہؑ خمہِ ہے اندر لبل کران نرِ تالی تاٗلی
توتہِ دژ ایہ نہ نبر از سر وچھان مران تہ پٹنی خانہ ماٗلی
اِد ییلہِ آو ہیتھ شہید گومت علی اکبرؑ امامؑ دیتنکھ صدا
یازینباہ نیر نبر پھٗٹم کمر ژےٚ گوٚے ناحاٗلی
مورِ ہم علی اکبرؑ پیوٗس پتھر وونی کوٚنہہ نہ ہٹی مے قبرِ واٗلی
سارِنے سلام سوزِ نو دوہیم بخشتنم ساٗری
رۄ دِم تمنا آیکھنہ میانہ اتھہِ یتھہ وقتہ اکہِ آیہ داپج یاٗری
کُری زِ ہم تسلا بینہِ بیب سکینہؑ نیرِ وُن کُرنم کاٗژاہ زاٗری
پکُوے پیش دیتنم نیشاہ ژ یشاہ اُنی زِ ہم لگے پاٗری

ترجمہ

حضرت امام حسینؑ کو جو کہ نبوت کے نگین تھے، بے دین اور ظالم کوفیوں اور شامیوں نے سازش کر کے جنگ بدر اور احد کا بدلہ لیا۔ اس دُرِ نجف یعنی اما حسینؑ کو زہر الماس کے تیروں سے چھلنی کرتے تھے۔ اور اس کے معصوم بچوں کو گھایل کرتے تھے۔ ظالم ان کو طعنے دیتے تھے کہ تجھے نانا رسول خدا اپنے دوش مبارک پر سوار کرتا تھا اور آج تجھے ہم نیزوں پر سوار کرتے ہیں۔

☆

حضرت امام حسینؑ ظہر تک شہیدوں کے لاشے خیمہ گاہ کی طرف اٹھاتے اٹھاتے تھک گئے۔ حضرت زینبؑ خیمے میں ان پر رو رہی تھیں، اپنے عزیز نوجوانوں اور بچوں کو شہید ہوتے دیکھا تب بھی وہ خیمے سے باہر نہیں نکلیں۔ پھر جب شہزادہ علی اکبرؑ شہید ہوئے تو حضرت امام حسینؑ نے اپنی بہن حضرت زینبؑ کو آواز دی۔ میری بہن! خیمے سے ذرا باہر تو آؤ، کیا تجھے ابھی معلوم نہیں کہ میرا لخت جگر شہزادہ علی اکبرؑ شہید ہوا۔ اس کی شہادت نے میری کمر توڑ دی۔ اب کوئی میرا زندہ نہیں رہا جو میری لاش کو دفنا دیتا۔ شہزادہ علی اکبرؑ نے مرتے دم تم سب کو سلام بھیج دیا ہے اور التماس کی ہے کہ میری پھوپھیوں کو کہہ دینا کہ وہ مجھے بخش دیں کہ میں اُن کے لئے پانی کا ایک گھونٹ بھی نہ لا سکا۔ میری طرف سے میری بہن حضرت سکینہؑ کو تسلّی کرنا۔ اس نے میرے روانہ ہونے کے وقت بہت عاجزی کی تھی کہ اگر ہو سکے تو تھوڑا سا پانی لے آنا۔

☆☆☆☆

لالہٕ

حمد

یا اللہ کرتن حمدٕ کہِ بہارٕ مےٚ لالہٕ سنٛد گفتار زن لولوٕ ے لالاہ
سینہٕ سرخرو پھولیم دِل باغ باغ ژٲلیم سیاہ کاٗری ہنٛد داغ
کانسہٕ کھے زبانٕ عقدٕ لگنت، چھِس میٚانٕس زنگ ملا لو گژھٕ گو یا بلاٚلوٕ

اما چھُ ممزؤج سوادِ معصیت میؤنس رتس دما طاعت کوٚ رمنہٕ چون لالا
چھس کج گردن کٔرم نافرمانٔی سبٹھاہ اما ییٚہ چھم ستھاہ
بخشہِ مےٚ روسیہٕس پگاہ وِلائے شاہٕ تہٕ تسند آلو رنگ آلو
خلقن ظاہر میانہِ چہرٕچ وچھتہٕ حمرتاہ سیاہ مستی ہند گرٛھان گمانے
امامےٚ کوٚ رنامہٕ اعمال سیاہ تمے خجالژ کیا چھُم دِوان جوش خون جگرژےٚ خبر چھے
ژےٚ چھکھ کڈان سنگ سیاہ منزٕ لعلا گلنارے
گلِ تیٖرس پھولناوان گل شقایقِ نعمان
یا اللہ ژےٚ چھے قدرت میانین رخسار داغدارنے
بخش ہکھ آب رحمتہٕ تہٕ ژھ طراوت گرٛھن ہمرنگ جنتی گلعذارنے
چھی شفیعؑ حسنینؑ ریحانہٕ جنت نرٛین ہندی افتخارو متہٕ کرتہٕ خوار رچھتہٕ جہنمہٕ نارو

ترجمہ

اے رب تو حمد کی بہار سے مجھ گونگے کے اشعار کو اس طرح چمکا دے جس طرح روشن اور چمکیلے موتی ہوتے ہیں۔ اگر تو میری زبان کی لکنت کی گرہ کو کھول دے اور میرے چہرے سے رنج وملال کی سیاہی دور کر دے تو میں سرخرو ہو کر خوشی سے لالہ کی طرح کھلوں گا اور میرے دل سے گناہوں کے داغ مٹ جائیں گے، جس سے میں دور حاضر کا بلالؓ بن جاؤں گا۔ مجھے اقرار ہے کہ میری گردن گناہوں کے بوجھ سے جھک گئی ہے کیونکہ میں نے تیرے احکام کی حد سے زیادہ

نافرمانی کی۔اب میں اس امید پر جیتا ہوں کہ قیامت کے دن حضرت علیؑ اور انکی اولاد کی محبت کے طفیل میری سیاہ روئی سرخروئی میں بدل جائے گی۔ میرے چہرے کی سرخی دیکھ کر لوگوں کو میری بدمستی کا گمان ہوجاتا ہے۔لیکن اے خدا! تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ میں نے اپنا نامۂ اعمال گناہوں سے سیاہ کرڈالا اور اس شرمندگی کے باعث میرا جگر خون ہوجاتا ہے۔حالانکہ میرے چہرے کی سرخی صرف اس وجہ سے ہے کہ خجالت کے باعث میری رگ رگ میں خون جوش مار رہا ہے۔اے خدا! تو کالے پتھر سے سرخ رنگ کا لعل نکالنے کی قدرت رکھتا ہے اور کالی مٹی سے قسم قسم کے پھول اور گل لالہ کی مختلف قسمیں کھلا دیتا ہے۔میرے مولا! تجھے قدرت حاصل ہے کہ میرے داغدار چہرے کے داغ دھبے اپنی رحمت کے پانی سے دھوکر میرے رخساروں کو جنت کی حوروں کے رخساروں کا تقدس اور تازگی بخش دے۔اے خدا! تجھے میں حسنینؑ کا واسطہ دیتا ہوں جو ریحان جنت ہیں۔جن سے جنت کی بہار قائم ہے اور جن پر انبیاء فخر کرتے ہیں کہ ہمیں قیامت کے دن شرمندہ نہ کرنا اور جہنم کی عذاب سے بچانا۔

تفہیم الفاظ:

لالہ=ایک پھول کا نام+لال=گونگا +لولوئے لالا=روشن اور چمکیلے موتی+سیاہ کاری=گناہ+داغ=نشان،گل لالہ کے اندر سیاہ داغ ہوتا ہے۔یہاں شاعر گناہوں کو لالہ کے سیاہ داغ سے تشبیہ دیتا ہے+زنگ=میل،سیاہی+بلالؓ=حضرت بلالؓ جو سیاہ فام تھے۔مکہ معظمہ میں پہلے رہتے تھے اور اسلام کا حلقہ بگوش ہوئے۔وہ نبی کریمؐ کے پہلے مؤذن تھے+ممزوج=ملا ہوا+

لالا=نہیں، ہرگز نہیں+ آلو=آلِ حضرت علیؑ، اولاد حضرت علیؑ +حمرتا=سرخی+ سیاہ مستی= بدمستی+گلنار=سرخ پھول+ شقایق نعمان=گل لالہ کی قسمیں+ نافرمان=حکم نہ ماننے والا۔

نعت

وونی کرن صفحہ رنگین زن لالہ زار لکھہ نعت رسول ذوالجلالاً
اماپیم ہیوٗن عاریت رضوانس از جنت قلم
شاخ نرگس تہ سیاہی دوات لالو ہار لولو تہ لعلو
ییلہِ کرِ سیر مرغزار عالم بالائسہ نٔبی ین ہند سلالا
تہندے تشریفہ لبہ خضرت فلکِ خضریٰ گذراوِ مالہ سمن ثریا نذرا
بیٚہ مالامال فی الحال کری تھہ جام ہلالو نوٗرک زلالو
اد وچھنہِ گوناگوں صنع بے چوں بہارِ نبوت بہشتس گے
رضوان آو پیشوا ملک دستہ دستہ ہمراہ دست بدستہ گلدستہ ہتھہ ہمراہ

ترجمہ

اب میں برگزیدہ عالی مرتبت نبی کریمؐ کی نعت لکھ کر اپنے دیوان کے صفحے کو لالہ زار کی طرح دلکش اور رنگین بناؤں گا۔ لیکن اس کیلئے مجھے باغ جنت کے رضوان سے شاخ نرگس کا قلم اور گل لالہ کی سیاہی عاریتاً لینا پڑے گی تاکہ میں اشعار کے موتی اور گوہر نچھاور کروں۔ جب وہ نبی شب معراج آسمانی باغوں اور گلستانوں کی سیر کو تشریف لے گئے تو انکی تشریف آوری سے نیلگوں آسمان نے

بھی شادابی اور ہریالی حاصل کی۔ثریّا نے یاسمن کا ہار بطور نذرانہ آنحضورؐ کی خدمت میں پیش کیا۔

افلاک نے پوری عقیدت اور احترام کے ساتھ نور کے میٹھے اور تازہ پانی سے بھرا ہوا جام ہلال تحفہ کی صورت میں آپ کی خدمت اقدس میں پیش کیا۔ پھر نبی کریمؐ مناظر قدرت دیکھنے کیلئے بہشت کی طرف تشریف لے گئے۔رضوان نبوت کی بہار یعنی آنحضور کے سامنے رہنمائی کیلئے حاضر ہوا اور اسکے ساتھ ملائک صف باندھ کر گلدستے ہاتھوں میں لیے ہوئے تھے۔

تفہیم الفاظ:

لالہ زار=گل لالہ کا باغ، کھیت جس میں گل لالہ کھلے ہوں+ لالو=گل لالہ، جو پیالے کی طرح ہوتا ہے اور اسکے درمیان سیاہ داغ ہوتا ہے۔شاعر لالہ کو دوات سے اور اس کے سیاہ داغ کو روشنائی کے ساتھ تشبیہ دیتے ہیں+سلالا= برگزیدہ ،

زبدہ=خضرت=سبزی، ہریالی، طراوت+فلک خضریٰ=نیلگوں آسمان+ مالہ=ہار+سمن=یاسمین کا پھول+ثریا=ایک ستارے کا نام+نذراہ=تحفہ، پیشکش+ہلالو= ہلال کا جام، پیالہ+زلالو=میٹھا اور ٹھنڈا پانی+پیشوا آو=استقبال میں نکلنا۔

مصائب

خلقو یس شاہ ئ ہند محبتہ ستی جنت محسن پٹھ حلالا

افسوس تہند بن خورد سالن نونہالن آب رٹن کربلا

دِتی فریاد دیدِ فاطمہؑ تر یشہِ بو چھِ ہتن یہِ کوٚرو کو فیو سوالو میانیو لالو

توہی دوبار چھاؤ حضرتنؐ پٹھ اتھن افسوس واویلا

از ماری ماری تر اوی ہو پٹھ وتن نازک تنہ لاریو دتن

چھابادو کھہ لد دیدِ ہند غوصہ ہوان چھوم نہ دِوان آلو گوٚ وبا ملالو

کرتم کتھاہ تھاوتم منتھاہ رتھ ونده ے حسینہؑ میانہِ میانی دڑ ے چھے

اوسُم لول سبٹھاہ وچھے بتھاہ وتم باکم چون سرہتھہ گئے

ترجمہ

کس قدر افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ جس حضرت علیؑ کی محبت کے طفیل انکے دوستداروں کو جنت نصیب ہوئی۔ان ہی کے نوخیز اور معصوم بچوں پر کربلا میں ظالموں نے پانی روک دیا۔حضرت فاطمہ زہراؑ نے اپنی اولاد کو بے رحمی اور بے دردی سے تہہ تیغ ہوتے دیکھ کر یوں فریاد کی: اے میری آنکھ کے تارو! کوفیوں نے کیا خوب تمہاری دعوت کی جو تم کو یوں بھوکا پیاسا قتل کیا۔تمہیں نبی کریمؐ نے اپنے ہاتھوں سے پالا تھا۔مگر کیا ہی حیرت کا مقام ہے کہ آج اشقیاء نے تمہیں قتل کر کے تمہارے بدن سر راہ چھوڑ دئے ہیں۔وہ نازک بدن جو کہ

خاک و خون میں غلطاں ہیں۔ میں تمہیں بلاتی ہوں لیکن تم کوئی جواب نہیں دیتے۔ کیا تم مجھ دکھیاری ماں سے ناراض ہو۔ امام حسینؑ کی لاش مقدس سے مخاطب ہوکر فرماتی ہیں: اے میرے نور نظر! میں تمہیں دیکھنے کی بہت ہی مشتاق تھی لیکن تمہارا بدن سر کے بغیر دیکھتی ہوں۔ مجھے بتادو کہ تمہارا سر کون کاٹ کے لے گیا۔

☆☆☆☆☆

حکیم ملّا عبداللہؒ مرحوم

آپ حکیم اسداللہؒ کے فرزند تھے۔ آپکے چچا حکیم عظیم صاحب تھے۔ آپ بھی محلّہ بابا پورہ میں پیدا ہوئے اور یہیں سکونت کرتے تھے۔ ابتدائی تعلیم آپ نے مکتب میں حاصل کی اور یہاں سے فارغ ہوکر اپنی مزید تعلیم نواکدل کے مولوی خاندان سے حاصل کی۔ آپ نے طب کی تعلیم اپنے چچا حکیم عظیم صاحب سے حاصل کی۔ آپ کافی وقت تک اُنکے ساتھ رہے۔ چونکہ حکیم عظیم صاحب خود مرثیہ کہتے تھے اس لیے شاگرد حکیم عبداللہ صاحب کو اس فن کی طرف شوق ہوا مگر حکیم عظیم صاحب کے زمانۂ حیات میں اس خیال کو عملی جامہ نہیں پہنایا جب حکیم صاحب انتقال کر چکے تو انہوں نے بھی مرثیے کہنے شروع کیے منشی محمد یوسف صاحب اور منشی مصطفیٰ صاحب کے ہم عصر تھے۔ یہ بھی بڑے پایہ کے حکیم تھے۔ آپ کے فرزند حکیم باقر کا شُمار کشمیر کے سرکردہ حکیموں میں کیا جاتا ہے۔ آپ نے سرینگر میں انتقال فرمایا اور اپنے آبائی مقبرہ واقع حسن آباد میں دفن ہیں۔

ان کے مرثیے حسب ذیل ہیں:۔

خاموشی، طاؤس، لشکر، قد، تسبیح، کفر و اسلام، دزدی، خاکستر، جراحت، گوش،

نرگس، نردبان، شاعری، شہر، اشک، پشت، رشتہ، مرگ، مشک۔

گوش

حمد

کبتھۍ کنہِ بوزنۍ ییہِ سمیعامےٚ ناہمس معنیٰ عرفانس

پنبہٕ غفلتۍ ستۍ چھم بٔری تھۍ گوشے ۔ کٔنہٕ گیام عہد الست گوش خاطر فراموشے

تیٚلۍ دپن سمعناً وطاعتاً بۄ زم کتھاہ تھووم نہٕ کن تتھ پیمانس

دُتم کنہٕ ڈول تمہِ ذکرِ نشہِ رٔد دس خاموشے ۔ شر و شور نفسن تھووُم کرزانہہ ہوشے

دِتم گوش شنوا مہرِ چ کرتم نظرا ۔ نتۍ ذرٕ ذرٕ چھم کرہم نے کرم

ییٚلہِ حساب لۄکن بوزن پگاہ ۔ مےٚ روزنہٕ زبو تہِ میٲنی أچھ کن آسن گویا

گوٲہی میٲنبن گوہن دِوان

ووتھہِ شورِ محشر پرن ییٚلہِ دپن ۔ میٲنی نامہٕ اعمال ملکن

لۄکھ کنن تھوٚپ دِتھ روزن ۔ میٲنی عصیان بۄزتھ کرہکن

یا اللہ متہٕ کرتہٕ تمہِ ساتہٕ میٲنس دلس تہٕ کنن موہرا

یہ چھُ کوٚرمت مصمم چاٲنی قہرنے اہل نارنے

ترجمہ

اے سننے والے خدا! مجھ نافہم انسان کو عرفان کا معنی اور مطلب کس طرح سنائی دے گا کیونکہ میرے کان غفلت کی روئی سے بھرے ہوئے ہیں۔ عرصہ گزر گیا کہ عہد الست کا واقعہ میرے دل سے نکل گیا اُس وقت قائم ودائم رہنے کے لیے تو ضرور ضرور اور ہاں ہاں کر دیا مگر پھر غفلتِ دنیا کی وجہ سے اُس قول اور وعدہ پر کان نہیں دھرا اور لاپرواہی سے اس وعدے کا کبھی بھولے سے بھی تذکرہ نہیں کیا۔ خواہشات نفسانی نے میرے حواس کبھی ٹھکانے نہیں رکھے۔ یا رب! تو مجھے سننے والے کان دے اور مجھ پر اپنی نظر عنایت کر۔ اگر تو اپنا لطف وکرم نہیں کریگا تو مجھے ڈر ہے کہ میں صحیح راستے سے بھٹک جاؤں گا۔ میرا بہرا پن اسوقت دور ہوگا جبکہ مجھے موت کی سختی سے دوچار ہونا پڑے گا۔ جب قیامت کے دن لوگوں سے ان کے اعمال کے متعلق حساب لیا جائے گا اس وقت میری زبان گنگ ہوگی مگر میرے کان اور آنکھیں میرے گناہوں کی شہادت دیں گے۔

اس وقت میدان محشر میں شوروغل پیدا ہوگا جبکہ فرشتوں کو میرا نامۂ اعمال پڑھنے کا حکم دیا جائے گا۔ تمام لوگ کانوں کو بند کر رہے ہوں گے، کیونکہ وہ میرے گناہوں کے سننے کی تاب نہیں لاسکیں گے۔ یارب! تو میرے کان اور دل کو ان لوگوں کی طرح مہر نہ کرنا جن کے لئے تمہارے عتاب نے جہنم قرار دیا ہے۔

تفہیم الفاظ:

کیتھ ٔ کنہ = کس طرح، کنہِ = کان، سمیعا = سننے والا + خدا کا نام + گوشے = کونہ، کان + کنہ ڈول = کان نہ دھرنا + عہد الست = الست کا پیمان جب روحوں سے مخاطب ہو کر فرمایا 'الست بربکم' کیا میں تمہارا خدا نہیں ہوں تو ارواح نے کہا 'قالوا بلیٰ' بے شک آپ ہمارے خدا ہیں + شر وشور نفسن = خواہشات نفسانی + گوش شنوا = سننے والے کان + ذر ذرٕ = خوف + زر = بہرا پن۔

نعت

امامٕ چھُ تھِھ ذرٕ پرورس آنسرورہندس گوشۂ دامانس

چھم گومت صیت اسلام تہندے بگوش وارٕ کونہٕ توشے

تہندے کلمہٕ چھُم کنن اندر گوشوارٕ تورکیٔت توشے

اُسی تھٕ آسمان حلقہٕ بگوش تہندی ہے سنگ آستانس

توتہِ کُنی بالین کُری تھٕ شونگہِ ہے سُہ خرقہٕ پوشے

پھیرِ ہے کوہ تہٕ باٗلی رٹہِ ہے گوشے

ترجمہ

لیکن میں نے اس برگزیدہ بنی کے دامن کا گوشہ تھام لیا ہے جو ذرۂ حقیر کو بھی اپنے لطف وکرم سے نوازتا ہے۔ان کا اسلام میرے لئے گوشوارہ بنا ہوا ہے پھر میں کیوں خوش وخرم نہ ہوں۔ان کا کلمہ میرے کانوں میں گونج رہا ہے۔اس کلمہ کو جو میرا گوشوارہ بنا ہوا ہے۔قیامت کے دن بطور تحفہ کے پیش کروں گا۔اگرچہ ملائک بھی اس برگزیدہ نبی کے آستاں کے گرد غلافوں کی طرح

ہوتے تھے تو بھی وہ بڑا مرتبہ والا اور گدڑی پہنے ہوئے پیغمبر پتھر کو تکیہ کر کے سوتا تھا اور پہاڑوں میں پھرتے ہوئے غار نشین ہوتا۔

تفہیم الفاظ:

ذرہ پرور = ذرہ کو پرورش کرنے والا امراد حضرت رسولؐ + زیب = زینت + تو شے = خوش ہونا، فخر کرنا + بگوش = کان میں + گوشوارہ = کانٹا جو کان میں آویزان ہوتا ہے + توشے = تحفہ، زادراہ + حلقہ بگوش = غلام، فرمانبردار + بالین = سرہانا، تکیہ + بالے = پہاڑ + بالہ = کانوں میں لگانے کا زیور۔

مدح

ووڈی کڈ صدف سینہٕ درشہوار منقبت شاہؑ کرٕ آویز گوشۂ بیانس

شاہؑ ہنٚدِ محبتک تہٕ لولُک چھُ کیا مےٚ دِلس جوشے

ہیٚم وزن گفتارِ آبدار تتھ موختہٕ کھوتہٕ آسہِ بوشے

لیوٚ کھمت چھُ مفسر واذن خیرِ لکم نازل سپن تہنٛدی ہے شانس

ییٚلہِ کرِ غیبت کوزِ شہس ہتی سپنان حضرت سراپا گوشے

رازدار اسرارِ اسری اٗمس ہتی کران چھُ گوشے............ تتھے بوخلوت خاصہٕ

کمن سرن پٹھ آگاہ ہتی ہتی حضرتسؑ بوزن

توے سرِ خداد وپہس ماکتھہٕ معراج چہٕ گرِ بوزن

کرِ ہے کتھہٕ کنہٕ دۄ روزندیک تس تفاوتھاہ

اوس تس نشہِ حاجت اظہارنے سُہ وٲقف اسرارنے

ترجمہ

اب میں اپنے سینے کی سیپی سے حضرت علیؑ کے مناقب اور فضائل کے بے بہا موتی نکالوں گا اور ان ہی موتیوں کو اپنے شعروں میں پر ولوں گا۔ حضرت علیؑ کی محبت اور عقیدت سے میرا دل جوش مارتا ہے۔ اس لئے مجھ سے ایسے لائق اور فائق اشعار نکلیں گے جو موتیوں سے بھی گرانقدر ہوں گے۔ مفسّرین قرآن نے لکھا ہے کہ آیہ ''اُذن خیرٍ لکُم'' حضرت علیؑ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی۔ جبکہ لوگوں نے غیبت شروع کی کہ نبی کریمؐ جو تمام اسرار سے واقف ہیں حضرت علیؑ کے ساتھ خلوت میں سرگوشیاں کرتے ہیں۔ جو باتیں معراج کی خاص تقریب پر حضرت رسول کریمؐ اور خدا کے درمیان ہوئیں وہ حضرت علیؑ نے سن لیں۔ شاید اسی وجہ سے حضرت علیؑ کو سرالہٰ کہا گیا کیونکہ انہوں نے گھر بیٹھ کے ہی وہ سب باتیں سنیں جو معراج کے موقعے پر خدا اور اسکے رسولؐ کے درمیان ہوئیں یہ ممکن ہی نہ تھا کہ فاصلہ ان دو برگزیدہ ہستیوں میں کوئی فرق پیدا کر دیتا، کیونکہ حضرت علیؑ بھی اسرار نبوت اور وحدانیت سے واقف تھے اور نبی کریمؐ کو حضرت علیؑ کے پاس یہ اظہار کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ معراج کی تقریب پر کیا کیا واقعات رونما ہوئے۔

تفہیم الفاظ:

آویزہ = لٹکانا + بوش = قدر و قیمت + اُذن خیر لکم = کان تمہارے بہتر ہیں +

صدف = سیپی، جس میں موتی پیدا ہوتا ہے + دُر = موتی، دۄر کشمیری میں کان کے کانٹے کو کہتے ہیں + اسرار اسریٰ = وہ راز جو معراج کی تقریب پر خدا نے رسولؐ سے کہدیے۔

مصائب

کۄ زانہٕ کیٛا سنا گیا ے نا تم صدا کنن لتس غیب دانس
یم فریاد دِن معصوٗم امام حسینٕؑ جگر گوشے
اُسکھ ییٛلہِ نوان کنہٕ مۄرتھ کنہٕ دۄر پوان بے ہوشے
نتہٕ بۄ زِن نا یم آہ اوس کڈان بیمار ییٛلہِ گنڈان اُسس نیم جانس
لتس پنن اکہِ کنہِ مرمرٕ سۆنمُت زرٕ جوشے
بیٛیہِ کنہِ بابُن زرٕ زرٕ، وونی کۆت گنے مظلوٗم پوشے
بُنن مہٕ زانہہ بابویہِ ظالمن چھُ مدعا دٕنم مرگ تہٕ اُ چھو ہانم خدا
تژھے کتھہٕ چھس بوزان
اکھ چھکہٕ کۆرمت مقرر مُہتھ برہنہٕ تراون مدٕنن
بیٛیہِ دۆپکھہٕ سعدن مکرر گرٕی ٹِکنا ویۆ کھ پٹھ بدنن
تھاوِی زلکھنہٕ سایاہ برسر یُتھ سیکہِ ہٕندِ بخارٕ دودرن

ترجمہ

میں حیران ہوں کہ کیا حضرت امام حسینؑ کے معصوم بچوں کی آہ و فریاد

حضرت علیؑ کے کانوں تک نہیں پہنچی جبکہ ظالم ان معصوموں کے کانوں کو مروڑ کر لے جاتے تھے۔ اور معصوم بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑتے تھے۔ کیا بیمار زین العابدینؑ کی آہیں اُس نے نہیں سنیں جبکہ اُس قریب المرگ بیمار کو زنجیروں میں جکڑتے تھے۔ ایک طرف سے علالت اور بخار کی شدت اور حدت نے اس کو قریب المرگ بنا رکھا تھا اور دوسری طرف اپنے والد بزرگوار جناب امام حسینؑ کے مصائب نے تہس نہس کر رکھا تھا۔ وہ اکیلا آلام اور مصائب کو کس طرح برداشت کر سکتا۔ حضرت زینبؑ اپنے باپ کو یاد کر کے فرماتی ہیں: خدا مجھے موت دے تا کہ میں آنکھوں سے وہ نہ دیکھ پاؤں جو ظالموں کے منصوبے اور ارادے ہیں۔ میں تشویشناک خبریں سنتی ہوں۔ انہوں نے مقرر کیا ہے کہ شہیدوں کے لاشوں سے لباس اتار کر انکو برہنہ کیا جائے اور عمر سعد نے اپنی فوج کو حکم دیا ہے کہ شہیدوں کے لاشوں پر گھوڑے دوڑائے جائیں۔ ان شہیدوں کے بدن پر کوئی سایہ نہ ڈالنا تا کہ یہ لاشیں ریت کی تپش سے جل جائیں۔

تفہیم الفاظ:

کنہ دؤر = گوشوارے، جو کانوں میں لگاتے ہیں + کنہ مؤرِی تھہ = کان نچوڑ کر۔

☆☆☆

کفر واسلام (ولی المومنین)

حمد

یاولی المومنین ژٕہاۤدی بندنو   مسلمانن تہٕ کاٗفرن ہنٛد ژٕے چھُکھہٕ معبۄد
لاشریکاہ فرقاہ گۆے نہٕ محرم   ژھانڈان دیر وحرم
ڈزاَمے نارٕتن آتش پرستن گوسۆر بندنو   دوٚپ عاۘرفو چھُ بیہۄدٕ دعواحق معرفتس کران جہود
چھِ کھۄان ترسا پارسا کم کم   گبروترسا کیٛا کڈن دم
سیٛمائے سجدٕ ساجدن   منٛز مساجدن صبح وشام مبین
رشتۂ بندگی بگردن   زنار بندن داغ برجبینٛز اہد خور ہر صباح جبہہ سا چھس چاۓنی فرماندآری
راہب ماہ درصومعہ سماۓ کران تاصبح شب زندٕ دآری
واتنہٕ بمدعا ذرا   ونن کیٛا گلی ساۘری چھِ کاٗفرتہٕ کلمہٕ گوہو

ترجمہ

اے مومنین کے بادشاہ تو ہی ہر ایک بندہ کی ہدایت کرنے والا ہے۔ تو ہی مسلمانوں اور کافروں کا معبود ہے۔ اے خدا تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔ کوئی فرقہ خواہ اس نے تمہیں کعبہ میں ڈھونڈا یا مندر میں تمہاری تلاش کی، تیرا واقف نہ ہوا۔ اسی آرزو کی آگ سے آتش پرستوں کے بدن جل گئے اور انکی ہڈیاں راکھ

بنکر رہیں۔ یہودی فضول معرفت کا دعویٰ کرتے ہیں۔ یہاں پر بڑے بڑے زاہد اور عابد خوف سے کانپ رہے ہیں۔ پھر اس بارے میں عیسائی اور آتش پرست کیا ڈینگ مار سکتے ہیں۔ سجدہ دینے والوں کے سجدہ کی نشانی مسجدوں میں صبح وشام دکھائی دیتی ہے۔ ہندوؤں کے گلے میں خدا کی بندگی کا رسہ لٹکا ہوا ہے اور اسکی عبادت کا ٹیکہ ماتھے پر لگا ہوا ہے۔ زاہد جو دنیا کی لذّتوں سے بے نیاز ہو کر قوت لایموت پر گذارہ کرتا ہے وہ بھی تمہاری اطاعت میں ہر صبح تجھے سجدہ کرتا ہے۔ چاند کا پادری آسمان کے گرجا میں رات بھر خدا کی عبادت کر کے عمر کاٹتا ہے۔ خدا کا وصال کسی کو میسّر نہیں ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں مسلمان اور کافر دونوں گنگ ہیں، وہ پھر کیا کہہ سکتے ہیں۔

تفہیم الفاظ:

ہادی = ہدایت کرنے والا + معبود = خدا، جسکی عبادت کی جائے + دیر = بتخانہ، مندر + حرم = کعبہ + آتش پرست = وہ لوگ جو آگ کی عبادت کرتے ہیں یعنی پارسی + جہود = یہودی ترسا = خوف، عیسائی + پارسا = پرہیز گار + گبر = یہودی + سیمائے = ماتھے پر سجدہ کی نشانی + ساجد = سجدہ کرنے والا + مبین = روشن + رشتۂ بندگی = جیون جو ہندو گلے میں ڈالتے ہیں + زنار بند = جیون پہنے والا یعنی ہندو + داغ بر جبین = ماتھے پر نشانی، ٹیکا، قشقہ جو ہندو ماتھے پر لگاتے ہیں + خور = قوت لایموت + جبہ سا = سجدہ کرنے والا + راہب = گوشہ نشین، پادری + صومعہ = مندر، گرجا + سماٗ = آسمان۔

نعت

کوٗرتھ ناسخ ادیان خداوندنو   دین حضرت محمدؐ سہ امیناہ محموٗد

لبہِ تمہِ دربارِ بارِ اسلام سپن مسلم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

لتں جان شرِ عکس خداوندس خاصۂ خداوندنو

سپن کسر قصر کسریٰ ییٖلہ سہ سرِ اسریٰ گونموٗد

کرِہن نے مشرّف دنیاس شفیع اُمم بیت الصنم آسہِ ہے عالم

برِیا وعیسائے تہٖ موسائے سارِ عمرِ تمنا تہند ے دٕہن

پنہٕ نبن امتہن منز مائٕ لکھے کرِ نا شافع یوم الدّین

تہندس ایوان دیوانس کیوان کران یہند گرے   آفتاب پرستار سنگ آستان

چھُ تتھ درگاہِ دیرِ کران ناہید چھس ناقوس دأ ری

ہلال قشقہٕ چرخ پیر کران   گتھ ستارن ہنز دُر نثأ ری

تھاوِ ییٖلہِ صلوات مناط سہ شاہِ بطحا   پرٕتھ ملتھاہ منسوٗخ گوہو

ترجمہ

اے خدا تو نے حضرت محمدؐ کے دین کو باقی تمام مذہبوں کا منسوخ کرنے والا قرار دیا کیونکہ وہی دین تیرا محمود تھا۔ اگر چہ اسلام پہلے بھی موجود تھا۔ اس برگزیدہ نبی کو جو بانیٔ اسلام تھا، خدا نے اُس پر اور اسکی اولاد پر درود بھیجدیا۔ جب وہ خدا کے اسرار کے رازدان یعنی رسول مقبولؐ پیدا ہوئے تو کسریٰ کا محل شق ہوگیا۔

اگر وہ امت کو شفاعت کرنے والا نبی دنیا میں تشریف نہ لاتا تو سارا جہاں کفر کا گھر بنکر رہتا۔ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت موسیٰؑ نے ساری عمر یہی آرزو کی کہ اے کاش ہمیں حضرت محمدؐ کے اُمتی ہونے کا شرف حاصل ہوتا۔ انکی عدالت کے محل کو ستارہ زحل غلامی کرتا تھا اور آفتاب اُن کے سنگ آستان کی پرستش کرتا تھا۔ ان ہی دربار کے گرد ناہید ستارہ اسطرح پھرتا تھا جسطرح پجاری ناقوس لیکر مندر میں۔

بڈھا آسمان ہلال کا ٹیکہ لگا کر اس درگاہ کو ستاروں کا موتی نثار کرتا ہے، جس وقت اس شاہ بطحا نے نماز کو دین کا رکن قرار دیا تو اس وقت پرانی ملتیں منسوخ ہو گئیں۔

تفہیم الفاظ:

ناسخ =منسوخ کرنے والا+ ادیان= دین کی جمع، مذاہب+ بار سلام= تسلیم بجا لانے کی اجازت+ کسر= شق ہونا، پھٹنا+ قصر کسریٰ= نوشروان کا محل+ شفیع امم = امت کا شفاعت کرنے والا+ بیت الصنم = بتوں کا گھر= شافع= شفاعت کرنے والا+ یوم الدّین= قیامت کا دِن+ کیوان= زحل ستارہ، ساتواں آسمان + ایوان= محل+ بندگری= نوکری، غلامی+ پرستار= پوجنے والا+ مناط= ملانا، جزو قرار دینا+ سرِ اسریٰ= معراج کی تقریب پر خدا کی جو راز ہا اپنے نبی کو کہے۔

مدح

بوشاہ ید اللہ واُحد منز موٗحد نو   ژول شرک دنیاس ییٚلہِ زاو دراو کعبس مقصوٗد

تھندی یانی خاتم انبیاسؐ مہرِ نبوتس پٹھ کھسن قدم   بُتھہٕ کِنٛز تانی وسن قدم

تھندِ نوٗرٕ گوسوٗر آتش کدنو   سپن ابراہیمسؑ نارس گلزار گو پشیمان نمرُود

تھندے بُتھہِ قبلہٕ گاہِ عالم سپن آدمؑ   سجدٕ گاہ مکہ معظم

ترجمہ

وہی حضرت علیؑ جو موحدوں میں یکتا تھے جب خانۂ کعبہ میں پیدا ہوئے تو کعبے کی آرزو پوری ہوئی اور دنیا سے شرک دور ہوگیا۔ جب اُنکے قدم نبی آخرالزّماںؐ کے مہرِ نبوت پر سوار ہوئے تو کعبہ کے بت منہ کے بل گِر گئے۔ ان ہی کے نور سے آتش پرستوں کے آتشدان بجھ کر راکھ ہوگئے۔ انکی ہی برکت سے حضرت ابراہیمؑ کے لیے آگ گلزار میں ہوئی اور نمرود جس نے حضرت ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالدیا تھا پشیمان اور خجل ہوا۔ انکے پیدا ہونیکی وجہ سے کعبہ بنی نوع انسان کیلئے قبلہ گاہ بنا اور اسکی طرف تمام مسلمان سجدہ کرتے ہیں۔

وتفہیم الفاظ:

یداللہ = خدا کا ہاتھ، یہ حضرت علیؑ کا خطاب ہے + موَحد = خدا کو ایک جاننے والا + مہرِ نبوت = نبوت کی مہر، وہ نقش جو رسول خداؐ کے مونڈھوں پر تھا + قدم = پیر، پاؤں (جب مکہ فتح ہوا تو حضرت رسول مقبولؐ خانۂ کعبہ میں داخل ہوئے جہاں مشرکوں نے بُت نصب کیۓ تھے، تو حضرت نے انکو توڑا مگر کچھ بُت بلندی پر نصب ہوئے تھے جہاں تک پیغمبر اکرمؐ کے ہاتھ نہیں پہنچے تھے، انہوں نے حضرت علیؑ کو فرمایا کہ تو میرے کندھوں پر سوار ہوجاؤ اور ان بتوں کو توڑ دو۔ پھر حضرت علیؑ نبی کریمؐ کے کاندھوں پر سوار ہوئے اور بت گرادیے) + قبلہ گاہ = کعبہ

شریف جسکی طرف مسلمان سجدہ کرتے ہیں+صنم=بُت+آتشکدہ=آگ کا گھر، پارسیوں کا عبادتخانہ جسمیں آگ جلتی رہتی ہے، پارسی آگ کی ہی پرستش کرتے ہیں+نمرود=ایک ظالم بادشاہ کا نام جس نے حضرت ابراہیمؑ پیغمبر کو آگ میں ڈالدیا تھا لیکن وہ آگ گلزار بن گیا تھا۔

مصائب

خلقوتس شاہ دینس ملجم ملحد نو　　منز خانۂ خدالیس امام گرس کوٚ رنہٕ شوٗد

ییٚلہِ روٗ دسہ ملعوٗن مسجد ہندرئ تھہٕ تھم　　دہنک ستوٗن دیٔتنہٕ برہم

تمہِ گٹہٕ کارٕ ہُنہِ کارگو مسجد نو　　ییٚلہِ سُہ کعبک قبلہٕ گاہ سجدٕ گاہس پیٹھ موٗد......

یمےٚ اُسی گرٕ ھان آسمانی صدا　　ہے ہے مقتدا پوٕ برزمین

وونی کس کرو اقتدا　　خاصۂ خدایتےٚ اوس امین

☆

ووٚ دنس بابوٕلی چھا کران بیکس کورہن دوکھہٕ لدنو

اسہِ کس چھکھہٕ پُشران بابوٕڈی بابہٕ چھا موجوٗد

کُس چانہن معصومن یتمن دلاسہٕ دِیم　　میٚانہِ بابو دبد کتہٕ تیم

ژٕ زایا کھ کعبس اندر　　از شاند دِتھ منبر مورٕہک رکن دہن

یُہوےگو تسلیم ورضا　　کوٚرتھ قضا وٕنہِ چھےٚ سُجدس پیٹھ زمین

☆

اُسی تھہٕ جان وندوس نا، ودوس ناسہ آغہٕ روزِ نا خوشنوٗد

ودوس آغہٕ سانہِ نیزس پیٹھ تہِ اوسےٚ سوئے غم　　پھیرٕتھ نہٕ زانہہ پٔنن غم

کیٹا بُنڑ تھےِ اوے کربلا اندر ماٗری ہےَ باٗے تۓ گبر کم کم نازنین

لٗدی ہے نیزس سرتن چاٗنڑ پھر تر آٗو کھ برزمین

مورِ ہے علی اکبرؑ پھر وُکھ شہر شہرِ زین العابدینؑ

کوچھِ پٹھ موٗ دیہ اصغرؑ باٗنڈی وان اندر مو یہ بیب سکینہؑ

ترجمہ

کتنی حیرت کا مقام ہے کہ اُسی دین کے بادشاہ یعنی حضرت علیؑ کو بے دین ابن ملجم نے مسجد میں قتل کر دیا۔ اُس ملعون نے ستون کی آڑ لیکر دین کے ستون یعنی حضرت علیؑ کو قتل کیا۔ اس ظلم سے مسجدیں ویران ہوئیں، جبکہ وہ مقصود کعبہ سجدہ پر ہی انتقال کر گئے۔ اس وقت غیبی صدا یہی سننے میں آتی تھی کہ دین کا پیشوا زمین پر گر گیا۔ اب کس کی اقتدا کریں گے۔ خدا کا خاص چنا ہوا محبوب اور برگذیدہ حضرت علیؑ ہی تھا۔

☆

حضرت زینبؑ اپنے باپ کی شہادت پر بین کرتی ہوئی کہتی تھیں کہ اے میرے پدر بزرگوار! ہمیں کس کو سونپا، ہمارے نانا حضرت رسولؐ مقبول بھی زندہ نہیں۔

تیرے یتیم بچوں کو کون دلاسہ دے گا۔ ہماری ماں کا سہارا ابھی ہم سے چھن چکا ہے۔ تو کعبہ میں پیدا ہوا تھا اور آج تجھ کو منبر کا تکیہ کر کے شہید کیا گیا۔ تو نے تو

انتقال فرمایا مگر تیری پیشانی ابھی سجدہ پر ہی ہے۔ یہ صبر و تسلیم کی اعلیٰ مثال ہے جو تو نے قائم کی۔

☆

اُس وقت اگر ہوتے تو ہم بھی اپنے مولا جناب امام حسینؑ پر اپنی جان نثار کر دیتے۔ اب ہم اسلئے روتے ہیں کہ انکو اپنے مصائب اور آلام کا بالکل خیال نہ تھا۔ اگر انکو کوئی غم تھا تو اپنے نانا کی امت کا تھا اور وہ اسکی نجات چاہتے تھے۔ اے ہمارے مولا! تم پر کیا کیا مظالم روا رکھے گئے۔

تمہارے پیارے بیٹے اور بھائی قتل کیے گئے۔ تمہارے سر کو نیزے پر لٹکایا گیا اور تمہارا بدن بے گور و کفن زمین پر رکھا گیا۔ شبیہ پیغمبر حضرت علی اکبرؑ شہید کیا گیا اور امام زین العابدینؑ کو شہر بہ شہر پھروایا گیا۔ شہزادہ علی اصغرؑ کو تمہاری گود میں تیروں سے ہلاک کیا گیا اور زندان میں تمہاری پیاری اور معصوم بچی حضرت سکینہؑ انتقال کر گئیں۔

منشی صفدر علیؒ مرحوم

آپ کے والد صاحب چنکرال محلہ حبہ کدل میں رہتے تھے۔آپ نے کشمیر ہی میں جنم لیا کم سنی میں ہی اپنے باپ منشی قاسم علی کے ساتھ لکھنو چلے گئے۔آپ نے وہی تعلیم حاصل کی۔اس زمانہ میں لکھنؤ فضلاء، علماء اور شاعروں کا مرکز بنا ہوا تھا۔اودھ کے نواب فیاضی اور علم دوستی میں مشہور تھے اسی لئے دہلی اور دیگر شہروں کے تمام ارباب کمال جوق در جوق لکھنؤ کی طرف تانتا باندھے ہوئے چلے آتے تھے۔منشی قاسم بھی قسمت آزمائی کیلئے لکھنو گئے اور وہیں ملازمت شروع کی۔

منشی صفدر بچپن سے ہی ہونہار اور ذہین تھے اور اپنی قابلیت اور ذہانت سے نواب واجد علی شاہ کے دربار میں اپنا مقام بنایا اور میر منشی کے اعلیٰ عہدے پر فائز ہوئے۔ان ہی ایام میں مرزا ابوالقاسمؒ صاحب بھی لکھنؤ آگئے۔یہ کشمیری میں مرثیہ کہتے تھے۔منشی صاحب کو بھی مرثیہ کہنے کا شوق دامنگیر ہوا اور اس میدان میں کمال کر دیا۔منشی صاحب کو کشمیری بولنے میں رکاوٹ ہوتی تھی مگر لکھنے میں کوئی دقت پیش نہیں آتی تھی۔

اُن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ کسی شادی کی تقریب پر نواب واجد علی شاہ نے ان کو اس طرح کا رقعہ لکھنے کی فرمائش کی کہ پہلی سطر میں صرف وہ حروف ہوں جن کے اوپر نقطے ہوں، دوسری سطر میں وہ حروف ہوں جنکے نیچے نقطے ہوں۔تیسری

سطر میں وہ حروف جنکے درمیان نقطے ہوں اور چوتھی سطر میں وہ حروف ہوں جو بے نقطہ ہوں۔منشی صاحب رقعہ تیار کرنا بھول گئے۔دربار میں آئے تو نواب صاحب نے کہا رقعہ کی عبارت پڑھکر سنایئے تو منشی صاحب نے فی البدیہہ رقعہ کی عبارت زبانی سنادی۔نواب صاحب اور حاضرین دربار نے عبارت کو بہت پسند کیا۔حکم ہوا کہ اسکو خوشنویسوں سے لکھوا دینا چاہیے۔منشی صاحب نے دربار سے رخصت ہوکر اس عبارت کو تحریر کیا اور خوشنویسوں کے حوالے کروادیا۔

منشی صاحب عین شباب اور جوانی میں فوت ہوئے۔اکثر اہل درباران کا بڑھتا ہوا وقار دیکھکر اندر ہی اندر جل رہے تھے۔آخر کار ایک نے ان کو زہر دلوادیا اور قریباً ۲۷ یا ۲۸ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔انکے خاندان کے چند افراد محلّہ نواکدل میں رہتے تھے۔منشی محمد علی اور منشی اکبر علی ان ہی کے خاندان سے ہیں۔ان کے مرثیہ حسب ذیل ہیں:-

بے نقطہ،مو، ریسمان، سنگ،سکندری، کیمیا،فلاسفہ المعروف رعد جنگی، شمشیر، وغیرہ

نوٹ:بحوالہ صاحب رسالہ ''الصیف الصارم''،منشی قاسمؒ مرحوم ایک مایہ ناز صاحب قلم گزرے ہیں، جنھوں نے بسیار تصانیف مرتب کی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ کشمیری رثائی آدب میں اس نام کے ایک مصنف بھی گزرے ہیں۔گو اکثر محققین کے مطابق اُن کا تعلق بابا پورہ کے "ملاّ" خاندان سے ہے،لیکن "کتاب البکا" (جلد۲) میں اس خاندان کے شعرا کے تذکرے میں منشی موصوف کا کوئی حوالہ نہیں پایا جاتا ہے۔(سمیر ہمدانی)

مو

حمد

بے نشانہٕ موسائے فکرس عقدِ لسان کاستم مویا   سپنہٕم گویا زبان پٔرتھ مویا وصف آرایو
نتہٕ مے ہیوٗ سراپا خطا کرِ طے راہِ چینِ ثنا کمہِ احوالے
امہِ وَتہِ عارفو فرق سر کوٗر پا سپنۍ فارغبالے
اتہِ موشگافن دڑاونہٕ قلم ادراکہٕ روماہ مویا
سپنکھ حلقہٕ گیرِ طوق تقصیر گوکھنہٕ عقدہٕ زانہہ وائے پریشان آرایو دوٗ پکھ
کروکیا عزمو چھِ وتھاہ باریک ازموسراپا اہوالے
اتہِ بلند پرواز وکھے پیچ وتاب اوکھنہٕ تاب پھٹکھ پروبالے
یا اللہ کران چانہِ آیئنہٕ لطفک انعکاس   روشن پٔرتھ ذرا صبح وشامو
ہاوتھ استادِ شعرس لا اُحصی   مسلسل معانی زن مو
یا اللہ کرہکھنے گیسوئے لیلس پنجہٕ خورشیدک شانے   روزِ ہے ہمیشہِ حورِ صباح زیرِ نقابو
کرُن ہرِ سفید وسیاہ گرِ ڈھِ ہے مشکلو
کران کمہِ رنگہٕ خضابِ شفق پیرِ فلک چھُ ہرشامے   ہتھہٕ آیئنہٕ ماہِ تابانے
دپان لبہِ نا بختِ جوان یہِ پیرِ غلامے   بوزِ بم ناحق سجانے
حلقہٕ بگوش درن منز تھاوبم ناکربم نا لطفچ نظرے   سرورانبیاؑ محمد مصطفیٰؐ

ترجمہ

یارب! تو میرے فکر کے موسیٰؑ کی زبان کی لکنت ذرا دور تو کردے تاکہ تیرے اوصاف بیان کرنے میں ایسی روانی پیدا ہو گویا کہ ہر موئے تن تیری حمد وثنا کرتا ہو۔ ورنہ مجھ جیسا گناہگار تیری ثنا کا دشوار اور کٹھن راستہ کس طرح طے کرسکتا ہے۔ اس راستہ میں عارفوں نے سربہ سجود ہو کر آسودگی اور بے فکری حاصل کی۔ یعنی انہوں نے انکساری اختیار کر کے آزادی اور آسودگی حاصل کی۔ یہاں تو بال کی کھال اتارنے والوں کے قلم ادراک سے ذرہ بھر بھی تمہارے اوصاف بیان نہ ہو سکے۔ خطاؤں اور معصیت کی زنجیر نے انکو جکڑ کے رکھا۔ مگر یہ معمہ حل نہ ہوا اور انکی عقل وفکر پریشان ہوگئی۔ ان عارفوں نے کہا کہ یہ راستہ ابتدا سے آخر تک بال سے بھی باریک ہے اور ہم اس پر چلنے اور آرزو اور ارادہ کرنے کی کس طرح جرأت کر سکتے ہیں۔ اس مقام پر بلند پروازوں نے بھی بل کھالیے۔ کیونکہ تمہارے اوصاف اور ثنا کے بیان کرنے کی تاب نہ لاکر ان کے پر اور بازو ٹوٹ گئے اور وہ بے بس اور عاجز ہو کر رہے۔ اے خدا! تمہارے لطف اور مہربانی کے آئینہ کا عکس ہر ایک ذرہ کو رات اور دِن میں روشن کرتا ہے۔ باوجود اس امر کے کہ تو نے حضرت رسول مقبول ﷺ کو انسان کامل بنایا اور ان کو تمام علوم ظاہری اور باطنی عطا کئے تاہم انہوں نے تیری ثنا کرنے کے بارے میں لا احصی اسلئے فرمایا کہ تیری قدرت کے لاانتہا سلسلہ کے مطالب

اور معانی بال سے بھی زیادہ باریک ہیں۔

اے خدا! اگر تورات کی لیلیٰ کے زلفوں کو آفتاب کے ہاتھ سے کنگھی نہ کراتا تو صبح کی حور ہمیشہ پوشیدہ رہتی (یعنی صبح کبھی نہ ہوتی اور سیاہ و سفید میں تمیز کرنا بہت مشکل ہو جاتا)۔ چاند کا روشن آئینہ سامنے رکھکر آسمان کا بڈھا کس شان سے ہر شام کو شفق کا خضاب کرتا ہے اور یہی آرزو کرتا ہے کہ کاش مجھ غلام کے نصیب جاگ اٹھتے اور خدا میری دعا قبول کرتا کہ مجھے پیغمبروں کا سردار حضرت رسول مقبولؐ اپنا لطف و کرم فرما کر اپنے غلاموں میں شامل کرتے۔

تفہیم الفاظ:

بے نشانہ = مراد خدا + شانہ = کنگھی + موسیٰ = حضرت موسیٰ پیغمبر جن کی زبان میں لکنت تھی اور جو کوہ طور پر خدا سے باتیں کرتے تھے + موسیٰ = اُسترہ + عقد = لکنت، گرہ، بالوں کا گانٹھ لینا + کاستم = بالوں کا مونڈھنا، دور کرنا + مویا = بال، تھوڑا سا + راہ چین = چین کا راستہ، دشوار راستہ + چین = ملک کا نام ہے جہاں کا نافہ بہت مشہور ہے۔ یہ نافہ زلفوں اور بالوں میں بھی لگایا جاتا ہے جس سے خوشبو پیدا ہوتی ہے + لسان = زبان + فرق سر کو زیر پا = سر کی مانگ نیچے کر دی یعنی انکساری اور عاجزی کی۔ جس وقت سر کے منڈھے جاتے ہیں تو آدمی حجام کے پاس بیٹھکر سر کو پاؤں کے قریب نیچے کر دیتا ہے تاکہ نائی بال صاف کر سکے + فارغ البال = آزاد، آسودہ، لفظی معنی یہ ہے کہ پروں سے آزاد ہو گئے + موشگاف = بال کی کھال اتارنے والا + روماہ = تھوڑا، قلم کاٹنے کے وقت اندر سے بال کیمانند باریک ریشہ نکلتے ہیں انکو بھی روماہ کہتے ہیں + روماہ = فارسی رومہ یعنی بدن کے بال + حلقہ گیر = احاطہ کرنا، گھیرنا + طوق = زنجیر + پیچ و تاب = بل کھانا + تاب = برداشت + استاد شعر = مراد حضرت رسولؐ شعر کے لفظی معنی بال کے ہیں۔ نزاکت اور لطافت کی وجہ سے بیت کو

کہتے ہیں اسلیئے فصاحت وبلاغت، نزاکت اور لطافت کا استادیعنی نبی رحمتؐ فرماتے ہیں 'لا احصی ثناً علیک انت کما اثنت علیٰ نفسک + گیسوے = زلف + لیل = رات + پنجہ = ہاتھ + خورشید = آفتاب + حورِ صبا = صبح کی حور یعنی صبح کی روشنی + حور = وہ عورت جسکے بدن اور آنکھوں کی سفیدی نہایت سفید ہواور بالوں اور آنکھوں کی سیاہی نہایت سیاہ ہو+ سِر = دریافت کرنا، تمیز کرنا + خضاب = وسمہ یا حنا لگانا، بوڑھے آدمیوں کے بال جب سفید ہوجاتے ہیں تو وہ سر اور داڑھی کو وسمہ یا حنا لگا کر رنگین کرتے ہیں + شفق = وہ سرخی جو آفتاب غروب ہونے کے وقت آسمان پر نمودار ہوتی ہے + پیر فلک = آسمان کا بڈھا یعنی خود آسمان + ہر شامہ = ہر رات ہونے کے وقت + ماہ تابان = روشن اور درخشندہ چاند + آیئنہ = شیشہ، جسمیں انسان اپنی صورت دیکھتا ہے۔ شاعر کہتا ہے کہ بڈھے آدمی جسکے سر کے بال اور داڑھی سفید ہوتی ہے وسمہ اور حنا لگا کر انکو رنگین بناتا ہے۔ وہ ایسا کرنے کے وقت آیئنہ سامنے رکھتا ہے تاکہ وہ اچھی طرح سر اور داڑھی کو خضاب کرسکے۔ اسی طرح آسمان کا بڈھا چاند کا آیئنہ سامنے رکھکر ہر شام کو شفق کی سرخی سے وسمہ کرتا ہے۔ شفق سورج غروب ہونے کے وقت مغرب سے نمودار ہوتا ہے اور چاند مشرق سے نکلتا ہے۔ چاند کے آیئنہ کو سامنے رکھکر یعنی چاند کی طرف دیکھکر آسمان شفق کی سرخی سے اپنے آپ کو رنگین کرتا ہے + حلقہ بگوش = نوکر، بندہ۔

نعت

ووفٔ جعدہٗ کلامس کرِ شانۂ فصاحت چھُم آرزویا

چھکس انبر انبر مشک اخلاص اسپنۂ جہان آرایو

تمہِ چہِ عطرِ ستیٔ نافہٗ خطاوختن مولہِ والے

کرن ہدیہٗ رسول مقبول چھُم امید اقبالے

برحق سۂ آیئنہٗ حق جہان نما عالمک آبرویا

تھہٕندِس آستانس گنٛڈی تھہٕ مالن گیسوئے حوٗرپٕر تھِ قد سیاہ جاروب کران وندان آیو

کرِ پیشوا عکسِ روتہٕ موشب وروزتس حوالے

سُے برج رسالتک خورشید بے زوالے

ونے تھہٕندی محاسنِ اوصاف سرمویاہ سپنے زباناہ ہرسرِ مو

یوٗ دوٚے گرٹھِہ ہے جدا تھہٕند تارِ مویا تتھ پلکو ستی ملک نوان زن سورمو

تھہٕنٛدُ ے ہرموبو عنبرفشانے اما چھُہٕ موزن الان

چھ مایہِ نسبت خطا تکیا پکہِ ہے یمہٕ وتہٕ آنجنابوٚ

گرٹھِہ ہے تتیٖک خاک مشکِ تاتار گیاہ سنبلو

چھُ اوٚے ہرماہ گلان ماہِ تمامے سپنان صورت شانے

دیان اوٗسس کونہٕ شانہٕ خیرالانامےؐ ہرِ ہم نوراگرٹھِہ ہاوالاشانے

ہیکیٖا تلی تھہٕ تارِ مو بارِ سماؑ سپنیا آفتاب زانہہ ذرے وَنہٕ کیٖامےؑ ہیوٗ سراپا خطا تھہٕند ثنا

ترجمہ

مجھے تمنااور آرزو ہے کہ میں اب گھنگھروں والے شعروں کو فصاحت اور بلاغت کی کنگھی کر کے ان میں محبت اور عقیدت کے نافہ کے انبار بھر دوں اور دنیا میں نامور ہو جاؤں اور میں اس کلام کو بطور تحفہ حضرت رسول مقبولؐ کی خدمت میں پیش کروں۔ مجھے امید ہے کہ ایسا کرنے سے میرا مقدر جاگ اُٹھے گا۔ اس محبت اور عقیدت کی عطر اور خوشبو سے خطا و ختن کے نافہ کی کوئی قدر نہ رہے گی۔ فی الواقع

ہمارے رسول مقبولؐ صداقت کا مجسمہ اور حق کو آشکار کرنے والے ہیں۔زمین وآسمان کی وقعت ان ہی کے طفیل ہے۔انکے روضۂ منور کو جنت کی حوریں اپنے گیسو کے جھالر بنا کر باندھتی ہیں اور ہر ایک فرشتہ اس آستان کی جاروب کشی کر کے بلائیں لیتا ہے۔اس آسمان رسالت کے بے زوال آفتاب نے اپنے چہرہ اور بالوں کے عکس کو دن اور رات کے حوالہ کیا یعنی ان کے نورانی چہرہ سے دن روشن ہوا اور انکے بالوں کے عکس سے رات ہوئی۔اگر سروں کا ہر ایک بال زبان بن جائے تو بھی اس برگذیدہ نبیؐ کے حسن کی خوبیاں ذرہ بھر بھی ادا نہیں ہو سکیں گی۔اگر انکے بدن کا کوئی تار جدا ہوتا تو فرشتے اپنی پلکوں سے سُرمہ کی طرح اُٹھاتے تھے۔انکے ہر اک موئے تن سے عنبر چھڑکتا تھا۔لیکن میں ایسا کہنے سے بال کی طرح لرزتا ہوں کہ انکے بالوں کو ایسی نسبت دینے سے میں گناہکار نہ بن جاؤں کیونکہ جس راستے سے رسول مقبولؐ چلتے تھے وہاں کی خاک انکے وجود پاک سے مشک تاتار کی طرح معطر ہوتی تھی اور گھاس سنبلوں کی مانند مہکتی تھی۔اس آرزو میں ہر مہینہ پورا چاند پگھل کر ہلال (بہ شکلِ کنگھی) بن کر کہتا ہے کاش میں حضرت رسولکریم کا کنگھا ہوتا تاکہ میری چمک اور روشنی زیادہ ہوکر میرا رتبہ اور قدر بڑھ جاتی۔مجھ جیسے گناہگار کا اس شان والے نبیؐ کے اوصاف بیان کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ بال کے ایک تار کا آسمان کا بوجھ اُٹھانا یا آفتاب کا ذرہ بن جانا۔

تفہیم الفاظ:

جعدہ=گھونگروالے+انبرانبر=ڈھیر کے ڈھیر+جہاں آرا=نامور،مشہور+خطاوختن=ملک چین کاشہر جہاں کا نافہ کافی مشہور ہے+مولہٖ والے=اسکی قیمت گٹھادوں گا +وال=بال+حق نما=حقیقت اور سچ کو آشکار کرنے والا+ مالن=جھالر،عورتیں آستانوں پر نذر ماننے کیلئے وہاں اپنے سر کا بال یا مینڈھے کا ٹکڑا باندھتے ہیں+قدسی=فرشتہ+جاروب=جھاڑو دینا+آیو=عمر+وندان آیو=بلائیں لیتا تھا جاں نثار کرنا + بے زوال=جسکا زوال نہ ہو،جوغروب نہ ہو+محاسن=حسن کی خوبیاں +سرِ مویا=ذرہ بھر،تھوڑا+سرِ مو=سر کے بال+مشک تاتار=تاتار ایک شہر کا نام ہے جہاں کا نافہ بہت مشہور ہے + عنبر=ایک خوشبو کا نام ہے+تارِ مو=بال کی تار+ ماہ تمام= پوراچاند+ ماہ=مہینہ+سماءَ=آسمان۔

مدح

چھُ مشاطِ طبیعت مدح شاہ اولیاؑ

ہوان نام ساقی کوثرانان سرمستیاہ چھُم نشاتینن سرمایو

اما چھم یوان آوازاز ہرمو پچھے دۂ رمدحک حرمو واتکھ کمہِ احوالے

امہِ وتہِ وأصف گلۆزن مو قدم کڈُن گوکھ وو بالے

سُہ تاجدارِ ہل اتی سرحلقۂ اوصیاؑ

یوٗ دوے تہندِس خط فرمانس آسمان فرق کرن سرِ مویا گرِ ژھن برہم زن نہٕ عدمہٕ دزایو

دِیہِ تہندِس آستانس تثیت رتبہٕ والا ذوالجلالے

تتھ ملک گرٕد گرٕد پھیران وندان أچھن ہٕندی لعلے

تھنڈ ے روِیہِ رات دوہ ارض وسمأ رؤ دبر پا عرش وکرسی لوح وقلمو

کرِ سُے مولا پٹنبن موالین اصلاح خطا تقصیرن مقراض یک قلمو

یاشاہؑ موِیہِ موِیہِ نامہٗ اعمال کوؔ رمہٖ سیاہ سفید کرتن عفوٖ کہِ قلمو

ترجمہ

میری طبیعت کا فطری رجحان حضرت علیؑ کے فضائل کا بیان ہے۔ساقی کوثرؑ کا نام گرامی لینے سے نشہ اور سرور پیدا ہوتا ہے اور یہی دنیا اور آخرت کیلئے میری پونجی ہے۔لیکن میرے ہر بال سے یہی آواز آتی ہے کہ حضرت علیؑ کے مدح کا مقام بہت دور ہے اور تم کس طرح وہاں تک پہنچ سکتے ہو۔وہی ہل اتی کا بادشاہ اور وصیوں کا سردار ہے۔اگر آسمان بھی انکے حکم کی نافرمانی کریں گے تو وہ ایسے درہم وبرہم ہو جائیں گے گویا کہ وہ کبھی وجود میں ہی نہیں آئے تھے۔حضرت علیؑ کے آستانے کو خدا نے اتنا بلند اور اعلیٰ درجہ عطا کیا ہے کہ وہاں فرشتے دائرہ بنا کر اس کے اردگرد طواف کرتے ہیں اور اپنی آنکھوں کی پتلیاں نچھاور کرتے ہیں۔ان ہی کے طفیل دن اور رات، زمین و آسمان، عرش وکرسی اور لوح وقلم قائم رہے۔وہی مشکل کشا اپنے محبوں اور دوستوں کی لغزشوں کی اصلاح کرے گا اور ان کے قصوروں کو اپنے لطف سے محو کرے گا۔اے میرے آقا! میں نے اپنے نامۂ اعمال کا ذرہ ذرہ اپنے گناہوں سے سیاہ کر دیا۔مجھے امید ہے کہ آپ اس کو اپنے عفو اور بخشش کے قلم سے پھر سفید کر دیں گے۔

تفہیم الفاظ:

مشاطہ=بناؤ سنگھا کرنے والی عورت+شاہ اولیاً=ولیوں کے بادشاہ یعنی حضرت علیؑ+ساقی کوثر=حضرت علیؑ کا لقب۔حضرت علیؑ قیامت کے دن مومنوں کو حوض کوثر سے پیالے بھر بھر کے پلادیں گے+سرمستی =نشہ،سرور+نشاتین=دودنیا یعنی دنیااورآخرت+حرم = آستانہ، مقام+واصف=وصاف،تعریف کرنے والا+وبال=مشکل+ہل اتی =قرآن کریم کا سورہ دہر،یہ سورہ ہل اتی سے شروع ہوتا ہے۔یہ سورہ حضرت علیؑ کے شان میں نازل ہوئی ہے+سرحلقہ=سردار+اوصیاً=پیغمبروں کے جانشین+خط=نامہ،مکتوب،نیا سبزہ جولبوں سے شروع ہوکر رخساروں کے گرد ظاہر ہوتا ہے+فرق=امتیاز کرنا،تفاوت،مانگ نکالنا + عدم =نیستی+کرسی=تخت،چوکی،آٹھواں آسمان+لوح=تختی،مرادلوح محفوظ یعنی وہ لوح جس پر خدانے ہر ایک امر جووقوع ہوگا ازل سے لکھاہوا ہے+قلمو=قلم،تراشنا،ناخن کاٹنا،مرادوہ قلم جس سے خدانے لوح محفوظ پرآنے والے واقعات لکھدیے+موالین=محبّ، دوست،غلام+اصلاح خطا=گناہوں کی اصلاح ،داڑھی منڈھانا+مویہ مویہ= بال بال،ذرہ ذرہ+کوزر=کیا،بال کاٹنے سے پہلے ان کو پانی چھڑک کرنچوڑتے ہیں اور پھر کاٹتے ہیں اسکو کوزن یا کوزر کہتے ہیں۔

مصائب

خلقویس شاہِ حسینؑ اوس متیت شانے

تس کوّر کھہ پیری اندر مژکر بلا چھیڑِ دارِ خوّ نک خضابو

ژٹی تھہ سر کھورِ ہس نیزس گنڈی تھہ کاکلو کجہ ہس ہینہِ برملا گری تھہ مو پریشانے

اَسِکھ ہمژی عاموپکوان پامہِ دِوان بے حیا کا ئسہ نہ وُلن نقابو

تمہ وِوان یکھنا ہتھہِ برقعاہ سانہِ بابہ حل مشکلو

اسہِ پھِر وان چھی کوفہٕ شامے گنڈی تھہٕ سارِنی اکے ریسمانے

☆

کائنسہِ مائِلس نشہِ فرزندس کرِن مہٕ جدا خدا

تکیا چھُ داغ اولادٕ مرِنے ماران کران سؤ ہانا روزان نہٕ اختیارامہِ جایو

ادِ لیس مائِلس راوِنوٕ رِنگاہ در پیری سہ لسہِ کمہِ حالے

تکیا زخم جگر کھتہٕ زندٕ روزُن چھُسہٕ محالے

بوٗزی تو چھِ لکھان ییلہِ مارٕ گو علمدار مرِنس تیار سپن سید شہداؑ

اوس دپان میانہِ پانو منز دنیاس روٗ دُے نہٕ بوے عباسؑ وُنی نوبتِ چانٛی آیو

تانی جان جگر علی اکبرؑ تھاوِس سر برقدم ژھٹان نالے

بنیا تہنٛد میدان نیرُن بوزنٕ آسہٕ یوٗت کالے

لگو نو علی اکبرؑ ساس زُو فدا توٗہی صبر کری توتوٗت تامو

بوتہِ حقِ غلامی کرٕ موادا ونٛدٕ موجان یوٗت تامو............

یہٕ بوٗزتھ رٹِس پوترٕ متہِ نالہٕ متہِ امام دپِس پی اوسم باازلو

دپِس گرٛشہ پننہِ دیٛدٕ یہٕ پوٗچھ بدن تامے ہسکھ روخصت تی گرٛشہِ جانے

تکیا یمہٕ کران رچھِ کو چھِ رچھان تھچے ازتامے ژھاین آے ونٛدان اُچھنہٕ وچھانے

ترجمہ

جس امام حسینؑ کا مرتبہ اور وقار اتنا بلند اور اعلیٰ تھا، ان کی سفید داڑھی بڑھاپے میں کربلا کے میدان میں انہیں کے خون سے ظالموں نے رنگین کی۔ ان

کا سر مبارک کاٹ کر گیسوؤں سے باندھکر لٹکا یا گیا۔ انکی بہنوں کو جن کے سروں کے بال بکھرے ہوئے تھے ، بے حیا اور بے شرم ظالم انکو بغیر نقابوں کے مجمع عام میں پھراتے تھے اور اُن کو طعنے دیتے تھے۔ وہ گریہ وزاری کرتی تھیں اور اپنے والد محترم حضرت علیؑ کو یاد کر کے کہتی تھیں کہ اے کاش ہمارے مشکل کشا باپ اس وقت کوئی نقاب لیکر آتے جس سے ہم منہ ڈھانپ لیتے۔ اے ہمارے باپ! ہمیں ایک ہی رسی میں جکڑ کر کوفہ اور شام کے بازاروں میں پھرواتے ہیں۔

☆

جب حضرت عباسؑ شہید ہو گئے تو حضرت امام حسینؑ خود شہادت کیلئے آمادہ ہو گئے اور فرمانے لگے میرا بھائی مجھ سے چھن گیا اور اب میری شہادت کی باری آ گئی۔ اسی اثناء میں آپ کا بیٹا حضرت علی اکبرؑ حاضر ہو کر باپ کے قدموں پر سر رکھکر عرض کرنے لگا کہ اے میرے باپ میری موجودگی میں آپکا میدانِ کارزار میں جانا کس طرح ممکن ہوسکتا ہے۔ میری ہزار زندگیاں آپ پر قربان ہوں۔ آپ تب تک صبر کیجیے گا جب تک کہ یہ آپ کا غلام اپنا حق ادا کر کے آپ پر جان نثار کرے گا۔ یہ سن کر حضرت امام حسینؑ نے اپنے فرزند کو گلے لگایا اور فرمایا کہ تمہاری جدائی مقدر ہو چکی ہے۔ بیٹا! اپنی والدہ اور پھوپھیوں کے پاس جا کر ان سے اجازت حاصل کر لو کیونکہ وہ تم کو بہت ہی پیار کرتی ہیں اور انہوں نے تم کو بڑے لاڈ پیار سے پالا ہے۔ وہ تمہارے عکس کی بلائیں لیتی ہیں اور نظروں سے اوجھل ہونا گوارا نہیں کرتی ہیں۔

سکندری

حمد

یا اللہ چون ہر گدائے در سکندر جہان دارا بر بحر و برّ چأنی دارأیی
چون سر چشمہٗ کنہہِ ذات کۆتاہ دۄ رو چھا اوٚت واتُن خضر ادراکس مقدۄ رو
اما کوٚرتھ آیٖنہٗ قدرت جہان آرا لبان سر بسر اہل بصر بیناأیی
نیران چانہِ لطفہٗ ظلماتہٕ چشمہٗ نۆرو دارائے شبس سکندر سحر گرٛھان منصۄ رو
یمو خیالِ سروری ترٛ وازسر بار عجزس سردارنے
سپٕنیٚ تاجدارلوٚ بکھ افسر، افسر گئے سردارنے
یا اللہ چانہِ حکمہٕ نشہِ مغلۆب پرٛتھ غاألباہ شۆبہِ ہے یمن دارا دربان سکندر خأدماہ
تمن نمان کمان گٲیکھ تھرے کمہِ رنگہٕ اوسُکھ تھرٕ تھرے
دوٚیکھ چھُ طوق بندگی پرٛتھ بندس بندٕ گیہِ نشہِ کأنسہِ تہٕ بندس چھا گذارے
سپنیاہ ذرٕ مہرِ تابندٕ زانٔہہ اتھ بندس روزن لس چھسہٕ بے کارے
تتھے گرٛھان طلسم عرفان خفی جلی یہ عین حیات سپن نہٕ زانٔہہ منجلی ہے

ترجمہ

اے خدا! دنیا کا نامور بادشاہ سکندر بھی تمہاری بارگاہ کے دروازے کا معمولی فقیر ہے۔ تمہاری حکومت تمام زمینوں اور آسمانوں پر جاری ہے۔ تمہاری ذات

کبریائی کے چشمے کا منبع ناپید ہے۔ وہاں عقل کے خضرؑ کا پہنچنا ناممکن ہے۔ لیکن تو نے اپنی قدرت کے آئینے سے دنیا کو روشن کر دیا اور اسی آئینہ سے آنکھ والے جاندار دیکھ سکتے ہیں۔ تمہاری عینِ مہربانی سے ظلمات سے نور اور روشنی کا چشمہ پھوٹتا ہے اور صبح کا سکندر رات کے دارا پر فتح پاتا ہے۔ جنہوں نے فروتنی اختیار کی وہی اصلی معنوں میں بادشاہ بن گیے اور تاج حاصل کیا نیز سرداروں کے افسر بن گئے۔ تمہارے حکم کے سامنے دنیا کا ہر ایک جبار اور غالب مغلوب ہے۔ وہ برگزیدہ ہستیاں جن کے دروازے کی دربانی دارا اور خدمت گزاری کا فخر سکندر کو ہوتا، ان کی کمر بھی تمہاری عبادت کرتے ہوئے ٹیڑھی ہوگئیں اور تھرتھر کانپ رہے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ خدا کی بندگی کا طوق انسان کے ہر جوڑ میں پڑا ہوا ہے۔ یہاں تو کسی بندے کو اللہ کی عبادت اور فرمانبرداری سے خلاصی نہیں۔ کیا یہ ممکن ہو سکتا ہے کہ ایک معمولی ذرہ چمکیلا اور روشن آفتاب بن سکتا ہے۔ جو کسی صورت میں ممکن نہیں تو پھر اس ذرہ کا اس خیال میں رہنا کہ وہ آفتاب بن سکتا ہے فضول اور بیکار ہے۔ جس طرح طلسم عرفان جو پوشیدہ ہے ظاہر نہیں ہو سکتا ہے اسی طرح یہ آب حیات کا چشمہ بھی ظاہر نہیں ہو سکتا یعنی زندگی کا معمہ آج تک حل نہ ہو سکا۔

تفہیم الفاظ:

گدا= بھکاری، جو دروازہ پر بھیک مانگتا ہے+سکندر= یونان کا ایک مشہور بادشاہ، جس نے ایران

کے بادشاہ، دارا کو شکست دی تھی، بعض لوگ اسی کو سکندر ذوالقرنین کہتے ہیں۔ مگر سکندر ذوالقرنینؑ نبی تھے اور وہ یہ سکندر نہیں ہے + بر = خشکی + بحر = سمندر + خضرؑ = ایک پیغمبر یا ولی کا نام ہے جو گمراہوں کو راستہ بتاتا ہے۔ سکندر ذوالقرنینؑ کو حضرت خضرؑ نے ظلمات میں آب حیات کے چشمہ کا پانی پینے کیلیئے لیا تھا۔ خضرؑ نے خود پانی پیا اور سکندر کو پانی پیے بغیر واپس آنا پڑا۔ اس پانی کے پینے سے خضرؑ نے حیات ابدی حاصل کی۔ اسکے متعلق دوسرے شاعر نے کہا ہے ۔

کہ خضرؑ از آب حیوان تشنہ آرد سکندر را

اور غالبؔ نے:

کیا کیا خضرؑ نے سکندر کو کیوں کیسے رہ نما کرے کوئ

دارائی = حکومت + سر بسر = پورا، سارا + اہل بصر = آنکھوں والے + ظلمات = وہ تاریک سمندر جس میں آب حیات کا چشمہ ہے اور جہاں سکندر اس چشمہ کا پانی پینے کے لیۓ گیا تھا + چشمۂ نور = مراد آفتاب، پرانے زمانے میں بعض لوگوں کا خیال تھا کہ سورج بحر ظلمات میں غروب ہو کر صبح کو پھر نکلتا ہے + دارائے شب = رات کا دارا + سکندر سحر = صبح کا سکندر، ۔شعر کا مطلب یہ ہے کہ صبح کے سکندر نے رات کے دارا کو شکست دی یعنی رات گذر گئی اور دن نکل آیا + منصور = فاتح + سرداری = یہاں مراد خودی + از سر = سر سے یا کلیتاً + سردار نے = سر نیچے کرنا یا انکساری کرنا، افسروں کو + طوق = رسہ، زنجیر + بندگی = غلامی، عبادت + بندس = جوڑ کو، ذی روح ،انسان، + بندس = خیال + طلسم = تماشا، جو شکل عجیب وغریب نظر آئے + عرفان = خدا کی شناخت اور پہچان + خفی = پوشیدہ، چھپا ہو + جلی = ظاہر + عین = چشمہ + منجلی = روشن

نعت

ووٹی دِتم طالع سکندر پروردگارا ملکِ سوخنس مقرّ رچھم کشور کشائی

تکیٔا بو یسند غو لام، درِ سکندر تہِ فغفورو چھم تہنٛد ے نعتہِ بہر ورسپنن منظوٗ رو

بونۍ ین تہٕ مرسلن ہُنٛد تاجدارا پادشہن فخر تہنٛدِ آستانچ گدٲیی
تھوٗ ون ییلہِ تہنٛدُ ے تاجِ ولا برسر سکندرس ین مشہوٗر و

تہنٛدُ ے غبار درگاہ سورمہٕ کنہِ نیوٗ ہوٗ رو

کوٚرتس پادشہس تاج لولاک عطا پروردگارنے
تس از سمک تا بفلک زیر نگین تھوٗ و کردگارنے
سکندر خیال تہنٛد بحر عظمت وچھنس بہرنیا حباب آسا پیران تتھ منٛز سماٗ
اتہِ فکرِ ہنٛد ارسطوزن سمندرے چھُ کیا نارس اندرے
تمی کفرٕ کہِ ظلماتہٕ آب حیات اسلامک کوٚرنہٕ آشکارے
خالق اکبر بحر و برک یکسر تس دِیہِ اختیارے
تس صاحبِ سریرس وزیر تھوٗ ون علیؑ سین آیئنہٕ دین تہنٛدِ تیغہِ صیقلی ہے

ترجمہ

اے خدا! اب تو مجھے سکندر جیسا نصیب دے کیونکہ میرے لیے شعر کی مملکت مقرّر ہو چکی ہے۔ مجھے اب اُسی برگزیدہ نبی کے وسیلہ سے منظورِ نظر ہونا ہے۔ جس کے دربان سکندر اور فغفور تھے۔ حضرت رسول مقبولؐ تمام پیغمبروں اور مرسلین کے تاجدار ہیں۔ انکے آستان کی گدائی کرنا بادشاہوں کیلئے باعثِ فخر و مباہات ہے۔ جب سکندر ذوالقرنینؑ نے حضرت محمدؐ کی محبت اور عقیدت کا تاج

سر پر رکھا تو وہ مشہور ہوئے۔ انکے آستان کی گرد کو جنت کی حوروں نے آنکھوں کو لگانے کیلیئے لیا۔ اس شہنشاہِ کونین کو اللہ تعالیٰ نے لولاک کا تاج عطا کیا اور زمین سے آسمان تک سب اسکے زیرِ نگیں رکھا۔ خیال اور تصوّر کا سکندر انکی عظمت کے سمندر کو دیکھنے کی تاب کب لا سکتا ہے، جبکہ خود آسمان بلبلے کی مانند اس میں سرگرداں ہے۔ اس برگزیدہ نبیؐ نے کفر کے اندھیرے اور تاریک سمندر سے اسلام کا آبِ حیات روشن اور ظاہر کر دیا۔ خدا نے اُس شان والے نبی کو زمین و آسمان کے تمام اختیارات کلیتاً عطا کیئے۔ اس دین و دنیا کے بادشاہ کیلیئے حضرت علیؑ کو وزیر اور نائب مقرّر کیا۔ جن کی ذوالفقار سے دین کا آئینہ چمکا۔

تفہیم الفاظ:

کشور کشائی = حکومت + ملک سوخنس = شعر کی مملکت + فغفور = چین کے بادشاہوں کا لقب + سکندر = یونان کا بادشاہ جس نے بہت سے ممالک فتح کیے اور دارا کو بھی شکست دی + تاجِ ولا = محبت کا تاج + سکندر = سکندر ذوالقرنین + سمک = مچھلی، پرانے زمانے میں لوگوں کا خیال تھا کہ زمین مچھلی پر قرار کیئے ہوئے ہے، اہل ہنود کے یہاں بھی ویشنو کا پہلا اوتار ایک مچھلی کے مانند تھا جسے سنسکرت میں متسیا کہتے ہیں + زیرِ نگین = ماتحت + بہرپا = کیا برداشت کر سکتا ہے + حباب آسا = بلبلے کی مانند + سما = آسمان کا مخفف۔ آس چکی اور مان مانند کا معنی رکھتا ہے۔ چونکہ پرانے زمانے میں لوگوں کا گمان تھا کہ آسمان چکی کی گرد گھومتا ہے، اسلیئے یہ نام رکھا گیا + ارسطو = یونان کا نامور فلسفی اور حکیم، یہ سکندر کا استاد تھا + سُمندر = ایک خیالی جانور کا نام جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ ہی میں رہتا ہے۔ اگر یہ آگ سے باہر نکل جائے تو مر جاتا ہے، اہل یونان بھی ایک ایسے ہی پرندہ پر یقین رکھتے تھے جو آگ میں جلکر از سرِ نو پیدا ہوتا ہے، اسے "Phoenix" کہتے ہیں، ایرانیوں

کے یہاں یہ سیمُرغ کے نام سے جانا جاتا ہے+ نارس اندر=آگ میں، یہ محاورہ ہے جس کے معنی سخت خطرے کے ہیں+کفر=شرک +ظلمات=وہ تاریک سمندر جسمیں آب حیات کا چشمہ واقع ہے+ آب حیات=امرت، وہ پانی جسے پی کر حیات ابدی حاصل ہوتی ہے+صاحب سریر=بادشاہ+سریر=تخت+ تیغہ=تلوار، یہاں مراد حضرت علیؑ کی ذوالفقار ہے+صیقلی=قلعی کرنا، زنگ دور کرنا۔

مدح

بوسُے عالی مقداراوصین سردارا تس ذوالقرنینؑ امت دوݕ رسول خدائیؐ

سکندرِ قلم تھنڈی اوصاف کیا کرِ مسطوُ رو

اتہِ سکندری کھوان اشہبِ زبان انان چھس فتوُ رو

بوفلک اقتدارا عالمک مدارا گوݨڈ بندِ بر برسدِ سکندرتُمی دوستِ خدائی

چھُ میوݨ مدح تھندس شانس سلیمانسؑ نیوݨ پایہٕ موروامارٹن ہدیہٕ فقیرِ بادشہن دستوُ رو

بوسکندرآیئنہٕ دارا تھندہن خدمت گارنے

خضرؑ والیاسؑ آبدارا تھندہن وظیفہٕ خوارنے

ترجمہ

اُس حضرت علیؑ کی شان اور مرتبہ کتنا بلند اور بالا ہے جو تمام نبیوں کے وصیوں کے سردار ہیں۔ اُسی کو جناب رسولؐ نے اپنی امت کا ذوالقرنین خطاب دیا۔ قلم کا سکندر انکے اوصاف اور فضائل کس طرح تحریر کرنے کی جرأت کر سکتا ہے۔ یہاں

پر زبان کا گھوڑا ٹھوکریں کھاتا ہے اور اُسکو سستی لاحق ہوتی ہے۔ حضرت علیؑ کا مرتبہ آسمانوں سے بھی بڑھ چڑھکر ہے اور یہ دنیا انکے ہی طفیل دائم اور قائم ہے۔ اسی محبوب خدا نے بند بر براور سد سکندری تیار کیا۔ انکی مدح سرائی میرے لیے ایسا ہی ہے جیسا کہ چیونٹی کا حضرت سلیمانؑ کو اپنا پیر بطور تحفہ پیش کرنا تھا۔ لیکن بادشاہوں کا طریقہ ہے کہ وہ فقیروں کے تحفے بھی قبول کرتے ہیں اور انکو ناامید نہیں کرتے۔ جو حقیقی معنوں میں حضرت علیؑ کے محبّ اور فرمانبردار ہیں انکے لیے سکندر شیشہ دکھانے والا خادم ہے اور خضرؑ والیاسؑ پانی پلانے والے نوکر ہیں۔

تفہیم الفاظ:

سکندری = ٹھوکر + اشہب = گھوڑا + فتور = سست ہونا + آیئنہ دار = شیشہ دکھانے والا، خادم + آبدار = پانی پلانے والا نوکر + مور = چونٹی، چونٹیوں نے حضرت سُلیمانؑ کو چونٹی کی ٹانگ بطور تحفہ پیش کیا تھا + خضرؑ والیاسؑ = دو پیغمبروں کے نام جو بھٹکے ہوؤں کو راستہ دکھاتے ہیں۔

مصائب

بوزم ظلمہٕ اخبار اُلجمہٕ کرتٕج دارا   توٚہۍ تہٕ اَشہٕ مرہم دِیہٕ توم کُری توم ہمپاٸِی

آسہٕ قبرِ لرِ لرِ منزٕ پھیران یوٚ تانی سِینٕہ استخوانن سوٗرو   بنٛیو کیٛا امام حسینسؑ روزِ عاشوٗرو

ونہٕ کیٛا بنٛیو تمہٕ دوہہٕ تنیت ماردارا   بروٗنہہ کنہٕ ماجن گبر ماٗری کھہٕ بیٚنٛن تھیہٕ باٸِی

کینٛہہ بیٚنٛن برقہٕ ہوٕان نوان معصومن کنہٕ دوٗرو

کینٛہہ خٕمن ناردِوان کینٛہہ اسان روٗزی تھہٕ دوٗرو

وِنہِ حمید کوٗ رییٚلہِ شہید شاہ حسینؑ کربلا اندر شمرن ستمگارنے

نیوٗن نشہِ ابن سعدس تہند نوٗرٕ سر گیسوئڈ تھٕ خونخوارنے

وچھِس سعدن زبان مبارک دہانہٕ نبر پیٚمٕژ ہام دندن موختہٕ ہارنے......

اِدٕ پرٕ ژھ سعدن شمرس کتھٕ پاٹھی کوٗ رتھس سر جدا

کیٚاز ِچھس نبر زبان مرنٕ ترٕ لیش مُنجنے ما

دوپُس بوزتہٕ سعد وِمظلوٗمس ییٚلہِ تھاوٗمس خنجرس پٹھ خنجرٕ چ دارے

تمہِ ساتہٕ مرنٕ ترٕ لیش مُنجنم زبو ہاوٗنم یِیہِ تتنے عارے

اوسس شاہ تھوٗ کمت ،ہوٗ ٹ ہوٗ کھمُت نتہٕ کرِ ہے بیٚیہِ گفتارے

☆

سعد وتمہِ حالہٕ کوٗ رمس سر جدامےٚ آونہٕ عارا

پھیرُم بُتھ رسول خدالیس گرٕم یزِ دس حق ادایی

سعد زِاوس شاہ حسینؑ مارٕ گژھن یزِ دس منظوٗ رو

امام مرنٕ ترٕ لیش دِ ِنس وِنتہٕ کیٚا اوس قصورو

ژِتن پٹھ فراتس یِہ رتھ چھلتس حلقس تہٕ بیٚیہِ روخسارنے

یِہ بوٗزِ تھٕ نیوٗ شمرن ابر رحمت لب دریا چھُ آب ڈیشتھ ہوٗنڈ وٹان سُہ معجزنما

اوس ہاران اشہٕ سرے امام حسینؑ نوٗرٕ سرے

تکیٚا تتھ آبس گن وچھان کھور تچھان موٗ دسہٕ شیر خوارے

مورٕ ہس وآ ج ژٕہان تشنہٕ دہان شاہ اکبرؑ جگرک پارے

گوس مہراز قاسمؑ جوان مائزٕ اتھہٕ ہاوان یٖیمہِ سمسارے

بلند شانس بأیجانس پہلوانس کوٗر ہس پارٕ پارے

تس مرٕنٕی تریش میچ نہٕ پانس یتھ جہانس روٗ دیادگارے

☆

بوٗ زم یٖیلہِ کڈٕی کھہٕ اہلبیت گری تھہٕ ماردارا

وچھہکھنہٕ جدٕ سند پاس چشمن روٗز کھنہٕ بیٖنائی

لجکھ برملا شاہ حسینؑ نہِ بیٖنہِ سوٗرہٕ نوٗرو آسہٕ وارے برقہٕ کنہِ نوٗرموکھن ملٕی تھہٕ سوٗرو

دیہِ فریاد نجف گُن نوٗرزہراؑ زینبؑ کبریٰ

چھکھنا بابہٕ صأبہٕ وچھان اسہِ بنٕیوے کیوٗنہہ ظلماہ

از کتھہٕ پیٖیے بختہٕ سانہِ ننٕدرے کورِ مالہِ بابہٕ شاہ حیدرئے

بابوڈ بکہٕ لانچہٕ گرٕاوکرٕ کس تقدیرس چھُنہٕ کینٕہ چارے

کیٛا پزٕ ہے اسہِ لسہٕ نس شاہ حسینسؑ کانہٕ مزارے

اوس دستور بأے دوٗکھس بیٖنہِ لاگہِ ہس تعزیدارے

لہرِ ودٕ ہس زِ تلٕی تلٕی للِل کرٕ ہس بابہِ غم خوارے

خفہٕ کڈٕ ہابوٗ تہِ ودٕنس بأے مدٕنس أسس حقدارے

چھُم بیم آہ کڈٕنس بڈٕ ودٕنس تھوٗ ونہٕ ظالمو وا گذارے

بابہٕ بابہٕ کران پیٖتٕی مرس زوٗ کرس قبرِ نثارے

ترجمہ

میں نے ایسے سخت مظالم کی خبریں سنیں جن سے گویا میرے بدن میں تلوار کی تیز دھاریں گھونپ دیں گئیں ۔اے سننے والو!تم بھی اپنے آنسوؤں کے مرہم سے میری غم گساری کیجیے۔جو مظالم اور مصائب عاشورہ کے دن حضرت امام حسینؑ پر ڈھائے گئے ان کو میں قبر میں بھی دہراتا رہوں گا۔میں کس طرح بیان کرسکتا ہوں کہ دسویں محرم کو کون ساطوفان ڈھایا گیا کہ ماؤں کے سامنے اولاد اور بہنوں کے سامنے بھائی قتل کیے گیے۔کچھ ظالم مستورات کے برقعے کھینچ لیتے تھے اور کچھ بچیوں کے گوشوارے چھین لیتے تھے۔کچھ ظالم اہلبیت رسولؐ کے خیموں میں آگ لگاتے تھے اور کچھ دور سے قہقہے لگاتے تھے۔حمید بن مسلم روایت کرتا ہے کہ جب شمر نے حضرت امام حسینؑ کو شہید کیا تو ان کا نورانی سر مبارک گیسو پکڑ کر اس خونخوار درندہ نے عمر سعد کے پاس لایا۔عمر ابن سعد نے جب دیکھا کہ حضرت امام حسینؑ کی زبان مبارک دہان سے باہر ہے اور ان کے دندان مبارک سیاہ ہوگئے ہیں تو اس نے شمر سے پوچھا کہ تم نے امام حسینؑ کا سر مبارک کس طرح جدا کیا۔اسکی زبان مبارک کیوں دہان سے باہر ہے۔کیا اس نے مرنے کے وقت پانی تو نہیں مانگا تھا۔شمر نے جواب دیا کہ جس وقت میں نے اُنکے حلقوم پر تلوار کی دھار رکھی اس وقت انہوں نے زبان دکھا کر مجھ سے پانی مانگا۔ان کی سانس رک جاتی تھی ورنہ اور بھی کچھ فرماتے۔

☆

مجھے کچھ ترس اور رحم نہیں آیا اور میں نے اُسی حالت میں ان کا سر قلم کیا۔ میں نے حضرت رسول مقبولؐ کی نافرمانی کر کے یزید کی حق ادائی کی۔ سعد نے کہا کہ فی الواقع حضرت امام حسینؑ کا قتل کیا جانا یزید کی خواہش تھی مگر مرنے کے وقت اگر تم انہیں پانی پلاتے تو اس میں کیا نقصان تھا۔ اب تو اس سر مبارک کو فرات کے دریا پر لے جا کر اسکے حلق اور رخساروں سے خون صاف کر دو۔ یہ سنکر شمر حضرت امام حسینؑ کا سر مبارک دریا پر لے گیا مگر پانی دیکھ کر اس معجزہ نما کے سر مبارک نے دہان بند کر لیا۔ پانی کو دیکھکر اُس امام حسینؑ کے نورانی سر مبارک کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دریا اڈ نے لگے، کیونکہ اسی دریا کے پانی کو دیکھتے دیکھتے ان کے دودھ پیتے بچے ایڑیاں رگڑتے مر گئے۔ انکا پارچہٗ جگر حضرت علی اکبرؑ جن کا دہان مبارک پیاس کی وجہ سے سوکھ گیا تھا اور جو پیاس کی شدت دور کرنے کے خیال سے انگوٹھی چوستا تھا قتل کیا گیا، جوان اور نوشاہ شہزادہ قاسمؑ جنکے ہاتھوں پر ابھی تازہ مہندی لگی ہوئی تھی ظالموں نے شہید کر دیا۔ آپکے نامور اور بہادر جان نثار بھائی حضرت عباسؑ کے مشک اور بدن کو ظالموں نے خنجروں اور تیروں سے پارہ پارہ کر دیا۔ خود حضرت امام حسینؑ کو پانی کا ایک گھونٹ بھی نہیں ملا اور یہ ایسا واقعہ ہے جو دنیا کبھی بھول نہیں سکتی۔

☆

جب اولادِ رسولؐ کو قتل و غارت کر کے اہلبیت رسولؐ کو خیموں سے نکال کر اسیر کیا گیا

تو ظالموں نے جنکی آنکھوں پر ذلالت اور کفر کی پٹی پڑی ہوئی تھی حضرت امام حسینؑ کی بہنوں کو جن کے حق میں سورۂ نور نازل ہوا تھا عوام کے منظر میں لایا اور ان کے نانا جناب رسول خداؐ کا بھی کوئی لحاظ نہیں کیا گیا۔ وہ اپنے نورانی چہروں پر برقعوں کے بدلے راکھ ملی ہوئی تھیں۔ اس وقت حضرت فاطمہ زہراؑ کی نور نظر اور لخت جگر حضرت زینبؑ نے نجف اشرف کی طرف منہ کر کے اپنے والد محترم حضرت علیؑ کو یاد کر کے فریاد کی! کیا آپ یہ نہیں دیکھتے کہ ہم پر کیسے کیسے مظالم اور مصائب روا رکھے گئے۔ آج ہماری بدنصیبی سے آپ کیوں بے خبر رہے۔ میں ان مصائب و آلام کا شکوہ کس سے کروں جو مقدر ہو چکے ہیں۔ جو خدا کی جانب سے مقرر ہو چکا ہے اس سے کیا چارہ ہو سکتا ہے۔ کیا ہمارے لیے یہ زیبا تھا کہ ہم زندہ رہتے اور امام حسینؑ نیزوں کا شکار ہوتے۔ یہ قاعدہ تھا کہ بھائی کے موت پر اسکی بہن ماتم کرتی، میں بھی اپنے بھائی کی موت کا بین کر کے اپنے رنج و غم کا اظہار کرتی کیونکہ ایسا کرنا میرا فرض تھا، مگر ظالموں نے ہمیں ایسا کرنے سے جبراً روک رکھا ہے اور ہمیں آہ کھینچنے کی بھی اجازت نہیں۔

سنگ

حمد

سنگ سینہ میؤن لعل حمدن معدن کرتن خدایا

یتھ ژلہم سنگ راہ سپنہم کلام سنگین ہم سنگ لا لی

یوٗ دوے تڑ اوٗ ہم خذف وصفن مہر قبوٗلک سایے سپنہم آستانس مہر سمائ سیما سایے

یکُی تھ اِمہ سنگلاخہٕ سیٖنٕز کائملن اکہٕ فرسنگہٕ رفیق فکرن جدائ آیا

چھُ فرہادِ فکرس تیشہٕ عجز برسر وچھتہٕ بے ستون چرخ برہن محکم حوائلی

امہِ کنہِ تراُ ویموسنگ ہواس فلاخن سایے پہے بُتھہِ کنٔی پتھراُسی تھٕ فلک فرسایے

امہِ جایہِ شیشہٕ ادراک دفعتن مکسوٗر کوٗرحیرتن کرِ کیا بیانومٔ ہیوٗ لال زبانو

روشن چھُ ذی بصیرتن کوٗ رچائی یدِ قو درتن ازسنگ عیانو آب لعل زبانو

کوٗرتھ زمین آسمانس جوہرا خضر ماذٕ کٔنے شیوٗرتھ پلہٕ خاک از جبال گران سنگ کائملو

تھوٗوتھ بوسایط برجماد فکرکو ہکن کرِ کیا قیاس

کانِ سماس زہرمُہر مہرِ نیراُنی تمہِ ستی منز معدن جوہرتابدارے سپنان تیارے

شوٗبان الماس ماہ کیا نوٗراُنی برلوح لاجوردی درشب تارے ہتھ ستارے

یا اللہ تھوٗوتھ یہ سورٕے زیر نگین کان نبوتکس نگینسو

خاتم المرسلین یہندِ یہنہٕ لوٗگ جلا دِینہٕ کس اُیٔنسو

ترجمہ

یارب! میرے سینے کے پتھر کو اپنے حمد کے جواہرات کا معدن بنادے تاکہ جو رکاوٹیں تیری حمد میں حائل ہوں وہ دور ہوجائیں اور میرے اشعار موتیوں کی طرح آبدار اور روشن ہوں۔ اگر تو میرے توصیفی سنگریزوں کو اپنی مہر قبولیت سے نواز دے تو میرے آستانۂ دل پر آفتاب سماوی اپنا ماتھا رگڑتا رہے گا۔اس

سنگلاخ زمین میں اہل کمال بھی جی ہار کر رہے اور ان کو آگے بڑھنے کی جرأت اور ہمت نہیں ہو سکی۔ بے ستون چرخ نیلگوں کی وسعت اور مضبوطی دیکھ کر ادراکِ انسانی اپنے عجز و انکسار کو محسوس کرتے ہوئے فرہاد کی طرح اپنے آپ کو تیشہ سے موت کے گھاٹ اتارنے کی خواہش کرتا ہے۔ وہ انسان جن کی رسائی آسمانوں تک تھی وہ بھی خدا کی ثنا بیان نہ کر سکے۔ اس مقام پر حیرت کے پتھر نے عقل کا شیشہ توڑ کے رکھا۔ پھر مجھ جیسا گونگا خدا کی ثنا اور حمد کیا ادا کر سکتا ہے۔ یہ تو دیدۂ بینا رکھنے والوں کو اچھی طرح معلوم ہے کہ تری قدرت نے پتھر سے صاف پانی اور چمکیلے جواہرات ظاہر کر دیے۔ اے خدا! تو نے زمین اور آسمان کی بنیاد بجائے مادہ کے جوہر اخضر پر رکھی، تو نے زمین کا پلڑا پہاڑوں کے گراں پتھروں سے درست کر دیا۔ تو نے بے جان چیزوں جیسے پتھر اور معدنی اشیاء کو بچھائے رکھا۔ یہاں پر فکر کا فرہاد کیا قیاس آرائی کر سکتا ہے۔ آسمان کی کان سے سورج کا مہرہ نکلتا ہے جس سے معدن میں جواہر تابدار تیار ہوتے ہیں۔ اندھیری رات میں آسمان کی تختی پر الماس کا چاند ستاروں سمیت کیسا ہی خوبصورت دکھائی دیتا ہے اور سجتا ہے۔

اے خدا تو نے یہ تمام اشیائے فطرت نبوت کے معدن کے کے تحت رکھے یعنی ان سب کو حضرت رسول مقبولؐ کے تابع رکھا۔ اس پیغمبر آخرالزماںؐ کے دنیا میں تشریف لانے سے دین کا آئینہ روشن اور صاف ہوا۔

تفہیم الفاظ:

سنگ = پتھر+لعل = جواہرات+معدن =لعل وجواہرات کی کان+سنگ راہ= رکاوٹ+سنگین = پتھر جیسا+آبدار=اعلیٰ اور مضبوط+ہم سنگ = برابر، پتھر جیسا+لآلی = لولو، موتی+ خذف = سنگریزے +مہر= خاتم+سایے=رگڑنا+مہر سماءَ=آسمان کا سورج + سیما = چہرہ، روشنی +سنگلاخ= پتھریلی زمین+رفیق جدائی= جدائی انکی ساتھی بن گئی یعنی ہار کر رہ گیے+فرہاد=ایک شخص کا نام ہے جو شیریں پر عاشق ہوا تھا۔ شیرین نے اسکو بے ستون کا پہاڑ کاٹ کر ایک نہر لانے کیلیے کہا تھا۔ جب یہ نہر تیار ہو جاتی تو اس وقت شیرین اسکے ساتھ شادی کرتی۔ جب نہر تیار ہوئی تو کسی نے فرہاد سے کہا کہ شیرین مر گیٔی تو اس نے تیشہ جس سے وہ پتھر کاٹتا تھا اپنے سر پر مارا اور اپنے آپ کو ہلاک کیا+تیشہ=ایک اوزار جس سے پتھر کاٹتے ہیں+ بے ستون=ایران میں ایک پہاڑ ہے جسکو فرہاد شیرین کی فرمایش پر کاٹتا تھا، آسمان سے بھی مراد ہے+ چرخ بریں=نواں آسمان+ ہواس = خواہشات + فلاخن =گوپھیا +سعی =کوشش+زبان=شعلہ دار، چمکیلے+ مکسور=شکستہ ہونا+لال زبان=گونگا+آب ولعل= پتھر ہی سے پانی اور جواہرات نکلتے ہیں+ جواہر اخضر= آسمان+پلہ=ترازو کا پلڑا+ جبال= پہاڑ+گراں سنگ= بڑے اور بھاری پتھر+ جماد= بے جان چیزیں، پتھر اور معدن+کوہکن = پہاڑ کو کاٹنے والا،فرہاد+ بسایط=مفردات+ مہرہ=گول چیز، سناروں کا ہتھوڑا+مہر=سورج، اسکی گرمی سے معدن میں جواہرات تیار ہوتے ہیں+ الماس =ایک جواہر کا نام ہے جو سفید ہوتا ہے اور جس سے شیشے کاٹتے ہیں۔ چاند کی روشنی بھی سفید ہوتی ہے۔ لوح لاجوردی= نیلے رنگ کی تختی مراد آسمان+ لاجورد= نیلے رنگ کا ایک قیمتی پتھر جس کے نگین بنتے ہیں+زیرنگیں =ماتحت+انجلا =روشنی، صیقل+آیٔنہ=شیشہ، قانون۔

نعت

چھُتس عالی جناب ہشِز براندِ کنہٕ کُن فلکن تہٕ ملکن درشن گاہ

تہنٖد سنگ آستان آسمان تھاو بس عیاں نقش پا مہر و ماہ سے ذوالمعالی

تہنٖدِ ناوٕ موٗسائ سنگ خارٕ منٛز باہ نہر درایے

تس شب معراجہٕ ازصخرِ سماٗ ملک بروٗنٹھ درایے

سپنہِ ہے درآن لعل بدخشان یتھ کنہ سہ آفتاب کرِ ہے نگاہ

پنجۂ معجزنما اس منز پر ناوِن سنگریزٕ لا الٰہ الا اللہ تمی بے مثالی

رٹہِ راست برجگریُس حجر نقش قدم رسول خدایےٗ

سپٕن زیارت گاہ بخٕش پایہِ اعلیٰ خدایے

یُتھ صاحبِ اختیار اُسی تھہٕ رسول مختارٕ   کم کم جفانو تلٕن ییمہِ جہانو

اُسی تھہٕ عرشک فرش آر عمرِ سارے کوٗ ڈنہٕ غار نبد رن عرش مکانو   گٕنز شاند دِتھ شونگانو

ترجمہ

اس برگذیدہ نبی ﷺ کی دہلیز کا پتھر ملکوں اور آسمانوں کی سجدہ گاہ ہے۔ اُنکے آستان رفعت کا پتھر آسمان ہے، جس پر انکے پاؤں کے دونقوش آفتاب اورمہتاب دکھائی دیتے ہیں۔ وہی نبیؐ تمام بلندیوں کے مالک ہیں۔ اس کا نام مبارک لینے کی برکت سے حضرت موسیٰؑ پیغمبر کو سخت پتھر سے پانی کی بارہ نہریں جاری ہوئیں۔ معراج کی تقریب پر فرشتے آسمان سے بیت المقدس تک آپکے استقبال کو آگئے۔ جس پتھر کی طرف وہ نظر کرتے تھے وہ فوراً لعل بدخشان بن جاتا تھا۔ اس لاثانی نبیؐ نے اپنی قوت اعجازی سے پتھر کو ہاتھ میں لیکر اس سے لاالٰہ

الا اللہ پڑھوایا۔ جس پتھر نے نبی کریمؐ کے نقش پا کو اچھی طرح اپنے جگر پر جگہ دی تو وہی پتھر لوگوں کیلیئے زیارت گاہ بن گیا اور خدا نے اسکا درجہ بلند کیا۔ اگر چہ رسول مختارؐ اتنے صاحب اختیار تھے تاہم اُنکو بھی اس دنیا میں بہت سے مصائب اور تکالیف سے دوچار ہونا پڑا۔

باوجود اس امر کے کہ آسمان کا فرش ان کیلیئے کوئی حقیقت نہیں رکھتا تھا تو بھی اس برگذیدہ نبیؐ نے اپنی عمر کا کافی حصہ غار نشینی میں کاٹا اور وہ پتھر کا تکیہ سرہانے رکھکر زمین پر سوتے تھے۔

تفہیم الفاظ:

براۓ کنڑ = دہلیز کا پتھر + سجدہ گاہ = سجدہ کرنے کی جگہ + سنگ آستان = آستان کا پتھر + مہر وماہ = سورج اور چاند + ذوالمعالی = بلندیوں کا مالک + سنگ خارہ = سخت اور مضبوط پتھر + صخر = بڑا پتھر + صخرِ سماً = بیت المقدس کا وہ پتھر جو ہوا میں معلق ہے + لعل بدخشان = بدخشان افغانستان میں ایک جگہ ہے جہاں کے لعل مشہور ہے + حجر = پتھر

مدح

ووئی بدخشان دہانہ کڈثیت اعلیٰ مدحک لعلا
یو کنہِ چھُم مقصوؤ دکان امکا نک نگین سلیمانؑ دہن علی عائیؑ
تہندس صحرائے عظمتس منز عرش ڈیِ زِ سنگریزا ادنیٰ پایے
تہندے ستی دون عالمن کُنی لاگنہ آیے

بوُ ے حضرتس ہمسنگ معدن اماٗمتس خوشرنگ بے بہالعلا

تس دُرِنجفس آسمان وزمین زیرِنگین تھوٗ وذوالجلالی

ٹلیاٗ تھنٗد سنگین اعجاز میزان آرایے یسند سنگِ در بوستارن تارک آرایے

کوٗ ر تیمی تھنٗدِ ولائشہِ ہجرا تس ازسماٗ پھوٗ جرا یہ خبر منٗز قرآنو وَنہِ حق سبحانو

تھنٗد ے داغِ غلامی ڈیکس ظاہر حجرالاسودس توٗ ے جن وانسانو توٗ ر یکن چھِ نمانو

بوگردِ نعلین شاہِ اولیاٗ سنگ فارسُک کیمیا تھنٗد سنگِ آستانو آسمانن زرافشانو

ترجمہ

اب میں بدخشاں دہن سے مدح کے اعلیٰ جواہراور لعل نکالوں گا۔ میرا ممدوح دین کا بادشاہ اور بلند مرتبہ والا حضرت علیؑ ہے جو معدن دنیا کے نگین ہیں۔ ان کے رفعت اور مراتب کے وسیع میدان میں آسمان بھی ایک معمولی اور بے حقیقت سنگریزہ کی طرح ہے۔ انکے ہی طفیل دونوں دنیاؤں کی بنیاد ڈالی گئی۔ وہی حضرت علیؑ کان امامت کے دلپذیر اور بے بہا لعل ہیں اور وہی حضرت رسول مختارؐ کے ہم پلہ ہیں۔ خداوند کریم نے آسمان اور زمین کو اُسی دُرِ نجف کے تابع رکھا۔ انکی محبت ایسا بھاری معجزہ ہے جو قیامت میں میزان اعمال کو اگرچہ وہ گناہوں سے بھرپور ہو ہلکا کردے گا۔ اور جس کی دہلیز کا پتھر ستاروں کے سر کی زینت تھا یعنی اُسی سنگ در سے ستارے اپنے سر کو رگڑ کر جلا پاتے ہیں۔ جس شخص نے حضرت علیؑ کی محبت سے انحراف کیا اس پر آسمان سے پتھر گرا اور اس واقعہ

کوخدا نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے۔انکی غلامی کی نشانی حجرالاسود کے ماتھے پرظاہر ہے۔اسی وجہ سے نماز پڑھنے کے وقت جن اورانسان اسکی طرف جھکتے ہیں۔ان کے نعلین کی گرد ایسی اکسیر ہے جیسی کہ سنگ فارس ہے اوران کی دہلیز کا پتھر آسمانوں کو روشن کر دیتا ہے۔

تفہیم الفاظ:

کانِ امکانک=امکان کی کان کا،نگین،لعل+سلیمانِ دینؑ= دین کا بادشاہ+ ریزہ =ٹکڑا+سنگریزہ=کنکری+ئنۂ لائنۂ= بنیاد ڈالنی+ہم سنگ=ہم پلہ، برابر+درنجف=نجف عراق میں ایک جگہ ہے جہاں حضرت علیؑ دفن ہیں،دُرنجف سے مراد حضرت علیؑ ہیں+تولّا=محبت+ سنگین=محکم،مضبوط،پتھر جیسا+تارک آرائے =ستاروں کی زینت+وِلا=محبت+انحراف= بھٹکنا،علاحدہ گی+حجرا= پتھر، یہ اس واقعے کی طرف اشارہ ہے کہ جب حجتہ الوداع کی تقریب پر رسول مقبولؐ نے غدیرخم میں حضرت علیؑ کو اپنا وصی بنانے کا اعلان کیا تو ایک شخص نے کہا کہ اگر یہ اعلان حضرت رسولؐ نے خدا کے حکم سے کیا ہے تو مجھ پر آسمان سے پتھر گر پڑے۔چنانچہ پتھر آسمان سے گرااور وہ مر گیا۔قرآن مجید میں اس واقعے کیطرف اس آیت میں اشارہ ہے''سالَ سائلٍ بعذاب الواقع......''یعنی ایک شخص نے عذاب کے متعلق سوال کیا اور ہم نے اس پر وہ عذاب نازل کیا+سنگ فارس=ایک پتھر ہے جس کے متعلق کہا جاتا تھا کہ اگر کوئی چیز اُس کے ساتھ چھو جائے تو وہ سونا بن جاتا ہے۔انگریزی میں اسے "Alchemists stone" یا "Philosphers" کہتے ہیں۔

مصائب

.................اُس کیا مصلحت تمہِ ساتہٕ آیا

ییٚلہِ کھوٚن چاہ عباس علیہؑ موٚنگ دعا علی اکبرؑ یعقوبؑ کربلاہٕندی خانہٕ ماٚلی

ییہِ نا آب یتھ چھس چاوٕہن بابہٕ ترٛیشاہ خدایے

نتہٕ ریشہٕ چھتیٚ تریشہِ دادِ بتھہٕ اڈٕ کھوٚری گرٕ ھسم ماضایے

خدایا چھے حال سون روشن ینہٕ واُتی کربلایے

تنہٕ ترٛیشاہ اَشہِ آبہٕ سوا اَتھہِ ما آیے

کرِتیمی گرمن کنہِ آب اَسہِ جگرن گئے کباب چھنہٕ کانہہ خشک زبانو اسہِ ہیوٚ تشنہٕ لبانو

چھِ کینہٕ زرٕ لد بیمار کینہٕ اڈٕ گلی شیرِ خوار آبہٕ پُشی ہو کھانو گرمہٕ ستی پھرٛ کانو

اڈٕ کَج کران اضطراب تتھ چھس پٹھ بیتاب آیہِ لارانو اُس اوش ہارانو

اُس دپان پچھِ بابو وُنہِ آونا آبو اصغرؑ بأے جانو دِوان چھم جانو

یہ بوٚزتھ اوس دپان حضرت عباسؑ پانو دپس کتھہِ کنہِ آیم آبہٕ کنے

ووٚنی بُتھ دِمہٕ کیا آخر روٚ دُم ترٛیشہِ ہتیٚن ہنٛد گلو

دپس نہٕ کینہٕ جواب گو شرمہِ ستی آب حضرت عباسؑ

خلقو سپنم زہرِ آب سیماب چھم زن پھیرآنی

کھنان تتھ چاہس تھوٚک آبدارے اڈٕ کجہِ ہنٛدِ امارے

دزٛاس نہٕ قطرا کیا چھُ قضا کارکرآنی

ازچھُ بُرتھ آونہِ تمن تمہِ گٹہٖ کارے ہے ہے بکارے

چھس دپان تتھ چھس پتھ گڑھی تھہٖ بڈہٖ بڈہٖ اوش ہارانی

بوگڑاوِ کرہٖ ہس شاہ حسینسؑ مؤدی جگر پارے ژٔے اوے ناعارے

دپھس آسہٖ حال شاہ حسینؑ وچھتہٖ کنہٖ آب گڑھانی

ژٔے سنگدل گٔے، ترٛیشہِ ہوٚت گو یِیمہِ سمسارے کتھہٖ تھووُتھ سارے

☆

تانی اڈٕ گج شاہ حسینؑ چھے پان ترٛاوانی

یِیلہِ بابہٖ صابس پتھ بدنس پیٚیہِ یکبارے وَنہٖ کیا گٹہٖ کارے

اٖسس ژٔڈی ہتس بوسہٖ دِوانی

ژٔے تریشہِ ہتس سرژوٚٹھے بابہٖ سردارے لگیو نارے

یوٚ دوے سنگ تراش چھُ کٔنی ژٹانی

سُہ گرِ گرِ ترٛاوان تتھ پتھ آبچ دارے ژھینہِ یُتھ وارٕ وارے

ژٔے سنگدلو سرژوٚٹے آب منگانی

چون العطش وچھتہٖ آب گیہِ ناخنجرٕ چ دارے کوٚر رہم یِیمہِ پارے

ترجمہ

میں حیران ہوں کہ اس وقت قدرت کی کیا منشا تھی جب میدان کربلا میں

حضرت عباسؓ نے پانی کیلیئے کنواں کھودا اور یعقوب کربلا یعنی حضرت امام حسینؑ

کے پیارے اور عزیز بیٹے شہزادہ علی اکبرؑ نے دعا مانگی کہ کاش اس کنویں سے پانی نکلتا تا کہ میں اپنے والد محترم کو پانی پلاتا ورنہ یہ میرا بوڑھا باپ معصوم بچوں کے ساتھ پیاس سے ہلاک ہو جائے گا۔ میرے رب! تجھے میرا سارا حال معلوم ہے کہ جب سے ہم کربلا میں وارد ہوئے ہمیں آنکھوں کے آنسوؤں کے بغیر کوئی پانی نہیں ملا۔ گرمی کی شدت اور لو کی حدت سے پتھر بھی پگھل گئے، ہمارے جگر بھی کباب ہوئے۔ ہم جیسا کوئی خشک زبان اور تشنہ لب نہیں۔ ہم میں سے کچھ غموں سے نڈھال ہیں، کچھ بیمار ہیں، کچھ معصوم اور شیر خوار بچے ہیں مگر یہ سب پانی نہ ملنے کی وجہ سے بلک رہے ہیں اور گرمی سے تڑپ رہے ہیں۔ حضرت سکینہؑ جس کی زبان ابھی توتلی تھی کمال اضطراب اور بے تابی کی حالت میں اس کنویں پر دوڑتی اور روتی ہوئی آئی اور اپنے چاچا حضرت عباسؑ سے پوچھتی ہے کیا ابھی تک اس کنویں میں پانی نہیں آیا؟ میرا چھوٹا بھائی شہزادہ علی اصغرؑ پانی کیلئے ترس رہا ہے۔ یہ سنکر حضرت عباسؑ اپنے آپ سے کہتے ہیں کہ میں کس طرح اس سے کہدوں کہ پانی کے اس کنویں میں ایک بڑا پتھر ظاہر ہوا۔ میں اپنا منہ اسے کس طرح دکھا سکتا ہوں کیونکہ مجھ سے پیاسے بچوں کا گلہ اور شکوہ ضرور رہے گا۔ حضرت عباسؑ نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ شرم کے مارے پسینے پسینے ہو گئے۔ شاعر کہتا ہے کہ یہ سن کر میں سیماب کی طرح بے قرار ہوتا ہوں کہ حضرت سکینہؑ کی خاطر رات بھر جس کنویں کو کھودتے کھودتے حضرت

عباسؑ تھک گئے۔ قضا کا کرنا کیا ہوا کہ اس کنویں سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ نکلا اور اُس قیامت خیز وقت پر اہلبیت رسولؐ کے کام نہ آیا مگر اس وقت وہی کنواں پانی سے مالا مال ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کنویں پر جا کے آنسوؤں کے دریا بہا کر اُس سے مخاطب ہو کر شکوہ کروں کہ حضرت امام حسینؑ کے معصوم بچے پیاس سے ہلاک ہو گئے اور تجھے ان کی حالت پر رحم بھی نہیں آیا۔ میں کہہ دیتا کہ امام حسینؑ کی حالت دیکھ کر پتھر بھی پانی ہو جاتا تھا مگر تمہارا دل اتنا سخت ہو گیا تھا کہ حضرتؑ اس دنیا سے پیاسے ہی چل بسے اور تم نے کس طرح یہ برداشت کیا۔

☆

جب اہلبیت رسول کو اسیر اور اونٹوں پر سوار کر کے کوفہ کی طرف لے جایا گیا تو ان کا گذر قتل گاہ سے ہوا جہاں شہیدوں کے بدن ریت پر پڑے ہوئے تھے۔ شاعر حضرت سکینہؑ کا اس وقت کا حال یوں بیان کرتا ہے:

اس وقت کا دلدوز اور جگر سوز منظر میں کیسے بیان کر سکوں جبکہ حضرت سکینہؑ نے اپنے باپ حضرت امام حسینؑ کا سر کٹا ہوا بدن زمین پر پڑا ہوا دیکھا۔ وہ بے اختیار اونٹ سے گر کر باپ کے جسد نازنین سے چمٹ گئی اور اس کے کٹے ہوئے حلقہ کو بوسہ دیکر فریاد کرتی تھی: میرے بزرگ باپ! میں تجھ پہ فدا ہو جاؤں۔ تجھ کو پیاسا ہی قتل کر دیا گیا۔ اگر کوئی سنگ تراش پتھر کاٹتا ہے تو وہ ہر وقت اس پتھر پر پانی کی دھار ڈالتا رہتا ہے تاکہ وہ آرام سے کاٹا جائے، لیکن کتنا ہی حسرت کا مقام ہے کہ تمہارا سر مبارک ظالموں نے اس وقت کاٹا جبکہ تم

پانی مانگتے تھے۔ کیا تمہاری پیاس کی شدت دیکھ کر وہ تلوار شرمندہ نہ ہوئی جس نے تمہارا سر تن سے جدا کر دیا۔

تفہیم الفاظ:

اڈِ کھوڑکر = چھوٹے چھوٹے بچے + اَشِہ آب = آنسوؤں کا پانی + کنہِ آب = پتھر کو پگھل دیا + آبہ کنے = پانی کے بدلے + اڈِ کُج = توتلی زبان والی + گِلو = گلہ، شکوہ + زہرہ = حوصلہ + گٹِہ کار = مصیبت + بُکِہ = بالٹین، جس سے کنویں سے پانی نکالتے ہیں + کنہِ آب گوھان = پتھر بھی پانی ہو جاتی تھیں، پتھر بھی پگھلتی تھیں + سنگدل = پتھر جیسا سخت دل رکھنے والا، ظالم۔

منشی شاہ محمدؒ مرحوم

آپ محلّہ بابا پورہ میں پیدا ہوئے ، والد کا نام مُلا سعید تھا۔آپ بھی منشی محمد یوسف اور حکیم عظیم کے ہم عصر تھے۔آپ بعد میں لکھنؤ چلے گئے اور وہیں مقیم ہوگئے۔آپ بھی منشی محمد یوسف کے خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔آپکے مرثیے حسب ذیل ہیں۔

کعبہ، معراج، مدبّر لیل النّہار (شب وروز)، مقدر الامور (قضاوقدر)،

سفر، سلاح، خیمہ، لباس وغیرہ

نوٹ:

ا) راقم کے کتب خانہ میں ایک پرانہ نسخہ موجود ہے جس میں مُلا، جلالیؔ وچینکرال محلّہ کے منشی خاندان (فرزندانِ منشی جعفر، مصاحب شاہان چغتہ) کے شجرہ درج ہیں۔شجرۂ مُلا خاندان میں منشی شاہ محمد کے نام کے ساتھ یہ عبارت نقل کی گئ ہے:

"شاہ محمد ذاکر در آخر عمر رفتہ بلکھنو، نزد شاہانِ لکھنو ممتاز بود۔"

۱۲۴۶ھ بہ مطابق ۱۸۳۰ء میں کشمیر میں پھر سے ایک بار شیعہ سنی فساد برپا ہوا۔ یہ فساد سکھ عہد حکومت کے دوران بھمان سنگھ اردلی کے دور صوبیداری میں وقوع پزیر ہوا۔فساد کے بعد بہت سارے شیعہ مسلمان کشمیر کو خیرباد کہنے پر مجبور ہوئے،جن میں سے کچھ نے امرتسر پنجاب اور کچھ نے صوبہ اودھ کی راہ اختیار کی۔اودھ میں حکیم مہدی خان کشمیری نے، جو کہ نواب اودھ ناصر الدین کے وزیر تھے، کشمیری شالباف ملازمین کیلئے ایک کارخانہ بھی قائم کیا۔(بحوالہ تاریخ شیعان کشمیر)

غالباً منشی شاہ محمدؒ مرحوم نے بھی اس واقع کے بعد کشمیر سے ہجرت اختیار کی۔کس سال یہ حتمی طور پر کہا نہیں جاسکتا۔مگر آپ کی ہجرت کا واقعہ ۱۸۳۰ء کے فساد کے بعد اور ۱۸۵۷ء کے غدر سے پہلے رونما

ہوا ہوگا۔ دورانِ ہجرت آپ کے چچیرے بھائی، منشی عزیز اللہ (برادر اکبر منشی محمد یوسفؒ، ولادت ۱۲۱۱ھ) بھی آپ کے ہمسفر ہوئے۔ منشی عزیز اللہ مرحوم بعد میں حج و زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ آپ کا مدفن کربلا معلی میں واقع ہے۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ انہیں ایام میں مرزا ابوالقاسمؒ بھی کشمیر سے ہجرت کر کے لکھنؤ چلے آئے تھے جہاں سے وہ بعد میں حجِ بیت اللہ و زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ یہ بات بعید از امکان نہیں کہ مرزا مرحوم و منشی صاحب نے یہ سفر ساتھ ساتھ گزارا ہوگا۔ (بحوالہ ڈائری منشی صاحبان و نسخہ قدیمی)

اودھ دربار سے شیعیان کشمیر کی وابستگی کا سلسلہ باضابطہ طور پر نواب ابوالمنصور خان بہادر صفدر جنگ کے زمانے سے شروع ہوتا ہے۔ JRI Cole اپنی کتاب،

" The Roots of North Indian Shi'ism in Iran and Iraq"

میں اس موضوع پر یوں رقمطراز ہیں:

'' مُغل بادشاہ نے نواب اودھ کو ۱۷۴۳ء میں دلی بُلایا اور اگلے سال ان کی ذمہ داریوں میں اضافہ کر کے انہیں کشمیر کا صوبیدار مقرر کیا۔ بہت سارے کشمیری شیعہ نواب کی فوج میں شامل ہوگئے، فارسی زبان اور ایرانی لباس اختیار کیا۔'' نواب اودھ کے طفیل لکھنؤ کے گردنواح کے سنی حاکموں کے یہاں بھی کافی کشمیری شیعہ مہاجر آباد ہوئے۔ Cole آگے چل کر اس بارے میں لکھتے ہیں،

'' یہان تک کہ نانپارہ کے سنی راجا نے بھی شیعہ علما، جن مین زیادہ تر کشمیری تھے، اپنے دربار میں امام حسینؑ کی مرثیہ خوانی کے لئے متعین کئے۔''

یہ بات قابل ذکر ہے کہ اِن کشمیری علما نے لکھنو میں امامیہ مذہب اور خاص طور پر اصولی مکتب کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کیا۔ ان حضرات میں ملا محمد پادشاہ کشمیریؒ، سید نجف علی کشمیریؒ، سید علی تقی کشمیریؒ، سید مہدی قُمی کشمیریؒ، مرزا صادق علی کشمیریؒ قابلِ ذکر ہیں۔ مُلا محمد پادشاہؒ نے اودھ میں نماز جمعہ با جماعت قایم کرنے میں ایک نمایاں کردار انجام دیا۔ بقول Cole مُلا محمد قیمؒ بھی تبلیغ

کیلیے لکھنو آئے تھے۔ آقا سید ابوالحسن ابن علی الرضوی کشمیریؒ کا شمار بھی لکھنو کے ممتاز علما میں کیا جاتا ہے، آپ سلطان المدارس کے پہلے مدرس اعلی تھے۔ شمس العلما علامہ سید علی حایریؒ کے دادا سید حسین رضوی بھی کشمیر سے ہجرت کر کے نواب واجد علی شاہ کے دربار آ چلے تھے، گو سید موصوف اپنے والد ابولقاسم سید محمدؒ کے ساتھ لاہور چلے آئے۔ یہ نواب علی رضا قزلباش کا زمانہ ہے۔ آپ نے بعد میں یہیں مستقل سکونت اختیار کی۔ نواب نوازش علی خان اور نواب علی خان آپکے خاص عقیدت مندوں میں سے تھے۔

۲) مقبول ساجد کے مطابق مضمون سلاحِ خلوص خواجہ باقرؒ مرحوم کی تصنیف ہے، اس کے برعکس حکیم صفدر مرحوم اور منشی صادق مرحوم کے مطابق یہ مرثیہ منشی شاہ محمدؒ کی تخلیق ہے۔ سمیر ہمدانی

سلاحِ خلوص

حمد

یا اللہ بخشتم اصلک وصلا سلاحِ خلوص کرتم زبان سیف صاف جوہر کلام

کران میانِ معرکہ احسنے مےٗ آسنے

دیتتھ قدرٔ ژصیقلا بوٗ رُتھ سلاح خانہٕ حدوث نیران روشن دم صبح تیغاہ از نیام

یوان زنگ ظلمت خاصنے کاسنے

کران دمہٕ دمہٕ تیزِ یا دِوان تے ضیا

چھس افشان ریزِ یا نوٗرِ چ ریزِ یا

یہ چھُ زن روزِ روشناہ   اتہِ ہمیشہِ روز روشناہ   وٹہِ کرتل کھٹہِ آفتابو

چھُ کیاِ لاگی تھہ ماہ تابدار   سپراہ شاہ چ رنگین

ستارِ قطارِ آبدار   بے جرم جُری ہتی نگین

آسہِ ہن تیرِ گان عقل ساری   کند فہم تیزا و چھہن نے زانہہ

ترجمہ

یارب مجھے خلوص کا ہتھیار عطا کر، جس سے نفس امارہ اور خواہشات نفسانی کا مقابلہ کر کے تیرا وصال حاصل کرسکوں۔ میری زبان کی تلوار کو روانی اور میرے اشعار کو جواہروں کی صفائی دے تا کہ حمد کے میدان کارزار میں تمام حامد میری تعریف اور تحسین کرتے رہیں۔ تو نے اپنی قدرت کو روشن کر کے اس عالم کون ومکاں میں ذہن انسان کو قسم قسم کے ہتھیاروں سے آراستہ کیا۔ اس اسلحہ خانہ سے صبح کے وقت نیام سے ایک تلوار نمودار ہوتی ہے جس سے اندھیرا دور ہو جاتا ہے۔ اسکی روشنی بتدریج بڑھتی جاتی ہے، اور تو اسکی چمک دمک اور وحدت کو تیز کرتا ہے۔ گویا یہ اظہر من الشّمش ہے کہ اسکی روشنی ہمیشہ باقی رہے گی۔ جب یہ تلوار شام کی نیام میں داخل ہوتی ہے تو سورج غائب ہو جاتا ہے۔ چمکتا ہوا چاند کس آن بان سے شفق کا رنگین سپر لئے ہوئے ہے۔ اس پر بے جرم اور روشن ستاروں کی صفیں نگینوں کی طرح مرَصع ہیں۔ اس قدرت کے اسلحہ خانہ کو دیکھ کر عقلمند حیران اور سرگرداں ہیں۔ اگر اسکو کند فہم بھی دیکھیں تو انکی فکر تیز نہیں ہو سکتی۔

تفہیم الفاظ:

وصلا = وصال، ملاپ + سلاح = ہتھیار + خلوص = محبت، سچی عقیدت + سیف = تلوار + جوہر = لعل + معرکہ = لڑائی، میدان کارزار + احسنے = تحسین، آفرین + صیقل = قلعی، جلا + حدوث = نیا پیدا ہوا + دم صبح = صبح کے وقت + دم = تلوار کی دھار + زنگ = آلودگی + ظلمت = سیاہی، تاریکی + دمہ دمہ = ہر دفعہ + ضیائ = روشنی + افسان = وہ پتھر جس پر تلوار تیز کی جاتی ہے + ریزیا = گرنا، بوندیں + شنا = ڈنڈ پیلنا، ورزش کرنا + کرتل = تلوار + تیر = تیر، سیاہی + کند = بہادر۔

نعت

ووڈنی پر نعت حضرت جوشن مغفرت چھُتس مخصوص گنڈی تھہِ زِراہِ محبت لنہٖ فولاد دل بدام

نمہٖ گوئے حال تڑ او جرأ تک تو سنے بولو سنے

یہِ تس وأ ژکمان کرِ قاب وقوسین جلوس تہنڈس کمند حکمس سمند دوران رام

ہیرِ بگردن خلاصی تہنڈی اخلاصنے خلاصنے

لیس تڑ ھ تھر مردیا پتھر کمر دِیا

کوُ نہہ امہِ تھرِ روٗس تھر دِیا سہٕ مردِ ے ثمر دِیا

کرے پیش قبضہٕ معجز نما ژھینہِ اکہِ اشارہٕ ستی ارض وسمأ

سپر تڑ اوِ خورشید انیا ماہ تابو

ہے ہے تس کیت حیفا لیس نہٕ تہنڈ آئین

سہٕ نارس کیت تحفاہ پیٚس قہرک شاہین

لگہِ ہے چہرِ مہر انور چھُ لشکرِ سیاہ سیاہ چھس تڑ ھے پادشاہ سیاہ

ترجمہ

اب میں اس نبیؐ کی نعت خوانی شروع کروں گا، جس کیلئے مغفرت کی سپر مخصوص کی گئی ہے۔ انکی محبت کی زرہ بکتر باندھکر اپنے فولاد جیسے مضبوط اور سخت دل کو قابو کرلوں گا۔ میں نعت کے چوگان میں اپنی جرأت کے گھوڑے کو ایسا سرپٹ اور تیز دوڑاؤں گا جس سے میں حمد کی گیند لینے میں کامیاب ہوجاؤں گا اور تب بھی میں تھکان محسوس نہیں کروں گا۔ حضرت رسول مقبولؐ کے کمان تسخیر کا ایک ادنیٰ کرشمہ یہ ہے کہ اس نے قاب وقوسین پر بھی قابو پایا۔ انکے حکم اور فرمان کی کمند میں وقت کا گھوڑا بھی مطیع اور فرمانبردار ہے یعنی زمین وزمان انکے تابع ہے۔ انکے اخلاص نے اپنے خاص محبوں کی رستگاری اور خلاصی کرنے کی ذمہ داری لی ہے۔ جسکو اس نبی رحمتؐ کی حمایت اور پشت پناہی نصیب ہو وہ کب ہار مان سکتا ہے یا شکست کھا سکتا ہے یا بھاگ سکتا ہے۔ جس کو اُس نبی کی حمایت حاصل نہ ہو تو وہ پھر کس بل بوتے پر کھڑا ہو سکتا ہے۔ اگر وہ بہادری بھی دکھا سکتا ہے تو کیا وہ بہادری کوئی فائدہ دے سکتی ہے؟ خدا نے اس پیغمبر کو معجزہ نمائی کی تلوار کا قبضہ پیش کیا جس کے ایک ادنیٰ اشارے سے زمین وآسمان کے ٹکڑے ہوجاتے ، سورج ہتھیار ڈالدیتا اور چاند اسکی تاب نہ لاسکتا۔ (یہ اشارہ ہے ردِّ شمس اور شق القمر کی طرف)۔ پھر اس شخص پر افسوس ہے جو اس نبیؐ کے دین پر قائم نہیں۔ وہ شخص جہنم کا کندہ ہوگا اور عذاب الٰہی کا شاہین اس پر ٹوٹ پڑے

گا۔ نبی کریمؐ کو خدا نے وہ مرتبہ اور طاقت عطا کی ہے کہ اگر سورج مقابلہ کرنے کی جرأت کرے گا تو اسکو ہار ماننے کے سوا کوئی چارہ نہیں۔

تفہیم الفاظ:

جوشن = سپر + مغفرت = بخشش + مغفر = ہلمٹ جو سپاہی جنگ کے دوران پہنتے ہیں + بدام = قابو + گوئ = گیند، کلام + حال = گیند، بلا + توسن = گھوڑا + کمان = وہ رسی جس سے دشمن کو پکڑتے ہیں + سمند = گھوڑا + دوران = زمانہ + رام = مطیع + خلاصہ = خاص + مردی = طاقت، حمایت + کمر دیا = پہلوان جب کسی کو گرا دیتے ہیں تب تک اس شخص کی ہار نہیں مانی جاتی جب تک کہ اسکو پشت کے بل اور منہ آسمان کی طرف کر کے نہ گرا دیا جائے + تھر = کمر، پشت پناہی، حمایت + تھر دیا = مقابلہ کرسکتا ہے + پیش قبضہ = تلوار کا دستہ + چہرہ = مقابلہ۔

مدح

ووڑی پرِ رجز لافتیٰ فتح کرِ قدمبوس   زانہہ کریا عجز دیہِ شیرِ سڈ غلام

چھم زبان ذوالفقار تھاوان کتھہِ کنبہِ منز آسنے   تہِ آسنے

لبہِ رواج دینِ مبین ییلہِ تہنڈ قدم پیوٗس   تمے دمہِ بے دریغ دڑاو تیغ اسلام

دِیہِ ہبس شاہؑ جلانے ییہِ ہیٚسہِ زانہہ کھے کاسنے   کیا سنے

سُے خدایہِ سڈ سلاح   دوٚپہس سیف اللہ

قدرٕ ژدیٚت نہِ جلا ییلہِ دڑاوسُہ یداللہ

کیا دست قدرتک تھیٚکہِ زِقوٚتاہ   موٗرن عمر و مرحب چھےٚ عیب کتھاہ

دپیا زورِ خداس انسان جوابو

لایہِ یس بندس علیؑ ذوالفقار   سپر کرے آسمان زمین

واللہ یہ یس نہٖ کینٛہہ بکار   تہِ زانہِ روح الامینؑ

مرنخ مرِ زیرِ نعل دلدلس   ییلہِ کرِ خیزاروزِ رستخیزا

ترجمہ

اب میں لافتیٰ کا رجز پڑھنا شروع کروں گا جس سے فتح میرے پاؤں چومے گی۔ کیا شیر خداؑ کا یہ غلام کمزوری دکھا سکتا ہے؟۔ میری زبان ذوالفقار کی طرح شعلہ فشاں ہے، پھر میں کس طرح اِسے نیام میں رکھ سکتا ہوں ایسا کبھی ہو نہیں سکتا۔ اسلام نے اس وقت اور عروج حاصل کیا جب حضرت علیؑ نے اس دین کی حمایت اپنے ذمہ لی۔ اسی وقت اسلام کی تلوار یعنی ذوالفقار بے تحاشا نمو دار ہوئی۔ اگر اس کو حضرت علیؑ (استعمال کر کے) جلا نہ دیتے تو اسکا زنگ کبھی دور نہیں ہوتا۔ وہی حضرت علیؑ خدا کے دین کے حق میں حمایت اور سینہ سپر رہنے والا ہے۔ اسی وجہ سے اس کو سیف اللہ (خدا کی تلوار) کہا گیا۔ جب وہ یداللہ (خدا کا ہاتھ) ظاہر ہوا تو انہوں نے اپنے شاندار کارناموں سے خدا کی قدرت کو روشن کیا۔ اس یداللہؑ کی تعریف مجھ سے کیا بیان ہو سکتی ہے۔ انہوں نے اگر عمر اور مرحب جیسے نامور پہلوانوں کو پچھاڑ دیا تو یہ کوئی بڑی بات نہیں اس پر فخر کرنا انکی توہین ہے۔ کیونکہ زور خدا کے سامنے انسان کی کیا حقیقت ہے۔

"جس انسان کو ذوالفقار مارے وہ انسان زمین و آسمان کو بھی اپنا سپر بنا دے تو خدا

کی قسم وہ سپر بھی اُسے کچھ کام نہ آئے گا۔اس تلوار کی حدت کو حضرت جبریل امینؑ اچھی طرح جانتے ہیں۔اگر حضرت علیؑ اپنی سواری کے گھوڑے دلدل کو ذرا رفتار دیتے تو مریخ بھی اسکے نعل کے نیچے روندا جاتا۔

تفہیم الفاظ:
رجز= وہ اشعار جو اہل عرب جنگوں کے موقعے پر پڑھتے تھے+ لافتیٰ = مرادُ لافتیٰ الا علیؑ لاسیف الا ذوالفقار، یعنی کوئی جوانمرد فاتح حضرت علیؓ جیسا نہیں اور نہ کوئی تلوار ذوالفقار جیسی ہے+ فتح= کامیابی، حضرت علیؑ کے ایک نوکر قنبرؓ کا نام+ قدم بوس= پاؤں چومنا+ دَیہِ شیر= اللہ کا شیر یعنی حضرت علیؑ+ کھَے= زنگ+ یداللہ =خدا کا ہاتھ، حضرت علیؓ کا لقب+ سیف اللہ= خدا کی تلوار، حضرت علیؑ کا لقب+ روح الامینؑ= حضرت جبریلؑ+ دلدل= حضرت علیؑ کی سواری کا گھوڑا+ مریخ= سپاہ سالار فلک۔ایک سیارے کا نام۔

مصائب

لتس شہسٔ حربگاہ کربلا پھٔری تھیٔ گوس   پھٔڑس شرٔ اکہِ شمرنہِ ذوالفقارتۂ صمصام
یَمہِ کہِ آبۂ ستٔ ژھرٔٹ دِتی شاہ حسینؑ   بیکسنے
پھرٔبس لِرشیرالہٰ ئمُی سنا سلاح نیؤس   ئمُی زَرِژچس کمہِ شرٔ اکہِ ستٔی مارنۂ آم
یہٖ نیزٔ میٔانس جگرس سینس تورئمُی سنے   کؤرنم سنے
ووڈنس میٔانہِ جانو ونٔدے رتھاہ اوُسم لول سبٹھاہ

کانوتھاؤنہٕ وتھاہ کرٕ ہے نالہٕ مۆتاہ

وتم زِگُرِ نیزوٕستی پیوٚ ہم با کِنہٕ پوترٕ زخمووبسر ووٕ ہم با

کِنہٕ پھوٚ ریہ باقحطِ آبو

نتہٕ کان سعدن پھوٚ ریہِ با ییمہِ ستی ژٕ ٹے جبین

تمہِ کُے زہر توٚ ریہِ با وٕسی تہٕ پیوٚ ہم بر زمین

تتے آسہٕ ہاوچھا مےٚ تھِیہِ ژےٚ کان دِیہِ ہا کورِمیانہِ بأنڈی نِیہِ ہا

ترجمہ

اسی حضرت علیؑ کو جنگ کربلا نے مصائب اور آلام میں گرفتار کیا۔شمر کی تلوار نے اسکی ذوالفقار توڑ کے رکھدی۔شمر کے وار سے پیاسے اور بیکس حضرت امام حسینؑ تڑپنے لگے۔کس نے انکے بازو کاٹ دیے ہیں اور کس نے انکی سلاح چھین لی ہے؟ کس خنجر سے انکو قتل کیا گیا ہے؟ یہ نیزہ کس نے میرے جگر میں گھونپ دیا ہے جس نے مجھے گھائل کردیا؟ حضرت علیؑ اپنے لخت جگر کی شہادت پر بین کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میری جان! میں تجھ پر قربان ہوجاؤں مجھے تمہیں دیکھنے کا بہت ہی شوق تھا۔میں تجھے سینے سے لگالیتا مگر تیرابدن تیروں سے بھراہوا ہے۔مجھے بتا کیا تو نیزوں کے زخموں کی وجہ سے گھوڑے سے نیچے آگیا یا اولاد کے زخموں نے تجھے گرادیا ،یا کہ پیاس کی شدتِ سے تم نیچے

گر گئے؟ کیا تو زمین پر اسلئے گر گیا کہ عمر سعد کے تیر نے تیری پیشانی کاٹ دی اور اس کے زہر کے اثر نے تجھے گرا دیا جو اس تیر میں بھر دیا گیا تھا۔ اگر میں اس وقت وہاں موجود ہوتا تو میں دیکھتا کہ کس کی مجال تھی کہ وہ تجھے تیر مارتا یا میری بیٹیوں کو اسیر کرتا۔

☆☆☆

خواجہ باقرؒ مرحوم

آپ موضع گنڈ خواجہ قاسم ضلع بارہمولہ کے رہنے والے تھے۔آپ نے احمد پورہ میں تعلیم حاصل کی۔آپ بہت ہی ذہین اور عالم تھے۔آپکو خدا نے شاعرانہ دماغ عطا کیا تھا۔آپ گاؤں میں رہتے تھے۔ایک دفعہ کسی شہری شاعر نے کہا کہ گنوار کو علم اور مرثیوں سے کیا تعلق ہے۔یہ بات خواجہ صاحب نے سنی تو انہوں نے مرثیہ موسوم بہ ''قاضی'' کہا۔جب یہ پڑھا گیا تو شہری حضرات بھی واہ واہ کرنے لگے اور حضرت خواجہ صاحب کے علم اور شاعری کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔آپ نے ایک مرثیہ موسوم بہ ''نوروزی'' کہا ہے۔ایک دن کوئی شخص حضرت محمود گامی کو یہ سنا تا تھا، جب حمد، نعت اور مدح ختم ہوا تو حضرت محمود گامی نے کہا کہ شاعر نے ''نیاوِ'' پھول کا ذکر کہیں نہیں کیا ہے۔شاید شاعر بھول گیا ہے۔اُس شخص نے کہا کہ شاعر بھول نہیں گیا ہے بلکہ آپ آگے بھی سنتے جائیے۔جب شاعر کا یہ شعر ''یُس خدأ ے پھولہٕ نو وسے یزیدی ژٕ ٹی تھہٕ نیو وٕ'' محمود گامی نے سنا تو بے اختیار رو پڑا اور شاعر کی بے پناہ تعریف اور تحسین کرنے لگے۔آپ کا سنہ پیدائش اور وفات معلوم نہ ہو سکا۔مگر آپ بھی ۱۲۰۰ھ تا ۱۳۰۰ھ کے دور میں گذرے ہیں۔آپ کے مرثیے حسب ذیل ہیں:

کحل حمد، فاتح الابواب، صفت اللہ اکبر، الفت و معرفت یا عروسی، نوروزی، شہید و شاہدا، شفا، حلیہ شکر یا زینت، مصباح قدرت، تعویز حق، دل مجنون، خلاصۃ الحساب، قاضی، خوشنوا۔

شفا

حمد

ژ بادشاہ عادلا رحیم ورحمان شافعا، نافعا، دافع البلاؐ
یوّ دنے غرق احسان آسہِ ہے بندو امید برے کرہن نہٖ بندو
کران چائنس عتابس برۏ نہہ کنہِ شتاب لطفک امان
سپنان رحم بیتاب بندس چھُنہٖ تابِ بلا
رٹہِ سُے عدل دپِس چھُ تقصیر مندو فضل کربس نہٖ شرمندو
یا اللہ چانہِ عطائےؐ رۏ زنہٖ عذرس جایے
خطأسی کران ژ تھاوان ژھایے
سپنے دادس حکم تہٖ لگہِ دیوانے گرتھ احسان بکمالے ذرا اعتراض کرِ آغاز
ڈ زی تھہٖ چہن کاہ زن کوہ گٹہِ منز روزن دوہ
تیت عرش کھیٚہِ تبدیلو تحت الثریٰ پیٚیہِ لوح
دِکھے اتھ فھلس یم داد کرکھ امداد چھُ رحم چونے ذیاد یا اللہ

ترجمہ

یارب! تو ہی عادل بادشاہ ہے اور تو ہی رحیم اور رحمان ہے۔ تو ہی شفا اور نفع دینے والا ہے اور تو ہی تمام آفتوں کا دور کرنے والا ہے۔ اگر بنی آدم گناہوں کے

سمندر میں غرق بھی ہوا ہوتو بھی وہ تیری بخشش اورعفو کی امید کو چھوڑ نہیں سکتا ہے۔ تیرے عذاب کے نازل ہونے سے پہلے تیرے رحم وکرم بے تاب ہوجاتے ہیں، کیونکہ بنی آدم میں تیری نازل کردہ آفتوں کے مقابلہ کرنے کی طاقت اور برداشت نہیں۔ اگر یہ گناہگار بندہ تیرے عدل کے پنجہ میں آئے تو تیرا عدل یہی حکم دے گا کہ اس نے قصور کیا ہے۔ بخشش اور فیض اسقدر عام ہے کہ یہاں کسی کو یہ اعتراض کرنے کی نوبت ہی نہیں آتی کہ اسکو کچھ بھی نہ ملا۔ ہم گناہ کرتے ہیں لیکن تو اپنے کرم اور رحم سے ہماری پردہ پوشی کرتا ہے۔ اگر تیرا عدل بروئے کار آئے گا تو باضابطہ کاروائی شروع ہوجائے گی۔ تو یہ تیرا عدل بطور اعتراض کہہ سکتا ہے کہ تو نے اتنے ذیادہ اپنے بندوں پر احسان کئے ہیں جن کے وہ مستحق نہیں تھے۔ ورنہ ان کے گناہ اتنے بڑے ہیں جنکی وجہ سے جنگل گھاس کے تنکے کی طرح جل جائیں اور دن تاریک ہوجائیں۔ ان گناہوں سے آسمانوں میں اتنا تغیر واقع ہوگا کہ لوح محفوظ زمین کے نیچے دب جائے گا۔ اگر تو اپنے فضل سے حوصلہ افزائی کرے تو یہ ہمارے لیے بڑی امداد ہوگی کیونکہ تیرا رحم سب سے زیادہ ہے۔

تفہیم الفاظ:

عادلا = عدل و انصاف کرنے والا + رحیم = بخشش کرنے والا، خدا کی ایک صفت + رحمان = مہربان، خدا کی ایک صفت + شافع = شفاعت کرنے والا + نافع = نفع دینے والا + دافع البلا = آفتوں کو دور کرنے والا + خدابندو = بنی آدم، انسان + بندو = بند + رٹہِ سے عدل = اگر تیرا

عدل اس بندے کو اپنی گرفت میں لے گا+ عتاب=عذاب، غضب+ شتاب=جلدی+ امان=امن، پناہ، یہ اشارہ ہے اس کی طرف ''سَبَقَت رَحمی علیٰ غُضَبی''، یعنی خدا کا رحم خدا کے غضب پر سبقت لیتا ہے+ دیوانے=عدالت، مقدمہ۔

نعت

کوٗرتھ کیٛا عاصِین پرٕ پوش رحمتک سایَبان بندن قوتاہ حمایتاہ رسول اللہؐ

تھاوِتھ شفیع امت سہٕ دردمندو یتھنہٕ گرٕھن بندو

سُے قدرتک عمان کہف الامان سُے نگہبان پناہ خلق اللہ ظل اللہ رحمت اللہ

کونہٕ پرو صلوات جان وندو سُے چھُ نجات انٛد وندو

ژ اوے نورِ حق شفاعتک سایے

نبی تہٕ مرسل ییٚن امتین ہمسایے

اسہٕ کیا کرِ مشکل چھُنہٕ مرٕ بی آسانے لس کھاٛرتھ لامکان لایزالے

پنٕنۍ راز ونبس بے نیاز

یارسولؐ چھس وأحد تنہا بو یم ہرکس ونہٕ ہا بو

چھےٚ میانٛۍ بخشش بے حسابو ژٕ منگتم بو چھس وہا بو

حضرت زِ سبتھاہ منت چھم شرم رٹھتم اُمرٕ بخشتم یا اللہ

ترجمہ

اے خدا! تو نے حضرت رسول اللہؐ ہم گناہ گاروں کیلیے پردہ پوش اور رحمت کا سائبان بنایا۔ وہی ہمارا پشت پناہ اور حمایت کرنے والا ہے۔ تو نے اس شفیق اور ہمدرد کو اپنی امت کا شفاعت کرنے والا اسلیئے قرار دیا تا کہ ان کے گناہوں سے اس برگزیدہ نبیؐ کو شرمندہ نہ ہونا پڑے۔ وہی طاقت والا، شان والا اور بڑا پناہ دینے والا نبیؐ اپنی امت کا نگہبان ہے۔ وہی نبیؐ جو خدا کا سایہ اور رحمت ہے، تمام مخلوقات کا پناہ دینے والا ہے۔ پھر کیوں نہ ہم اس صاف دل اور صاف ضمیر نبیؐ پر درود بھیجیں اور اپنی جان قربان کریں جو ہر حالت میں ہمارا نجات دہندہ ہے۔ جس وقت خدا کا نور یعنی نبی کریمؐ شفاعت کا سایہ اپنی امت پر ڈالے گا تو اس وقت انبیاؑ اور مرسلین بھی اس سایہ کے تلے نجات حاصل کرنے کیلیے آئیں گے اور حضرت محمدؐ کے اُمتیوں کے ساتھ شامل رہیں گے۔ ہماری نجات میں مشکل سے مشکل چیز بھی کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرسکتی، کیونکہ ہمارا آقا اور تربیت کرنے والا کوئی معمولی انسان نہیں ہے۔ اس کو معراج کی تقریب پر خدا نے لامکان تک پہنچا کر اسرار خداوندی سے واقف کرایا۔ اس وقت خدا نے اپنے نبیؐ سے ہمکلام ہو کر فرمایا۔ اے میرے حبیب! میں واحد اور یکتا ہوں۔ میرے فیض اور بخشش کی کوئی حد نہیں ہے۔ تو مجھ سے مانگ جو کچھ تو مانگنا چاہتا ہے اور میں وہ تم کو دوں گا کیونکہ میں سب سے بڑھکر بخشش کرنے

والا ہوں۔ نبی کریمؐ نے عرض کی اے میرے خدا! یہ مجھ پر تیری بڑی مہربانی اور لطف ہوگا اگر تو رحم وکرم فرما کر میری امت کے گناہوں کو اپنے بخشش کے پانی سے دور کردے تاکہ قیامت کے دن انکی لغزشوں کی وجہ سے مجھے تیرے سامنے شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

تفہیم الفاظ:

پردہ پوش = پردہ کرنے والا + عاصی = گناہگار + شفیع امت = امت کو شفاعت کرنے والا + عمان = سمندر + کہف الامان = پناہ دینے کا غار، بڑا پناہ دینے والا، چونکہ نبی کریمؐ کچھ عرصہ غار حرا میں عبادت خدا میں مشغول تھے اسلیئے شاعر نے آنحضرتؐ کو کہف الامان کہا ہے + ظل اللہ = اللہ کا سایہ + جان = خوب، بہت ہی اچھا، زندگی + وندو = دل، قربان کرنا + انڈہ وند = ہمیشہ، ابتدا سے آخر تک + مرّبی = پالنے والا + لایزال = جسکا کوئی زوال نہ ہو + وہاب = بخشنے والا۔

مدح

ئُرو الامان الامان شاہ سندرئِ ٹو دامان   ئُرو یا علیؑ، علیؑ کرِ دفعِ بلا

أسِی ناؤ تہنڈے رؤ دکِ زندو   یہ ستھ ہمیشہ رؤ زِن دو

اَتہِ کس آسہِ مان آسمان زیرِ فرمان   ئُے سون تسلا، دردلا، حلِ مشکلا

ئُہے چھؤ رفیق، شفیق محبوسعادتمندو   کرِ نہ حاجتمندو حاجت بندو

لیس آسہ حب شاہ چھؤ کیا پروایے

ہتھہ شاہ پرِنام شاہ پروایے

ئُے دَیہِ سند ولی، علیؑ عالی شانے کیا بلند اقبالے   چارِ ساز غریب نواز

پانوئ کرتھ گوس ژرێ گناہ بو   ییمہِ دادِ کوٚت نمہِ پناہ بو

وونی شفاتس منگہٕ نابو   شفیع یس اَنہِ جنابوٚ

سُے چھُ پرٛتھ مرضس دوا شفاعتک زُوا   گواہ انہٕ موحد یشاہ

ترجمہ

نزولِ بلا کے وقت علیؑ کا دامن تھام لو۔ یا علیؑ یا علیؑ کے ذکر کا وظیفہ پڑھتے رہو پھر دیکھو کہ حضرت علیؑ کس طرح بلا کو دفع کرتے ہیں۔ خدا نے آسمانوں کی حکومت بھی انکو بخش دی ہے۔ انہیں کے طفیل ہمیں سکون قلب ہے اور وہی ہمارے مشکل کشا بھی ہیں۔ یہی سعادتمند حضرت علیؑ اپنے حقیقی دوستوں کے بڑے ہمدرد اور مہربان ہیں۔ انہوں نے لاچاروں اور غریبوں کی ہمیشہ حاجت روائی کی۔ جن لوگوں کو انکے ساتھ محبت اور عقیدت ہے انکو دنیا و آخرت میں کسی کی پرواہ نہیں۔ شاہپرؑ نے حضرت علیؑ کا نام لے کر پرواز حاصل کی۔ وہی خدا کے وصی اور ولی ہیں اور ان کی شان اور مرتبہ کتنا اعلیٰ اور ارفع ہے۔ وہی غریبوں اور عاجزوں کے دستگیر اور مدد کرنے والے ہیں۔ میں نے اس دنیا میں رہ کر بہت سے گناہ کیے ان سے چھٹکارا حاصل کرنے کیلئے کس کی پناہ لوں گا۔ اب میں ان گناہوں کی شفاعت کیلئے اس سے التجا کروں گا جسکو حضرت رسولؐ مقبول نے شفیع بنایا۔ وہی شفاعت کی روح اور ہر درد کا درماں ہے۔ اس کے اثبات میں ایک حدیث بیان کرتا ہوں۔

تفہیم الفاظ:

دو=موجود+شاہپرؑ=حضرت جبریلؑ+پروایے=پرواز کرنا،اڑنا۔

مصائب

بوزم فاطمہ زہراؑ حضرتؑ ہسنز زودان دوکھن تہٕ دادبن ہمیشہٕ یوسہٕ اُس مبتلا

دوہہٕ اکہٕ گیہٕ بیمار بابہٕ ہسنز جگر بندو یژ ہسپنز آزار مندو......

بوزِنہٕ ترٕبن دوہن رسول سبحانےؑ گودیڈِ فاطمسؑ ملالے

دوپن بابس میانس عمر دراز زوٗ میوٗن نیاز

اُمی سے آسہٕ ہن میانہٕ جایہٕ گبرو کیاہیٕ ہکھ ناخبرو

حضرتسؑ بوزنہٕ آوچھے بیمار تہٕ کرن گژاو ودان توتےٗ آو رسول خداؑ

☆

بہتھ شاند پتھ کورِ مول اوسس لول بران مےٗ نہٕ ہینز خبر گیہٕ خیر چھیہٕ وتم للہ

کربس نہٕ کتھ گراو سہٕ جوش تندو ضافہٕ ستی بے ہوش بندو

دپس غوصہٕ ہتھہٕ بے کس کیا چھوٗ پرژھان

توٗ ہی بحال اُسی تو کورِ ہند حال چھوٗ مشکلا

ہو بابہٕ ترٕبن دوہن یور گن کتھہٕ اُونہٕ ووندو مےٗ غمخوار اُسہٕ باٗے بندو

زونوٗ نادیڈ رژچھے بیکس لگبس ما گژایے

اتھہٕ کم رٹنس ییس ییلہٕ گژایے

زونؤ نا بے وسیلہٕ چھم پریشانے پیمژ ییمہِ احوالے
چھس نہٕ کانٛہہ دلنواز خدالیس باز

نتہٕ کتہِ دبدٕ پٛنٛز ییہِ مو دگ چھس تہٕ خبر ہیٛیہِ مو
یہ دود دللون تس پیٛیہِ مو معصومن تسلا دِیہِ مو

حضرتؑ زِ جان وند ے نبے پوترس بابس چھاروشان
مےٛ نہٕ ییٛنز بؤ زُم زِفاؑطمسؑ چھُم خللاہ

بہٕ چھُسے دعا کران لوسان ییُتے چھُم نشان
ژےٛ ییلہِ ڈیشان گبر مشان ہموان تسلا

کرٛیا کونٛہہ دنیاس پسندو کورِنشہِ روزِ مول اندو
ژوہٗلس اِدٕ ملالہٕ بابہٕ سٛند ذرا بحال آیے
دوہپٛس بابہٕ ژٕ دعا کرتم بوٗ وَندَ ے آیے
دوہپٛس یہ ہمیٛنز شفا عالمک میؤن حسینؑ چون زؤ دانے

کونہٕ اَسٛند اتھہٕ موٗتھُتھ یؤت کالے گرٛٔشھی روح تازٕ وٗ چھ اعجاز
حضرتؑ زِ اَتھہٕ تُل باپوترو یا علیؑ پرٕ ذکرو
دیٛدِ چانہِ بخار نیرِ دلہٕ اندرو ژٕ لاگتس اتھہٕ جگرو
پوٗر شاہ حسینؑ یا علیؑ مٕتھنس شفا گلی لوٗ بن تُتی گلی دتی شفا

☆

خلقو دپیٔان تمہٕ وِے شفاگلںو اصغرؑ کڈ ہا کان

تمے اتھہٕ معصوٗمس گلو رٹان لوٗسی تس واویلا

دِلیس شاٗمیاہ پاماہ اکہِ اند و یا امام وأ ژ‌ٕو کاٗم اند و

ہلہٕ متھُس شفاگلو ژٕپنٕز یہ ہٕلی ٹِکان چھے کیٛا کتھہٕ کُلا مقبولا جان کیٛا گلا

گرٗھی کتہٕ پیدا یہ صوٗرت مندو وارٕ گنڈتس مژھ بندو

مےٗ کان ڈٗیتمس کوٗ رم پنن سعیے

یم چاٗنی شفاگلو ینس بکار کتھ جایے

خلقو سینہٕ ژٹہٕ نادِوان کتھہٕ کانے کوٗ رکھ امام سینس غربالے

برابر پیس کتھہٕ بازتہٕ تیر انداز

☆

تمہٕ نٕے شفاگلن ییلہِ شمر شمشیر لایے اتھہٕ موٗ ران فاطمہ زہراؑ آیے

تھپھ کٔری تھہٕ روٗزِس زخمچ جایے للوان اُسس زِلگیو بلایے

یم بابن بڈی بابن شفیع أنی یو از تمے گلو ژھینٕز یو

ترجمہ

ایک دفعہ حضرت رسول مقبولؐ کی جان جگر حضرت فاطمہ زہراؑ بہت ہی سخت بیمار ہوئیں۔ حضرت رسول مقبولؐ کو تین دن تک اسکی خبر نہیں ہوئی تو حضرت فاطمہؑ کے دل میں ملال پیدا ہوا کہ میرے والد محترم نے تین دن تک میری خبر گیری

کیوں نہ کی اور بطور شکوہ فرمایا میرے باپ کو خدا اسلامت رکھے اگر میرے بدلے انکو بیٹے ہوتے تو ضرور انکے پرسان حال ہوتے۔ جب نبی کریمؐ کو معلوم ہوا کہ انکی اکلوتی بیٹی بیمار ہے اور اُسے ملال ہوا ہے تو وہ فوراً حضرت فاطمہؓ کے پاس جا کر انکے سرہانے بیٹھکر پیار سے فرمانے لگے۔ میری عزیز بیٹی! مجھے اطلاع ہی نہ ملی کہ تو بیمار ہے۔ بتا کیا تکلیف ہے۔ اس وقت حضرت فاطمہؓ کو سخت بخار تھا اور وہ بے ہوش تھیں۔ جب ہوش میں آئیں تو فرمانے لگیں کہ خدا آپکو زندہ رکھے، لڑکی کا حال دنیا میں بہت ہی مشکل ہے۔ یہ کیسے گوارا فرمایا کہ تین دن تک میری خبر نہ لی۔ کیا میرا کوئی بھائی تھا جو میری غمخواری کرتا۔ کیا آپ یہ نہیں جانتے تھے کہ میری والدہ بھی موجود نہیں۔ کیا آپ یہ نہیں جانتے تھے کہ میں سخت تکلیف میں ہوں اور خدا کے سوا میرا کویی آسرا نہیں۔ کاش اس وقت میری ماں آجاتی اور ممتا کے مارے میری تیمارداری کرتی۔ وہی میرے معصوم بچوں کو دلاسہ دیتی اور اس تکلیف میں میری تیمارداری کرتی۔ حضرتؐ نے فرمایا ''میں نے نہیں سنا کہ تجھے تکلیف ہے۔ میرا کوئی لڑکا نہیں تو ہی میری یادگار ہے، پھر تو کیوں مجھ سے روٹھتی ہے۔ میں تو تجھے دعائیں دے کے تھک جاتا ہوں۔ تجھے دیکھتا ہوں تو مجھے تسلی ہوتی ہے۔ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ کوئی باپ اپنی بیٹی سے دور رہنا پسند کرے۔ یہ سنکر حضرت فاطمہؓ کے دل سے ملال دور ہو گیا اور عرض کرنے لگیں کہ میں آپ پر قربان ہو جاؤں آپ میرے لیے دعا کیجیے۔ حضرت

نے فرمایا تو نے حضرت امام حسینؑ کے ہاتھ کیوں نہیں ملے ۔ یہ تو دنیا کو شفا دینے والا ہے۔ تیری روح تازہ ہو جائے گی۔اب تو اِن ہاتھوں کا معجزہ دیکھیے ۔ جناب رسولؐ مقبول نے امام حسینؑ سے فرمایا، میرے لختِ جگر! اپنے ہاتھ اٹھا کر یا علیؑ کا ذکر پڑھو۔ پھر اپنے ہاتھوں کو اپنی ماں کے سینے پر مَل لو، اسکا بخار فوراً اُتر جائے گا اور اسکو کلیتاً آرام آجائے گا۔ امام حسینؑ نے ایسا ہی کیا اور حضرت فاطمہؑ کو فوری طور شفا حاصل ہوئی۔

☆

کتنا حسرت کا مقام ہے کہ حضرت امام حسینؑ نے میدان کربلا میں ان ہی شفا دینے والے ہاتھوں سے اپنے معصوم بچے شہزادہ علی اصغرؑ کا تیر نکالنا چاہا جو ظالموں نے اسکے حلقہ کو پیوست کیا تھا۔ وہی ہاتھ اس معصوم بچے کو ہلاتے ہلاتے تھک گئے ۔ جب یہی بچہ زخموں کی وجہ سے تڑپ رہا تھا تو ایک شامی نے ایک طرف سے یہ طعنہ دیا کہ اس بچے کی جان نکل گئی ،تو جلدی سے اسکو اپنے شفا دینے والے ہاتھ مل لو، یہ فوراً ٹھیک ہو جائے گا۔ کیسا ہی پیارا، موہنی صورت والا اور گلاب جیسا تمہارا بچہ ہے۔ ایسا حسین اور پیارا بچہ دوسرا کہاں پیدا ہوسکتا ہے۔ ذرا اچھی طرح سے اس کا بازو بند باندھ لینا۔ میں نے کوشش کر کے تیر سے اسے گھائل کر دیا۔ یہ تمہارے شفا دینے والے ہاتھ اب اسکے کس کام آئیں گے۔

لوگو! میں کیوں اپنا سینہ کاٹ نہ لوں۔ امام حسینؑ کے سینہ کو ظالموں کے تیروں نے چھلنی کر دیا اور تیروں اور ظالموں کی طعنے کی بوچھاڑ ہمہ پلہ رہی۔

☆

جس وقت حضرت امام حسینؑ کے اُن ہی شفا دینے والے ہاتھوں کو شمر نے کاٹ دیا تو اس وقت حضرت فاطمہؑ ہاتھ ملتے ہوئے میدان کربلا میں آ پہنچی اور ہاتھوں سے زخموں کو سہلاتی رہی۔ اور اِن کٹے ہوئے ہاتھوں کو ہلاتی تھی۔ کیسا انقلاب ہے کہ جن ہاتھوں کو تمہارے باپ اور نانا نے شفاعت کیلئے اُٹھایا تھا آج وہی شمر نے کاٹ دِیے۔

نوروزی

حمد

یا اللہ تژ اوٖتم مہرک پرتوا گرشھم روشن ہوائے نور وضیاً
لگھم بہار بۂ ہاٖر حمدٖ کی گلو

کرہم یکدفع لطفک ہوا دل وازن صبحِ نوروزیا
کران ژٖ ے عالم تروتاژٖ سرسبز گلو

پرٗتھ کائنسِ خلعت نوبہارا وول قدرٗ ژ پنجنے
ئرتھ گُل گویا نوگل تۂ ویؤگ لنجنے

ؤلتھ یم گلبدن خارو کلاہ پوش تاجدارو پٹھ مُخملن حمد خوان یم غنچہِ دہان

کیا نورستۂ زیبان رستۂ رستۂ زن بہان
گرتھ سائری برگ زبان چائی ثنا دپان کل جہان

ترجمہ

یا اللہ تو اپنے لطف وکرم کے آفتاب کی جھلک مجھ پر ڈال دے جس سے وہ تمام چیزیں جو زمین اور آسمان کے درمیان ہیں مجھ پر ظاہر اور روشن ہو جائیں۔ میں بہار کی طرح تروتازہ ہو کر زبان سے تمہارے حمد کے پھول برسا دوں، تیرا لطف وکرم میرے دل کو اسطرح کھلا دے گا جس طرح نوروز کی صبح پھولوں کو کھلاتی ہے۔ تو ہی دنیا کو تازگی بخشتا ہے اور تو ہی پھولوں کو سرسبز کر دیتا ہے۔ تیری قدرت کے ہاتھوں نے ہر ایک کو بہار کا جامہ پہنا دیا۔ تو نے درختوں کو نئے شگوفے اور کونپلوں کی زبان عطا کی جس سے وہ تیری حمد ادا کرتے ہیں۔ ان گلابوں کے پودوں کو تو نے کانٹوں سے ملبوس کیا اور ان کے سروں پر پھولوں کے تاج رکھ دیے۔ یہ پھولوں کی کلیاں سبزہ کے مخمل پر بیٹھے ہوئے تیری حمد پڑھتی ہیں۔ یہ نئے اُگے ہوئے پھول قطاروں میں کیا ہی خوب سجتے ہیں۔ انکی پتیاں تو نے ان کیلئے زبان بنادی اور یہ تیری ہی ثنا خوانی کرتا ہے۔ تو نے زمین کو سبزہ زار، کیاریوں کو پھول اور ٹہنیوں کو کونپلوں کی زبان دی جس سے وہ تیری ثنا کرتے ہیں۔

تفہیم الفاظ:

مہر= آفتاب+ضیاً= روشنی+ پرتو= جھلک، کرن+ بہار= تروتازگی+ بو ہارِ= میں برسادوں گا + صبح نوروز= بہار کی صبح+نوروز=۲۱ مارچ کا دن جب آفتاب برج حمل میں داخل ہوتا ہے+نوٗر= کلی، پھول کا غنچہ، روشنی+نورستہ= نئے اگے ہوئے+ رستہِ رستہِ= قطاروں میں۔

نعت

دل پھوٗ لگ تہِ گلہِ نے سپنز سبز یاہ گے چانہِ فصلہِ سأری نہال خوشحال

رسول مقبولوٗ پھوٗل ییٗلہِ باغِ وحدتس نبوٗ ژگلو

چھس ہواخواہ کریم ناسرافرأ زیا یوان پیشکش ہتھ ہمیشہِ بہارگلزار

ونہِ ہوس کلو ٹلان اَوٕے گُل تہِ سرمیٚژ تلو

ژٕمی خرقہِ پوشن عالم کوٗ رنہِ گلشنے

تہنٛدی پاپوشن ہیوٗ رتھوٗ وسر پوشنے

فلک تہِ گلکاروہو اَوٕے کوٗ رُتھ زمین سبزوارو

سپنز خاکِ آستان بوسہِ کرِ قدمن بوستان

کمہِ رنگہِ دلستان پھولان رنگہِ رنگہِ گلستان

تس ببرس فدا روح وریحان سٕہ مرسلن سرسبدا

☆

ترجمہ

جس وقت باغِ وحدت میں نبوت کا پھول کِھل گیا یعنی حضرت رسول مقبولؐ دنیا میں آئے تو اُنکے لطف وکرم سے ساری کائنات سرسبز اور خوشحال ہو کر باغ باغ ہو گئی اور پھولوں میں طراوت اور جوش آیا۔ ہمیشہ باقی رہنے والا بہار اس آرزو میں گلزار کو بطور تحفہ اس برگذیدہ نبیؐ کی خدمت میں پیش کرتا ہے کہ ایسا کرنے سے اُسکی عزت افزائی ہو۔ اسی امید پر پھول بھی زمین سے سر نکالتے ہیں کہ ہم بھی اپنے سر اس نبیؐ کیلیۓ قربان کر دیتے۔ اُسی خرقہ پوش نبیؐ نے اپنے مکارم اخلاق اور اسلامی تعلیم سے دنیا کو گلشن بنا دیا۔ اُس نبیؐ کی نعلین کے چھو جانے سے پھول نے یہ رتبہ حاصل کیا کہ وہ بادشاہوں کے تاج کی زینت بنکر رہا۔ اسی لیۓ خدا نے زمین کو سبزہ زار بنا دیا اور آسمان کو ستاروں کے پھولوں سے آراستہ اور مرصع کر دیا۔ جب بوستان نے آپکے مبارک قدموں کو چوما تب اسکو آپکے آستان کی گرد بننے کا شرف حاصل ہوا۔ باغوں میں قسم قسم کے اور مختلف رنگوں کے پھول کِھل کر کیسا ہی دلربا نظارہ پیش کرتے ہیں۔ حضرت رسول مقبولؐ ہی تمام مرسلوں اور نبیوں کے تاجدار ہیں اُس پر تمام خوشیاں نچھاور ہوں۔

تفہیم الفاظ:

ہمیشہ بہار= ہمیشہ باقی رہنے والی بہار، ایک پھول کا نام + پیشکش= تحفہ + ہوا خواہ = دوست، خادم + خرقہ پوش = مراد حضرت رسول کریم کیونکہ وہ پرانے جامہ پہنتے تھے، گدڑی پہنے

والا + پاپوش = نعلین + سبد = ٹوکری جس میں پھول رکھتے ہیں + سرسبد = وہ اچھا اور خوبصورت پھول جو پھولوں کی ڈالی کے اوپر رکھتے ہیں + ببر = شیر، ایک مشہور خوشبودار پھول + روح = خوشبو + ریحان = ایک خوشبودار پھول۔

مدح

سپن آفتاب عدلک شاہ پادشاہ ژ ج ژھٹھ ظلمچ تہ ازمیج نوروزیا

قضاوقدرک تأویلوتس تحویلو

اَوَے لژھ ڈُوان زمینس بادصبا پان وتھران گُل کران برگ ریزِ یا

دپان کیا سناہیہ نااَسہِ سُمن تلو اسہِ دلدلو

ونوان نوٗر ژرِ حوٗر پٹھ تخت پوٗشنے

دپان یار رسولؐ چھے تھراہ ژےَ پوٗشہِ نے

لوٗگ دہنہ کس باغس بہارو سپنۍ سبز وارو

چھُ نو بہار نوٗ وزوان دنیاس ازیوان

گلن ہو نک رضوان ہند رزن وُزوان

ازبختس آو بوشاہ بیوٗٹھ تخس شاہ شاہِ شاہان

ترجمہ

آج ہمیں یہ تحفہ ملا کہ عدل وانصاف کے مالک حضرت علیؑ تخت خلافت پر جلوہ افروز ہوئے اور ظلم کی آندھی ختم ہوئی۔ کیونکہ قضاوقدر کے فیصلہ جات

حضرت علیؑ کے حوالے کیے گئے۔ اسی لئے تو بادصبا آج زمین کی دھول صاف کررہی ہے اور پھول اپنی پتیوں سے زمین کا فرش کررہے ہیں اور یہی آرزو کرتے ہیں کہ کاش ہمیں حضرت علیؑ کے گھوڑے (دلدل) کے پاؤں کے نیچے روندے جانے کا شرف حاصل ہو، جنت کی حوریں مسندوں پر بیٹھی ہوئیں اس مبارک تقریب مسرت اور تہنیت کے گیت گاتی تھیں اور رسول مقبولؐ کو مبارکباد کہتی تھیں کہ حضرت علیؑ آپکا پشت پناہ ہے، خدا کرے کہ یہ سہارا موجود رہے۔ آج اسلام کا باغ سرسبز ہوکر پورے جوبن پر ہے۔ آج ہی یعنی نوروز کے موقعے پر ہی دنیا میں نئی بہار شروع ہوتی ہے اور ہوا کا رضوان پھولوں کو نیند سے جگا دیتا ہے۔ آج خود نصیب کی شان بڑھ گئی کیونکہ آج بادشاہوں کے بادشاہ حضرت علی مرتضیٰؑ تخت خلافت پر رونق افروز ہوئے۔

تفہیم الفاظ:

نوروزی = تحفہ جو نوروز کے دن بادشاہ کو پیش کرتے ہیں + دہیہ = رکھے، چنبیلی کے پھول + سمن = یاسمن، ایک قسم کا پھول +

مصائب

کیا چھُ دِہنگ بہار بے اعتبار ژوٗلس نہ خارٕ خاراسند کاربأ زِیا

تھوٗن خار گُلس شاہ حسینس یزید مقابلو زوٗن قابلو

یُس خدأ ے پھولنوٗ وسٕہ یزیدی ژُٹی تھہ نیوٗو نافرمأنی کرن بے اندأزِیا

لوگن بڑہنگس اماٸی سنبلو گنڈِ تھ کاکلو

☆

گوعالم بالاس تہہ وبالا ترٖشہ گر ظالمن دراندآ زِیا

أنِکھ یِیٚلہِ نیزن لٔدی تھہٕ مقبولو گوخوشدلو

دوٚپُن چھس یمہ ہٕ گلن خوشبوچھِ سرخرو چھکھ تاز گلا ہکی پاٗٹھی عرق ریٚزِیا

وُچھتواڈ وٚزھہٕ چشمہٕ پھنڑِ ے یمبرزلوزن چھکھ ذولو

یمن آب واتہِ ہے کمہ حالہٕ دٕہن درشنے

تٔیت پیوٚ کھ قحط آب چھِ گل آفتاب زن روشنے

ترجمہ

دنیا کی بہار کتنی ہی بے اعتبار اور بے ثبات ہے، رشک اور حسد اس سے کبھی دور نہیں ہوئے۔ اس دنیا کی یہی خاصیت ہے کہ انجام کار یہ دھوکہ اور فریب دیتی ہے۔ کتنا ہی تعجب اور حسرت کا مقام ہے کہ اس دنیا نے پھول کے مقابلے کانٹے اور حضرت امام حسینؑ کے مقابلہ یزید جیسے فاجر اور نابکار کو مقابلہ کے لئے کھڑا کیا۔ جس امام حسینؑ کو خدا نے پھول کی طرح کِھلایا تھا اُسی کے سر مبارک کو یزید نے کٹوا کر خدا کی کتنی سخت نافرمانی کی۔ اس امامت کے سنبل کو یزید نے کاکلوں سے دروازے پر لٹکا دیا۔ اس ظالم نے اتنا ظلم کیا جس سے آسمان بھی کانپ اُٹھے۔ جس وقت شہدائے کربلا کے سروں کو نیزوں پر آویزاں کر کے ظالم

یزید کے سامنے لائے تو وہ باغ باغ ہوگیا اور کہا کہ میں ان کے پھول جیسے سرخ رخساروں کو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا۔عرق گلاب کی طرح اُن کے رخساروں پر پسینہ ٹپکتا ہے۔اُن کی نیم کھلی ہوئی آنکھیں نرگسوں کی مانند دکھائی دیتی ہیں ،گویا کہ ان کی آنکھیں نیند سے بند ہورہی ہیں ۔اگران کو پانی ملا ہوتا تو معلوم نہیں کہ انکی چمک اوردمک کتنی ہی ذیادہ ہوتی۔باوجود اسکے کہ انکو پانی بلکل نہیں ملاتو بھی ان کی صورتیں گُل آفتاب کی طرح روشن ہیں۔

تفہیم الفاظ

خار= کانٹا+ نیؤو= لیا،ایک پھول کا نام جو بہار میں کھلتا ہے+ نافرمان= جو حکم عدولی کرتا ہو،ایک پھول کا نام+ سنبل= ایک پھول کا نام،یہ بھی بہار میں کھلتا ہے+خوش بو= میں خوش ہوں،مہک+ ذولو= نیند کا خمار= گل آفتاب = ایکپھول کا نام۔

حکیم ملّا حبیبؔ اللہؒ مرحوم

آپ حکیم عظیم کے پوتے اور حکیم عبدالرحیم صاحب کے فرزند تھے۔آپ ۱۲۶۹ھ میں محلّہ باباپورہ میں پیدا ہوئے۔آپ حکیم عبدالرحیم کے اکلوتے فرزند تھے۔آپ بہت ہی ذہین تھے۔ابتدائی تعلیم سے فارغ ہو کر آپ مزید تعلیم حاصل کرنے کے لئے لاہور گئے۔ یہاں کچھ عرصہ تک حصول تعلیم کرتے رہے اور یہاں کے مشاعروں میں حصہ لیتے تھے۔لاہور اِن دِنوں شاعروں اور عالموں کا مرکز بنا ہوا تھا۔آپ نے جو اشعار ان مشاعروں میں پڑھے تھے انکی ایک بیاض آپ نے تیار کی تھی۔ یہ بیاض حکیم حیدر علی کے پاس موجود تھی اور راقم نے اِسے پڑھا ہے ۱۹۲۲ء کو حکیم حیدر علی کے مکان میں آگ لگی اور یہ بیاض بھی جل کر راکھ ہوئی۔اس بیاض کا ایک شعر مجھے یاد ہے جو میں یہاں درج کرتا ہوں ؎

بسکہ تیز زخم از گہوارہ خوردم چوں حبیبؔ\
پنبۂ زخم جگر از شیر مادر داشتم

آپ نے لاہور میں انگریزی بھی سیکھی تھی۔

لاہور سے واپس آ کر آپ نے اپنے محلّہ باباپورہ میں ایک مکتب کھولا جہاں لڑکوں کو پڑھاتے تھے۔ان کا طرزِ تعلّم اس وقت کے مروجہ طریقہ سے بالکل جدا تھا۔حکیم اکبر جوان کے شاگردوں میں سے تھے کہتے تھے کہ میں نے 'گلستاں' کے چند باب، 'بوستاں' کی کچھ نظمیں اور 'قانوچہ' کے چند باب حکیم صاحب کے

پاس پڑھے تھے۔ باوجود اسکے کہ حکیم اکبر صاحب کو عربی اور فارسی میں کافی مہارت تھی، میں نے ایک دن اُن سے پوچھا کہ جب آپ نے صرف اتنا ہی پڑھا ہے پھر آپکو یہ مہارت کہاں سے حاصل ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ حکیم صاحب ہم کو عربی اور فارسی میں گفتگو کراتے تھے اور لیکچر بھی اِسی زبان میں دیکر الفاظ اور معانی کی وضاحت کرا کے نوٹ لکھواتے تھے۔ ایک دفعہ لفظ ''یاسین'' پر تقریر کرتے تھے تو اپنے شاگردوں سے پوچھا کہ کیا تمہیں سورہ یاسین زبانی یاد ہے۔ سب نے خاموش ہو کر سر نیچے کیا کیونکہ کسی کو یہ سورہ زبانی یاد نہ تھی۔ حکیم صاحب نے کہا کہ کل یہ سورہ سب کو یاد ہونا چاہیئے۔ حکیم اکبر صاحب کہتے تھے کہ سب لڑکے رات بھر جاگتے رہے اور جب صبح کو مکتب میں آئے تو سب کو یہ سورہ زبانی یاد تھی۔ حکیم صاحب بڑے ڈسپلن کے پابند تھے۔

حکیم صاحب نے جو مرثیہ ابتدا میں کہا اسکا نام 'خوف' ہے۔ جب یہ مرثیہ امام باڑہ جڈیبل میں پڑھا گیا تو اسکی بڑی پذیرائی ہوئی۔ اسکے بعد انہوں نے اور مرثیے کہے۔

حکیم حبیب اللہ صاحب فارسی، عربی، اردو اور کشمیری زبانوں میں بھی شعر کہتے تھے۔ اگر ان تمام شعروں کو جمع کیا گیا ہوتا تو ایک ضخیم بیاض بن جاتی۔ لیکن زمانہ کی ناسازی اور ارباب ذوق کی بے حسی کی وجہ سے یہ سب ضائع ہو کر رہا۔ جب ۱۹۶۰ بکرمی میں کشمیر میں سیلاب آیا تو آپ نے منظوم 'سیلاب نامہ'

لکھا۔ اسکا بھی ایک بڑا حصہ ضائع ہوگیا ہے، تاہم خواجہ نور محمد کتب فروش مہاراج گنج شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے اُسے شائع کرواکر محفوظ کیا اور اس کا بچا کچھا حصہ موجود رہا۔

آپ کی شادی خانقاہ معلیٰ میں ایک بیوہ سے ہوئی۔ مگر ان دونوں کی ازدواجی زندگی کامیاب ثابت ہو نہ سکی۔ بلکہ یہ شادی آپ کیلئے وبال جان بن گئی۔ آپ کو گھر میں ہر وقت تکلیف رہتی تھی۔ ان گھریلو رنجشوں اور تکلیفوں سے تنگ آکر چرس پینے لگے اور رفتہ رفتہ آپکے عادات میں بھی فرق آنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ آپ دیوانوں کی طرح پھرنے لگے اور گھر کو خیر باد کہا۔ مگر ان حالات میں بھی آپ کا دماغی توازن برقرار رہا۔ اس دوران آپ نے 'سیلاب نامہ' اور مرثیہ 'یوسفؑ' تصنیف کیا۔

سیلاب کے ایام میں آپ کلگام گئے وہاں پر حکیم عبدالکریم تھانیدار تھے۔ وہ حکیم صاحب کے بڑے قدردان تھے اور یہیں پر 'سیلاب نامہ' تصنیف ہوا۔ حکیم عبدالکریم نے حکیم صاحب سے استدعا کی کہ آپ کوئی نیا مرثیہ کہیے۔ حکیم صاحب نے فرمایا کہ تم چائے کا ایک سماوار، باقرخانیوں کی ایک پلیٹ اور چرس میرے کمرے میں رکھو تو پھر میں مرثیہ کہوں گا۔ حکیم صاحب دیوانگی کے ایام میں چائے اور چرس بکثرت پیتے تھے۔ حکیم عبدالکریم نے یہ چیزیں حکیم صاحب کے کمرے میں رکھدیں اور کاغذ، قلم اور دوات بھی۔ حکیم

حبیب اللہ نے دروازہ بند کر دیا۔ کوئی دو گھنٹے کے بعد حکیم صاحب نے تھانیدار صاحب کو بلایا اور مرثیہ ''یوسفؑ'' ان کے حوالے کیا۔ تھانیدار صاحب حکیم صاحب کو اپنے ساتھ سرینگر لائے اور مولوی حیدر علیؒ کے پاس جو اس وقت کے بڑے عالم اور فاضل تھے لے گئے اور مرثیہ سنانے لگے۔ جب اس مصرعہ پر پہنچے

وونی سپہ نم عصایِ پیری اَلفِ احمد رسول آمینا

تراوِ سنگلاخ، نعتس شاد مانو، رفتار یاقوب خرامانی

تو مولوی صاحب نے اعتراض فرمایا کہ پیغمبر کے ساتھ لفظِ 'خراماں' استعمال کرنا زیبا معلوم نہیں ہوتا۔ حکیم حبیب اللہ صاحب نے کہا کہ مجھے افسوس ہے کہ آپ جیسے عالم یہ اعتراض کریں۔ آپ اتنے فاضل ہو کر یہ بھی نہیں جانتے ہیں کہ یاقوب سے مراد حضرت یعقوبؑ پیغمبر نہیں بلکہ اس کا معنی اور مطلب چکور کے ہیں۔ مولوی صاحب نے معافی مانگی اور حکیم صاحب کی ذہانت اور علمیت پر عش عش کرنے لگے۔

آپ بہت ہی حاضر جواب تھے۔ دیوانگی کے ایام میں بھی آپکی یہ خصوصیت برقرار تھی۔ ایک دفعہ سردی کے ایام میں سید مہدی ساکنہ ہاگرپورہ مولوی حیدر علی صاحب کے ہاں آئے۔ مولوی صاحب نے ان کیلئے حمام گرم کروا دیا اور انکو حمام میں بٹھا دیا۔ حکیم حبیب اللہ بھی اتفاقاً وہاں آگئے لیکن نوکروں نے حمام میں جانے نہیں دیا۔ حکیم صاحب مولوی صاحب کے پاس گئے

اور کہا کہ افسوس ہے کہ ''ژِنہِ ہاگُر'' حمام میں بٹھا لیے جائیں اور امام حسینؑ کے ''کستوُر'' سردی میں ٹھٹھر جائیں۔ تو مولوی صاحب نے ان کو فوراً حمام میں لیا۔

ایک دن کسی کے ہاں دعوت تھی۔ حکیم صاحب کو خصوصی طور دعوت پر بلایا گیا تھا۔ حکیم صاحب کے ساتھ مجلس میں اور تین لوگ بیٹھے تھے۔ جن کی ذات ''پنڈِت'' تھی۔ حکیم صاحب اور اِن تین آدمیوں کو ایک ہی پلیٹ (ترامی) میں کھانا کھلایا گیا۔ کشمیر میں یہ رواج ہے کہ ایک ہی پلیٹ میں چار آدمی کھانا کھاتے ہیں۔ جب سب کھانا کھا چکے تو صاحب دعوت مجلس میں آیا اور حسب دستور حکیم صاحب سے معذرت کرنے لگے کہ آپکو تکلیف ہوئی ہوگی۔ حکیم صاحب نے کہا کہ بھائی! دعوتوں پر تو تکلیف ہوتی ہی ہے مگر یہاں تو حد ہوگئی کہ سولہ آدمیوں کے لیے چاول کا صرف ایک ہی پلیٹ لایا گیا۔ پھر آپ خود اندازہ کیجیے کہ ہم میں ہر ایک کے حصہ میں کیا آیا ہوگا۔ میزبان نے حیران ہوکر پوچھا کہ پلیٹ تو چار ہی آدمیوں کیلئے تھا تو سولہ آدمیوں نے کس طرح کھایا۔ حکیم صاحب نے اپنے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ''ترِ بے پنڈِت پنداہ تہٕ بوا کھ شُراہ'' یعنی تین پنجے (پنڈِت) پندرہ اور میں ایک شامل کر کے سولہ ہوئے۔ یہ سنکر سب ہنس پڑے اور حضرات پنڈِت شرمندہ ہوئے۔

اب میں قارئین کیلئے حکیم صاحب کے چند اشعار درج کرتا ہوں۔ یہ اشعار میں نے بچپن میں یاد کئے تھے۔ آج بھی میرے خیال میں کسی نہ کسی کے

پاس ان کے اشعار موجود ہوں گے۔ اگر کوئی انکو شائع کر دیتا تو یہ قوم کی بڑی خدمت ہوتی۔

اردو کے یہ اشعار۔

سناحرؑ نے جب غیب سے یہ کلام | کہ جا کر رکابِ شاہ دینؑ تھام
تو وہ آگے بڑھکر باخلاص تام | لگا رونے عرض کی یا امام
نگہدار مارا از راہِ خطا | خطا در گذار دثواب نما

فارسی میں انہوں نے اہل بیت طاہرینؑ کی شان میں ایک مدح لکھی ہے۔ یہ مدح عربی حروف تہجی کے مطابق لکھی گئی ہے۔ یعنی 'الف' پر ایک شعر، 'ب' پر دوسرا۔ اسی طرح 'ی' تک لکھا گیا ہے۔ جو شعر الف سے شروع ہوتا ہے اس میں الفاظ ذیادہ تر ایسے استعمال ہوئے ہیں جو الف ہی سے شروع ہوتے ہیں۔ اسی طرح باقی اشعار بھی ہیں۔ ان اشعار میں مجھے دو تین شعر یاد ہیں جو درج کیے جاتے ہیں۔

'ب' بود باعث تخلیق بحر و بر باب بتولؑ | برتراں را برتریں و بہتریں را بہترین

'ت' تن و جان از تولّائے علیؑ دارم تواں | تاب تیغ تیز اور اشد اجل از تابعین

'ر' رواں داستاں راموسیٰؑ آمد راہ وروح | روشناسِ رازدارانِ رہنمائے راشدین

☆

بادہ چوں قلقل سراید ساز چوں کیں کیں کند
سوز عشق اندر سرم چوں ماچھ گن بیں بیں کند

عربی نمونہ

یَقُولُونَ لَمّا اَرَادَا الحَکیم　　ظہور ضایع بالطفل العمیم
فَاَوّلَ ما بانَ نُورِعَلیؑ　　علیؑ حلِ مشکل علیؑ بو علیؑ

کشمیری نمونہ

معراج کۆرٕ آنحضرتنؐ　　بَلَغَ العلیٰ بکمالہٖ
گٹہٕ ژٕج جہانس دفعتن　　کَشَفَ الدُّجیٰ بجمالہٖ
بۆے کیا حسن خلقتن　　حَسُنَت جمیعُ خصالہٖ
صلوات سٗزی تومردوزن　　صلّوعلیہ وآلہٖ

☆

سرک سرپوش کۆت گوم　　سرک ہمپوش کۆت گوم
سٕہ رۆدُم رٕٹی تھہٕ گوشن　　تلے وِنٕیسی کٕری توس گوشن
متیو چھا بالہِ روشن　　ولو موروش کۆت گوم
خبر کمہِ پرانہٕ زانے　　دپسہٕ ازروز سانے
خبر کس سونہِ میٔانے　　چھہٕ بخشس بوش کۆت گوم

آخری عمر میں حکیم صاحب خانقاہِ معلیٰ محلہ شمس واری میں رہتے تھے اور وہیں انتقال کر گئے۔ آپ کی وفات سے کشمیری مرثیہ گوئی کا ایک شاندار دور ختم

ہوا۔آپ خود فرماتے تھے کہ مرثیہ کہنے والوں میں آخری شاعر میں ہوں۔آپکے مراثی حسب ذیل ہیں۔

خوف، کار، عطش، شہادت، گلزار، میزان، آب، کربلا، یوسفؑ، خون، کشتی، چراغ، ستون، دوستی، تنور

آپ ۱۳۲۲ھ میں وفات پا گئے۔

نوٹ: حکیم حبیب اللہؒ

۱) مکمل مدح کتاب کے آخر پر درج ہے۔

۲) کلیات حکیم حبیب اللہ کے مرتب کتاب کے صفحہ ۱۱ پر لکھتے ہیں:

'...... حکیم عبدالرحیم (قبلہ گاہ حبیب) کے متعلق تاریخ خاموش ہے۔کافی استفسار کے باوجود کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

کُلیات کے ترتیب ہونے سے تقریباً ۳۸ سال پہلے ڈاکٹر جی۔ایم۔ڈی صوفی 'کشیر' نامی اپنی تاریخ میں حکیم عبدالرحیم کا ذکر کرتے ہیں۔بقول صوفی ،حکیم عبدالرحیم ڈوگرہ عہدِ حکومت کے دوران محکمہ ریشم کے سربراہ تھے۔ڈوگرہ شاہی کے دوران ریشم سازی کشمیر کی ایک اہم صنعت کی شکل میں اُبھر کے آئی تھی جسے حکیم صاحب کے والد مشہور مرثیہ نگار حکیم محمد عظیمؒ نے جدید طرز پہ استوار کیا تھا۔

علامہ سید محمد باقر الکھنوئ الکشمیریؒ "السیف الصارم" نامی رسالہ میں کشمیر کے جن سرکردہ اشخاص کا تذکرہ کرتے ہیں، ان میں حکیم عبدالرحیمؒ و ملاّ خاندان کے بعض دیگر حضرات کا حوالہ بھی پایا جاتا ہے۔یہ رسالہ چودھویں صدی ہجری کے اوائل میں کابل ،افغانستان میں لکھا گیا ہے۔اصل عبارت یوں ہے:

"۔۔۔جناب مستطاب قدسی اياب ملا محمد مقيم اسكنه

الله فی جنات النعیم و سر کار کرامات ملا مہدے رحمته الله علیه که مرقد انورایشان در تبت است و جناب سلطان السادات الفاضل العامل الکامل السید صفدرشاه علیه رضوان اللهو جناب ریس العلما اللودعی الالمعی ملا فضل علی رحمه الله الحی الولی وجناب فخامت مآب ملا حبیب الله نور الله مضجعه و حضرت سخریرادیب دانش منضد حکیم ملا محمد غفره الله الصمد و جناب غیم فخیم الدیم ملا محمد عظیم طاب الله ثراه و منبع انہار دانش کان جواہر---منشی عبدالله انار الله مرقده و معدن جوہر بلند گوہر انشا پر دازی صدف لآلی ثمین سرا فرازی مظہر مکارم منشی محمد قاسم رحمه الله العالم که مکتوبات آن مرحوم را در لکھنو دیده ام بلی سحبان وقت خود بوده گوے فصاحت از میدانِ بلاغت به نیروئ ملاحت ربوده تاج الاطباارحمت ورافت حکیم محمد جعفر غفره الله الاکبر و مصدر صدق و صفا حکیم عطاالله ستره الله و مکارم مظاہر معالم مآثر ملا محمد باقر مشہور به خواجه باقر غفره الله الغا فرو گوہر ثمین درج دانائ

صدف لآلی بی بہاے بیناۓ سید والا تبار فاضل عالیمقدار مولوی سید باقر ستره الله الساتر بانوار غفرانه العمیم و رحمته الصمیم که در جدی بل تشریف مید اشته اندو اولاد و احفاد ایشان ہنوز مستند اللهم کثر نسله الشریف الحنیف و داراۓ کشور عوالم ملا محمد عالم غفره الله العالم و دیگر بزرگواران والا شان از علما اعلام و مومنان نیك انجام و اہل خبره فرخنده فرجام که این خاکسار بشرف صحبت و ملاقات سراسر بہجت ایشان رسیده آم رفتار و کردار حضرات فرشته صفات راخوب دیده آم و اہل ولایت کشمیر بایشان و ثوق تمام و تسلیم تام اعتقاد و اعتماد و خوب داشته آند یعنی جناب قدسی انتساب اعلم العلما الا علام افضل الفخام ہادی الانام حجته الاسلام آخوند ملا محمد جواد طاب ثراه و جعل الجنته مثواه و ممتاز العلما فخر المتکلمین العالم الواثق ملا محمد صادق نور الله مرقده و طبیب لبیب خدا قت طیب ملا عبدالله غفره اللهو آب و تاب دروسروے حکیم ملا رحیم صانه الله العلیم و قطب فلك دانش خورشید گردون بنیش

زینت ایوان فصاحت آرایش خانه بلاغت زیب کاشانه
ملاحت خضر محیط اجتبامنشی یوسف بابا حشره الله مع
الا متہ الھدیٰ و شمع شبستان دانائ فروغ دیدہ بینائ
دوحہ جو یبارصاحبدلی منشی مصطفٰے علی حرسہ اللّٰہ
الولی و اسباط ورع آیات غفران سمات ملا محمد مقیم
علیہ الرحمہ یعنی ملا رحیم و ملا صادق غفر نما الخالق و
مور ذو النور گردون جلال دا عتلا آقا سید سعید شاہ
جلالی و شمس بازغہ برج اصطفا آقا سید مصطفٰے شاہ
جلالی اسکنہما اللہ فی۔۔۔۔الجنان و سر لوح کتاب
مدحت آل عبا مغفور صفدر بابا مصدر اعمال مقبول
مرحوم مرزا رسول و مظہر محاسن خفی وجلی میرزا
محمد علی غفرہ اللّٰہ الحی الولی و جواہر ذخا۔ توقیر
خلیل میر رحمہ اللہ القدیر و گوہر درج صدق و ایقان کریم
خان مرحوم و دوردریای مہر وفا گوہر درج صدق و صفا
معیارزروسیم خوشدلی آخوند حسن علی جدی بلی
ضاعف اللّٰہ عمرہ ساکن الحال پشاور و بدر منیر فلک
صضل و ہنر حکیم صفدر غفرہ اللّٰہ الا کبر و سر کار اتقا

مـدار سـید عالی تبار سید عالی تبار سید مختار مشہور بہ قـاری حـرسـہ اللہ الباری و جناب سیادت و نجابت و نبالت مـآب الـعـالـم الاورع الا مجد الحاج السید احمد رحمہ اللہ الـصمد خلف السید الفاضل الموصوف الجدی بلی واخیہ الازہـد الـسـیـد الـسـنـد الـمـسـد و الـسـیـد مـحـمـد سـلـمـہ اللہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔" (صفحہ ۲۲ تا ۲۱، رسالہ السیف الصارم)۔

۳) حکیم حبیب اللہؒ کی وفات کا واقعہ بھی حیرت انگیز ہے۔ خاندانی روایتوں کے مطابق حبیبؒ کی وفات شمسواری میں واقع آپ کے مکان پہ ہوئی۔ جس روز آپ کا انتقال ہوا، آپ کے چند عزیز عیادت کے لیے آئے تھے، انہوں نے آپ کی حالت دیکھ کر یہ نتیجہ عکس کیا کہ آپ اِس دُنیائے فانی میں اب چند دنوں کے ہی مہمان ہیں۔ غرض رشتہ دار کفن و دیگر سامان لانے گھر سے نکلے۔ کچھ عرصہ بعد جب واپس آئے تو دیکھا کہ حبیبؒ انتقال کر چکے تھے۔ انا اللہ وانا اللہ راجعون۔ موت کے وقت حبیبؒ بالکل تنہا تھے لیکن رشتہ داروں نے میت کو قبلہ رُخ پایا۔ میت کے سرہانے آپ کے عسا کو کھڑا پایا۔ واللہ اکبر! خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را۔ (سمیر ہمدانی)

ہمیشہ بہار

حمد

بۆختہ میأنس دل پژمردس لطفکہٕ ہوا ہمیشہ بہار یا اللہ

یُتھ چمن تخنس منز کر رنگہٕ رنگہٕ بوشنأ کٕر گُل نہالو

وٕنہٕ ہزار داستان سپنم گلو منقار بلبلو

پوشیاہ حمد ونۂ نس مےٰ ہیوٗ بے برگ ونوا خارِ خارِ دنیان تھوؤم نہ حالا
چھُس خطائی کرم چائی نافرمائی اما چھم امید ذوالجلالو

پھولناوک ژمیوٗن غنچہٕ دِلو فضلہٕ کہِ نسیمہٕ گُل گلو
کران چون رائحہ عطا زن نسیم صبا مشام جانس سنبلستانے

کرِ میٔانس شورِ زارِطبعس تہِ سُے شام وصباح سرسبز وشاداب زن گلستانے
یااللہ کوٗ رُتھ کمہِ رنگہٕ تیار یہِ گلزارِ آسماناہ تھوٗ تھس دوہس پھولہٕ وٗن گلِ آفتابو

راتس ستارن ہند شب بو کمہِ آب وتابو
کران پرورِ بناتِ نباتن پروردگارو چانے جوٗدِ دایہٕ ابر بہارو

چھُ وتھران فراش صبا فرش گلکارو سپنان زمین آسمان اختر وارو
بخشان نباتاتن ہوائے شمالو زن اموات زندگی یاالٰہی

ترجمہ

اے خدا! تو میرے مرجھائے ہوئے دل کو اپنے لطف وکرم کی ہوا سے ہمیشہ کیلئے تازگی اور فرحت عطا کردے تاکہ میں شعر کے چمن میں تیری ثنا اور تعریف کے قسم قسم کے پھولوں کے پودے لگادوں اور تیرے اوصاف میں ہزاروں قصیدے کہوں، جن کے بیان کرنے سے میرا حلق ایسا صاف اور شیریں ہوجائے جیسی کہ بلبل کی زبان۔ زمانے کی نیرنگیوں اور حوادث نے میری حالت بہت ہی

خراب کردی ہے۔اس بے سروسامانی کی حالت میں تیری حمد کہنے کی جرأت کس طرح ہوسکتی ہے۔میں واقعی گناہگار ہوں کیونکہ میں نے تیرے احکام کی نافرمانی کی ہے۔مگر مجھے پوری امید ہے کہ تواپنے رحم وکرم کی خوشبودار ہوا سے دل کی کلی کوگلاب کی طرح کھِلا دیگا۔جس طرح صبح کی ہواسنبلوں کے باغوں میں خوشبو پیدا کرتی ہے اسی طرح تمہارے لطف وکرم کی خوشبودار ہوا میرے دماغ کو معطر کردے گی۔اور یہی ہوا میری طبیعت کو سرسبز اور شاداب بنادے گی۔

اے خدا! تو نے یہ آسمان کا باغ کیا ہی اچھا بنایا ہے۔دن کو آفتاب کا پھول کھلا رکھا اور راتوں کو روشن اور چمکیلے ستاروں کے پھولوں۔سے آراستہ اور مزیّن کیا۔ تیری ہی بخشش اور سخاوت سے ابر بہار کی دایہ نباتات کی بچیوں کی پرورش کرتی ہے۔صبح کا فراش پھولوں کا فرش بچھا دیتا ہے اور زمین بھی ان پھولوں سے ایسی ہی دکھائی دیتی ہے جس طرح کہ آسمان پر رات کے وقت ستارے دکھائی دیتے ہیں گویا زمین بھی آسمان بن جاتی ہے۔بادشمالی نباتات کو تازگی دیتا ہے گویا کہ مردوں کو پھر زندہ کردیتا ہے۔

تفہیم الفاظ:

پژمردہ = مرجھایا ہوا + ہمیشہ بہار = لافانی بہار، تازگی، ایک پھول کا نام + رنگہ رنگہ = رنگارنگ، قسم قسم کے، رنگ برنگین + بو = میں، مہک + ہزار داستان = ہزار کہانیاں، ایک جانور کا نام جو ہزار بولیاں بولتا ہے + گلو = حلقہ + بے برگ ونوا = بے سروسامان + خار = کانٹا + خار خار = اندیشہ، تفکر، دغدغہ + خطائی = ایک پھول کا نام، گنہگار + نافرمانی = روگردانی، نافرمان ایک

پھول کا نام ہے+گل گلو= بہت سے گل + رایحہ = خوشبو، ہوا+ مشام = دماغ + سنبلستان = سنبل کا باغ + شورہ زار = کھاری دار + صباح = صبح +گل آفتاب = ایک پھول کا نام +گل شب = ایک پھول کا نام ہے جورات کے وقت کھلتا ہے اور خوشبو دیتا ہے+ بنات = لڑکیاں + نبات = گھاس، سبزہ، پودے وغیرہ + جود = سخاوت، بخشش، باران + دایہ = دایہ جو بچوں کو پالتی ہے + اختروار = ستاروں کی طرح۔

نعت

ووُنی سپنہِ داوڈؔ الحان وَنہِ نعتِ رسالت مآب لبہِ شگفتگی گلشن مثالا

ژلسم داغِ سیاہ کاری یو ہارِ لولوتہِ لعلو

سپنہِ تروتازہ سرخرو باغ باغ پھولو فی الحال زن گلو

ءُ نبین سر سبدار حمتک سحاب رسول ذوالجلالاؔہ

ہرگاہ سمن دستہِ دستہِ بخند ان تہنڈی وصف ادا کرُن چھا مجالو

تہنڈ ے قدم پہنہِ سپُن زمینہِ حاصلو سبزک فرش مخملو

دپہ ہا تہنڈس روضہٗ مطہرس روضہٗ رضوانا اماتہِ چھ دُو راز آدابو

وچھتھ تمنیک گلدستہِ ہوان بررونقابو گرشھان گُل آبو

چھِ بُرتھ یاسمنو ستی درودیوارو معنیٔ نوُرٗعلیٰ نوُر ستی آشکارو

صحنس منز دامنی دامنی پھلی ہتی لالو تمہِ کنن گُلن دعوائے صاحب کلاہی

ترجمہ

اب میری آواز ایسی دلکش اور سریلی ہوجائے گی جیسی کہ حضرت داوٗدؑ پیغمبر کی تھی کیونکہ مجھے حضرت رسول مقبولؐ کی نعت پیش کرنی ہے۔ میں پھولوں کی طرح کھِلوں گا اور ان کے اوصاف میں ایسے آبدار اور چمکدار موتی اور جواہر زبان سے نکالوں گا جن کے طفیل میرے گناہوں کے سیاہ داغ دُھل جائیں گے۔ میں تروتازہ ہوکر انکے دربار میں سرخرو ہوجاؤں گا اور گلاب کی طرح شگفتہ ہوکر باغ باغ ہوجاؤں گا۔ حضرت رسول مقبولؐ کا مرتبہ قدر اعلیٰ اور ارفع ہے۔ وہی تمام نبیوں کے تاجدار اور رحمت للعٰلمین ہیں۔ اگر تمام شاعر اکٹھے ہوجائیں تو بھی انکے اوصاف بیان نہیں کرسکیں گے۔ اس برگزیدہ نبیؐ کے ہی طفیل زمین کو سبز مخمل کا فرش عطا ہوا۔ اگر میں اُن کے روضہ مطہرہ کو جنت سے مشابہت دوں تو یہ بے ادبی ہوگئ کیونکہ ان کے آستان مقدس کو دیکھ کر گلدستہ بھی شرم سے منہ چھپاتا ہے اور گلاب بھی خجل ہوتا ہے۔ اس روضہ مقدس کے درودیوار یاسمینوں سے پُر ہیں اور نور علیٰ نور کا مطلب وہیں روشن اور جلوہ فگن ہے۔

ان کے روضۂ مقدس کے صحن کے دامن میں گلِ لالہ کھِلے ہوئے ہیں۔ اس صحن کے پھولوں کو یہ دعویٰ ہے کہ یہ بادشاہوں کے تاجوں میں لگانے کے مستحق ہیں۔

تفہیم الفاظ:

الحان=لحن کی جمع ،آواز+ داوڈ=حضرت داوڈ ایک مشہور پیغمبر تھے جسکی آواز بہت ہی شیریں اورسریلی تھی+نورٌ علیٰ نورٌ= بہت نورانی (آیت قرانی)+سمن=جمع ہوں گے، یاسمن پھول کا نام،چنبیلی+ دستہ بدستہ= جوق در جوق،گروہ درگروہ+گل مثالا= گلستاں کی طرح+سیاہ کاری=گناہوں کی سیاہی، برائی+داغ سیاہ+سیاہ نشان یاداغ جو لالہ میں ہوتا ہے+ہار=میں پھول برساؤں+ ہار= پھول کا مالا+ لولو= موتی + لعلو= جواہر+سرخرو= باعزت، کامیاب= رضوان= جنت کا دربان+ صاحب کلاہی=وہ پھول جو بادشاہ کے تاج میں لگانے کے لائق ہوں۔

مدح

وہ نی سپنہم جنان زن باغِ جنان لبکھہِ مدحِ علی اعلیٰ

اماشؤ بم قلم شاخ طوبیٰ دواتِ جنتکہِ نرگسک پیالو

روشنائی چشمِ حورلیقہِ بدل تہنڈی کاکلو کرِتحریر مسلسلو

گرِشنم الفاظ ریان گویاشقایق نعمان ڈیشتہِ باغبانِ عقل کڈ انفعالا

تمہِ کہِ اظہارِ لبنم طراوت کلماتن ہندی ازہار تے حالو

یانی تچ نوٗرباٗری گرشہِ ذی ہوشن گلو سپنبکھ شمعِ عقل گلو

چرخ نیلوفری ڈیشتھ سہ رنگ وبو سنبل سنبلس تھاوِ پنہانے

ترجمہ

اُس عالی مرتبت حضرت علیؑ کے مدح لکھتے ہوئے میرا دل گویا جنت کا باغ بن جائے گا۔لیکن ایسا کرنے کیلئے مجھے درخت طوبیٰ کی شاخ کا قلم، دوات کیلئے

جنت کی نرگس کا پیالہ، روشنائی کیلئے حور کی آنکھ کی سیاہی اور دوات کے صوف کیلئے اس کے گیسو ہونے چاہئیں تا کہ میں مسلسل ان کی مدح لکھتا رہوں۔ میرے الفاظ نہایت سرخ لالہ کی طرح ہوں گے، جن کی چمک اور تروتازگی دیکھ کر عقل کا باغبان بھی خجل ہوگا۔ ان لفظوں سے میرے اشعار کے پھولوں میں تازگی یا رونق پیدا ہوگی۔ جس کی روشنی سے حساس رشک سے شکوہ کرنے لگیں گے اور اُن کی عقل کا چراغ بجھ جائے گا۔ میرے اشعار دیکھ کر یہ نیلا آسمان چرخِ سنبل کی زلفوں کو چھپا دے گا۔

تفہیم الفاظ:

جَنان = دل + جِنان = جنت کی جمع + طوبیٰ = جنت کا درخت + لیقہ = صوف جو تروتازہ + شقایق نعمان = ایک قسم کا نہایت ہی سرخ رنگ کا لالہ + انفعال = شرمندگی + اظہار = ظاہر کرنا + ازہار = شگوفے، کلیاں + گلو = شکایت، شکوہ + گُل = بجھنا + چرخ نیلوفری = آسمان + نیلوفر = ایک پھول کا نام + سنبل = ایک پھول کا نام + سنبلس = برج سنبلہ کو۔

مصائب

وچھوتس نبوؕ ژگلس کو فلکِ خونخوار کمہ رنگہ ولنس نالا

اوس سفید ریش منگان ترلیش فرات اُستھ مالا مالو

گوبر آبہ پُشی امامؤ گلو بُری بُری اُستھ کولو

اوڈی تھہ سر کرنس نیزس اویزان اُستھ رسولہ سُند آلا

کوز رکھتھ ستی بستہ زن گلدستہ ہتھہ خورہ سالو

آیہِ بأے مایہِ نوٗ رز ہرأ تتھ نیزس تلو   رنگہِ رنگہِ کران لبلو

بایوَ نے کویتاہ چنن ظلمہِ داستانا   چھیہِ خبراوُسم مامحرم آفتابو

از کڈ ۓ برملا بے حجابو   نیوٗ ہم نقابو

مےٗ ییلہِ برقہِ نیوٗ ظأ لموگیس لاچارو   ادِموٗلمہِ سوٗ رابایہِ شرمدارو

ترجمہ

اُسی باغِ نبوت کے پھول کو خونخوار کوفیوں نے کربلا میں گھیر کر رکھا۔ دریائے فرات موجیں مارتا تھا اور اسکی نہریں بھی پانی سے بھری ہوئی تھیں۔ جس وقت امام حسینؑ بچوں کی پیاس بجھانے کیلئے ظالموں سے پانی مانگتے تھے، وہی امامت کا گلاب پانی کیلئے خشک ہوا۔ باوجود اس امر کے کہ حضرت امام حسینؑ جناب رسول مقبولؐ کی اولاد تھا اس کا سرتن سے جدا کر کے نیزے پر لٹکا دیا گیا۔ اسی نیزے کے ساتھ وہ اپنے چھوٹے بچے شہزادہ علی اصغرؑ سمیت گلدستے کی طرح بند کیا گیا۔ بھائی کی محبت کے مارے حضرت زینبؑ اُسی نیزے کے پاس آکر فرماتی تھیں میرے پیارے بھائی! میں ظلم کی داستان تمہیں کہاں تک سناؤں۔ تجھے یہ معلوم ہے کہ آفتاب بھی میرا محرم نہ تھا مگر آج ظالموں نے مجھے برقعہ چھین کر سرِ عام نکال دیا۔ جب ظالموں نے میرا برقعہ چھین لیا تو میں نے اپنا چہرہ راکھ اور مٹی سے ڈھانپ لیا۔

عطش

حمد

کاسۂ لطفِ التہابِ شوقِ وصال کاستم معینا   کرتم سیراب پنۂِ شربت خانے
نوش کران گرشۂِ کامیاب روزبم چۂِ غمِ تلخی نے

امامۓ آودریۂتھ دنی یؤک سراب صاف مائمعینا   بوس امۂِ گئے جویا گویا عطشانے
رفعِ تشنگی برکنار از دست گوم جگر آتشینے

ووئی هاوبم بدرقۂ طریق سپنتھ خضر توفیق   مصفّا اصلک آب خوشگوارے
لبۂِ یانی جرعا بو تشنۂ لب سپنہم دل لبالب   گرشۂِ وسیع مشرّب یکبارے

نتۂِ چھس تیتھے امیک تشنۂ وَنۂِ صفا   دِوان نالۂِ ہردم میون نایے
لبۂِ نۂِ یۂِ آتشِ عطش اطفاءَ   زانہۂ چِئیے دریا تمامو

واتان امکانک تشنۂ کام بکام امۂِ کے امتصاصے
درخور ظرف آفتابۂ مہروماہ   پرکران ہرماہ کاسے

دمادم عذب البیان امۂِ کے فیضۂِ رطب اللّسان   ہرجا سبیل عام یۂ سلسبیلا

ترجمہ

اے مدد کرنے والے خدا! تو میرے وصال کے آگ کے شوق کو اپنے لطف وکرم کے ساغر سے بجھا۔ تو اپنے شربت خانے سے مجھے سیراب کرتا کہ میں کامیاب ہو جاؤں اور غم کی تلخی باقی نہ رہے۔ لیکن مجھے دنیا جو اصل میں سراب تھا صاف اور شیریں پانی دکھائی دیا۔ میں تو اسی سراب کو پیاسوں کی طرح ڈھونڈ رہا تھا لیکن بجائے اسکے کہ میری پیاس بجھ جاتی میرا جگر بھی جل گیا۔ اب خواجہ خضرؑ رہنما ہو کر مجھے اس چشمہ کا راستہ دکھائینگے جہاں صاف اور شیریں پانی نکلتا ہے۔ جب میں پیاسا اُس پانی کا ایک گھونٹ پیوں گا تو میرے دل کا پیالہ کنارے تک بھر جائے گا اور یہ دل ایک بڑے کوزہ کے مانند ہو جائے گا۔ ورنہ میں کھُلے لفظوں میں کہدوں گا کہ میں اتنا پیاسا ہوں کہ میرا حلق ہر وقت پیاس کی وجہ سے فریاد کرتا رہتا ہے۔ یہ پیاس کی آگ کبھی بجھ نہیں پائے گی اگرچہ تمام دریا بھی پی لوں۔ اس پانی کا چشمہ چھلکتے ہی دنیا کے پیاسے مطلب حاصل کر سکتے ہیں۔ سورج اور چاند اپنا پیالہ ہر مہینہ اپنے حوصلہ کے مطابق پُر کرتے ہیں۔ شیریں کلام والے اس چشمہ کے فیض سے فصیح گو ہیں۔ اس چشمہ کا پانی ہر جگہ مہیا ہے۔

تفہیم الفاظ:

معینا = مدد کرنیوالا + کاسہ = پیالا + التہاب = آگ + وصال = وصل، ملاپ +

سراب=شورزمین (mirage) جودھوپ سے چمک کردور سے اسطرح نظرآتی ہے گویاوہاں پانی ہے۔مآ=پانی+معیناً=صاف+بوس=میں تھا،شدت،رنج،چومنا+ جویا = نہر، تلاش کرنا،ڈھونڈنا+عطشان=پیاسا+بدرقہ=محافظ+جرعا=پانی کاایک گھونٹ+لبالب=کنارے تک پانی سے بھرجانا+مشرب=پیالہ،کوزہ+ناپیے=حلق+اطفاً=بجھنا+امتصاص=چوسنا۔

نعت

وونی پُرئی تھہِ درو داصاف اوصافِ حضرتہ بَرن سوخنک جاما

سپنہٖ تثیت تر زبان گرثھِ زیر خاک آب حساّنے

دپنم سقاک اللہ ملک ووتھہِ برفلک شورِ تحسینے

اوس زمین وزمان ضمآنِ ریگستان ایما نک داما

پٖیہِ ہے ریسمانِ کہکشان ہتھ یہِ دلوِ آسمانے

ییہِ ہے نَے بحرِمکرمت ابررحمت رسولِ امینےؐ

محبو چھُس خوش بوکرن گلاب مدحہٖ خوشبو شربتِ نعتِ رسول مختارےؐ

تکیاؔ چھُم بکف یقین ،چوٗمُت سردوشیرٖین ساغرِ تولاسرشارے

اَوَے ظمأ الحیات دِیہِ جوشِ ولایہِ عمانِ سینہٖ گوہر زایے

اوسس بہٖ ازخوردی امی خم خانہٖ دُردی آشامو

آسہِ محبت نوشن پگاہ انشاأ اللہ برسریو ہے لواسایے

وَیُسقَونَ مِن رَحیقِ آسہِ تتہِ مشلک ختامو

ترجمہ

اب میں درود اور صلوات پڑھکر حضرت رسول مختارؐ کے صاف اور پاکیزہ اوصاف سے اشعار کا جام بھروں گا اور میں اُن کے طفیل ایسا فصیح بنوں گا جس سے حسانؓ قبر میں پھر شرمندہ ہو جائے گا۔ میرے اشعار سُن کر آسمان والے تحسین اور مرحبا کریں گے اور زمین والے بھی شاباش اور آفرین کریں گے۔ زمین اور آسمان دونوں پیاسے تھے اور ایمان کا دریا خشک ہو چکا تھا۔ کہکشاں کا رسہ آسمان کے ڈول سمیت گر جاتا اگر رسول امینؐ جو بخشش کے سمندر اور رحمت کے بادل ہیں روئے زمین پر تشریف نہ لاتے۔ میں خوش قسمت ہوں کہ میں مدح کے گلابوں سے حضرت رسول مقبولؐ کی نعت کا شربت معطر کر دوں گا۔ کیونکہ یقین اور اعتماد کے ہاتھ سے ان کی محبت کے پیالے کا سرد اور شیرین شربت پی کر سرشار ہوا ہوں۔ میرے سینے کا سمندر جس میں موتی پیدا ہوتے تھے اور زندگی کا خواہاں تھا اب محبت کے جوش میں ہے۔ میں بچپن سے اس نبی کی محبت کے میخانہ کی شراب پیتا تھا۔ جو رسول مختار کی محبت کے جام پیتے ہیں تو قیامت کے دن ان کے سروں پر رحمت محمدیؐ سایہ فگن ہوگی اور ان کو جنت کا پانی پلایا جائے گا جس میں مشک کی خوشبو ہوگی۔

تفہیم الفاظ:

ترزبان = فصیح + آب = شرمندہ + حسانؓ = دربار رسالت کا نامور شاعر + ضماآن =

پیاسے + داماً = دریا، پانی کا ایک گھونٹ + کہکشان = وہ لمبا سا سفید خط جو آسمان پر رات کے وقت راہ کے مشابہ دکھائی دیتا ہے + دلو = ڈھول + ساغرِ تولا = محبت کا جام + سرشار = مست + ظماً = پیاس، تشنگی + عمان = سمندر + گوہرزایے = موتی پیدا کرنے والا + خوردی = بچپن + دردی = شراب کا تلچھٹ + وَیُسقون من رحیق = خدا جنت کا پانی پلائے گا۔

مدح

ونان کوثرک شان کامِ جان میون لبان شہدِ چ حلاوتھاہ

تمکو وصف بحق ناطق جناب صادقؑ ونانے

یُ زی تھہِ جاری کونہِ کرن صلوات برزبان مومنینے

فرموُ کہ چھوُ تیتھے گوارا واتہِ بکام لیس تمچ شربتھاہ

آسہِ سُہ شارب مدام تشنگی نشہِ دراماںے

روزِ دمہِ دمہِ زن گلاب شاداب گرشہِ نہِ زانہِ غمینے

تیتھے سُہ آب طھوُر بخشان دلس سروُر گرشھان دوُ رشقاوتھاہ

تمہِ ستی بہشتہِ کنن کاسن ییلہِ آسن برانے

کِرا زہزار سالہِ راہ نکہت تمچ دماغ عنبرینے

آسہِ تتھ بحکم خالق داور ساقی کوثرؑ مالک تہِ صاحب اختیارے

ترجمہ

کوثر کی شان یا تعریف بیان کرتے ہوئے مجھے شہد کا مزہ آتا ہے، جس کے اوصاف حضرت امام جعفر صادقؑ بیان فرماتے ہیں۔ ان اوصاف کو سن کر

دوستداران حضرت علیؑ کو چاہیے کہ وہ صلوات زبان پر جاری کریں۔ یہ کوثر کا پانی ایسا لائق ہے کہ جو کوئی اسکو پیے گا وہ ہمیشہ کے لئے پیاس لگنے سے محفوظ رہے گا۔ ہر وقت وہ گلاب کی طرح تر و تازہ رہے گا اور کبھی غمگین نہیں ہوگا۔ وہ صاف اور میٹھا پانی دل کو ایسی فرحت اور سرور پیدا کرتا ہے کہ تمام آلائشیں دور ہو جاتی ہیں۔ جس وقت جنت کے پیالوں کو اس پانی سے بھر دیتے ہیں تو اسکی خوشبو دور دور تک دماغوں کو معطر کر دیتی ہے۔ خدا کے حکم سے اس کوثر کے مالک حضرت علیؑ ہوں گے۔

تفہیم الفاظ:

کام = تالو + حلاوت = مزہ + شارب = پینے والا + مدام = ہمیشہ + بحق ناطق = سچ بولنے والا + در امان = محفوظ + دمبہ دمبہ = ہر وقت + آب طہور + صاف اور پاک پانی + نکہت = خوشبو + عنبر = خوشبو + ساقی کوثر = کوثر کا پانی پلانے والا مراد حضرت علی مرتضیٰ علیہ السلام۔

مصائب

یئیلہِ اوس مبتلا آغہٖ سون مظلوم امام حسینؑ منز کربلا

اوس پننٕ بیکسی پھِران روٗزتھ منز میدانے

دِ دِمتہٕ دِلہٕ آہ کڈان پانے پانس ودان شاہِ دیٖنؑ

تانٔ بروٗنہہ گن آس حضرت عباسؑ بأے خاص گنڈِتھ سلاح

دوپنس زِبوتہٕ ونٛدٕ مورتھ دِیوٗم روخصت ٹکانے

یم چاۓنی ارسرٖ یا امام جان نثار غو لام وچھی تہٖ ہیکی نے

امام زِمےٗ چھُ سکینہؑ تہٖ اصغرؑ ڈیشتہٖ حال جگرژھنے نے

گوڈہبتہٖ باثوا باہ کیٔا یمن کیٔت آباہ ٔنی نے

یہِ کلام جگرس نیزٖ آس دڑ او حضرت عباسؑ گو فراتس پٹھ آبدارے

اوس گومت بانبرِ ؤلی مشکاہ برِ خمس کُن لاریٔو و یکبارے

تس فوج أنڈی أنڈی ولہِ یتھنہٖ آب ہتھہٖ ژلہِ وتھ رٔٹتھ رؤ دِس ستمگارے

تاۓ آیہِ وتھ أکس سخت جانس واہ ذ ذیشانس ڈ چھُن شانہٖ ژٹبس بدکارے

کینہ برِنہٖ پروا بروٗ نہہ پگہِ رٹہِ مشک کھوٗ ورِ پھیکہِ سُتہِ ژٔٹتھ تراوس بیٔا کھ خونخوارے

أ ہسس سکینہؑ سقاۓلی مٹہِ دگد وستر مشک رٹہِ کرِ ہمت پھیکی ژوٹ علمدارے

تاۓ لالیس مشکہِ تیر بیٔا کھ سینس شر پر گرِ پوٗ بأے سند جان نثارے

ترجمہ

جس وقت ہمارے مولا حضرت امام حسینؑ کو ظالموں نے کربلا میں گھیر رکھا تھا۔ اس وقت وہ اپنی بیکسی، بچوں کی پیاس اور اپنے ساتھیوں کی شہادت سے غم زدہ ہو کر افسوس کرتے تھے۔ اسی حالت میں انکے وفادار بھائی سلاح پہن کر حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے ''میرے مولا! مجھے جلدی اجازت دیجیے کہ میں اپنی جان آپ پر قربان کروں کیونکہ آپکی یہ بے کسی مجھ سے برداشت نہیں

ہو سکتی۔'' امام حسینؑ نے فرمایا کہ حضرت سکینہؑ اور شہزادہ علی اصغرؑ کا حال دیکھ کر میرا جگر پاش پاش ہو جاتا ہے۔ وہ پیاس سے تڑپ رہے ہیں۔ پہلے تو انکے واسطے پانی لانے کی کوشش تو کرو۔ یہ کلام سنکر حضرت عباسؑ نے ایک مشک اٹھائی اور فرات کی طرف پانی لانے کیلئے روانہ ہوئے۔ انہوں نے دشمن کے سواروں کو ہٹا کر دریا سے پانی کا مشکیزہ بھر لیا اور خیمہ گاہ کی طرف سرپٹ آنے لگے۔ یہ دیکھ کر دشمنوں نے اُن کا راستہ روکا اور انہیں گھیرے میں لے لیا۔ ایک ظالم نے ان کا دایاں بازو تلوار سے جدا کیا۔ حضرت عباسؑ نے مشک بائیں بازو سے تھام لی اور دشمنوں سے مقابلہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ ایک اور ظالم نے اُن کا بایاں بازو بھی جُدا کیا۔ حضرت عباسؑ نے زخموں کا کچھ پرواہ نہ کی۔ مشک کو دانتوں سے پکڑ لیا اور آگے بڑھتے جاتے تھے۔ ان کی یہی آرزو تھی کہ کسی طرح یہ پانی بچوں تک پہنچ جائے مگر ظالموں نے مشک اور ان کے سینے کو تیروں سے چھلنی کر دیا اور پانی مشک سے بہتے ہی حضرت عباسؑ گھوڑے سے زمین پر گر گئے۔

مرزا ابوالقاسمؒ مرحوم

آپ موضع گنڈ کے رہنے والے تھے جس کو اس زمانے میں پارس پورہ کہتے تھے۔ آج اس گاؤں کو گنڈ خواجہ قاسم کہتے ہیں۔ اس زمانہ میں احمد پورہ تعلیم کا مرکز تھا۔ جہاں پر متصل گاؤں کے لوگ تعلیم حاصل کرنے کیلئے آتے تھے۔ یہاں کے سادات خود بڑے پایہ کے عالم اور فاضل تھے اور لوگوں کو عربی اور فارسی کی تعلیم دیتے تھے۔ مرزا ابوالقاسم صاحب نے بھی ان ہی فاضلوں کے سامنے زانوئے ادب طے کیے اور فقہ، اصول اور منطق وغیرہ علوم جن کا اس زمانے میں چرچا تھا، حاصل کیا۔ خواجہ باقر اور خواجہ دایم نے بھی سادات احمد پورہ سے تعلیم حاصل کی تھی۔

مرزا صاحب خوش گذران تھے۔ زمین اور مکان کافی تھے۔ ان کے مکانات اب بھی باقی ہیں۔ اسد جو، ایک شخص جو کہ گنڈ کا رہنے والا تھا، اسے مرزا صاحب کے ساتھ سخت عداوت تھی اور مرزا صاحب کو بہت تنگ کرتا تھا۔ اُس نے اوباشوں کی ایک جماعت کھڑی کی تھی جنکے ذریعہ مرزا صاحب کو تکالیف دی جاتی تھی۔ جب مرزا صاحب بہت تنگ ہوئے تو وہ لکھنؤ کی طرف اپنے بال بچوں سمیت روانہ ہوئے۔ جب وہ توشہ میدان پہنچے تو اسد جو نے غنڈوں کی ایک ٹولی مرزا صاحب

کے تعاقب میں روانہ کی جس نے مرزا صاحب کا سارا سامان لوٹ لیا۔ سلطان الذّاکرین خواجہ احمد علی صاحب نے حاجی ملک اسداللہ صاحب کی ایک بیاض میں جو خواجہ صاحب نے ملک صاحب کیلیے لکھی تھی اپنے قلم سے مرزا صاحب کے حالات میں یہ نوٹ لکھا ہے:-

"بحضور خدا اور سولؐ ایں حقیقت واقع است کہ اسد جو پدر محسن جو مرحوم حاجی ابوالقاسم را از ملک و میراث اخراج کرد۔ عاقبت فرار بمعہ عیال و اطفال بموجب سختی اسد جو مرزا صاحب شُد۔ پس اسد جو پسر خود مسمی صادق جو و محمد کلہ یعنی ڈوم دنبالِ مرزا صاحب فرستاد۔ بر سر راہِ توسہ میدان گرفت۔ ہے افسوس اطفال و عیال، مرد و زن تمام رادار و گیر نمودند۔ بلکہ قصابہا و زر و زیور و دستوانہ ہا بزبردستی برد۔.......... ایں روایت بزبان مرزا صاحب گفتہ شد۔ پس زر و زیور نزد اسد جو حاضر کرد۔ زرناب دید۔ جعفر جو ملک و میراث غصب کرد۔"

مرزا صاحب نے اپنے مکان کے سامنے ایک امامباڑہ بنایا تھا جسکے نشان اور حدود اب بھی باقی ہیں۔ یہاں پر عاشورہ کے دن جلوس ٹھہرایا جاتا ہے اور فاتحہ خوانی ہوتی تھی۔

بہر حال مرزا صاحب لکھنؤ پہنچ گئے اور شاہان اودھ کے دربار میں ملازم ہوئے۔ یہاں پر بھی مرثیے کہتے تھے اور مرثیوں کے مسودے سرینگر بھیجتے تھے۔ اس کے بعد حج اور زیارت کیلیۓ مکہ شریف، کربلا، نجف اشرف اور سامرہ چلے گئے۔

دوران سفر بھی مرثیہ کہتے رہے۔ حج کے سفر میں مرثیہ مضمون 'حج' کہا۔ انہوں نے سب شاعروں سے زیادہ مرثیے کہے ہیں۔ آخر میں کربلا میں فوت ہوئے اور وہیں دفن ہیں۔ آپ کے مرثیے بذیل ہیں:-

باعث من فی القبور، سخن آفرین، جہیم، اجتہاد، نماز، گر، ستار، دعا، عرش، نفل، فدک، صبح، کلالی، ماہ رمضان، پردہ، آسیا، مالک یوم الدّین، دافع البلاً، اصول دین، جفر، بہشت، علوم، حکمت، جہاز، چار فصل، دل آگاہ، دیوانی، شہر، ماہی، گنج شہدا، کاغذگری وغیرہ۔

نوٹ: امسال ۲۱ جولائی کو اتفاقاً میری ذاکر خواجہ احمد علی عرف خوجہ عمہ کے ساتھ مُلاقات ہوئی۔ اس موقع پر محمد شفیع میر ساکنہ حکیم محلّہ، باغوانپورہ بھی موجود تھے۔ دوران گفتگو خواجہ صاحب نے یہ بات دوہرائی کہ اسد جو، محسن جو، جعفر جو اور محمد کلہ کو مرزا ابولقاسم سے سخت عداوت تھی اور انہوں نے حضرت مرزا کو نہ صرف گنڈ سے ہجرت کرنے پر مجبور کیا بلکہ دورانِ ہجرت مرزا کا کارواں بھی توسہ میدان میں لوٹ لیا۔ بقول خواجہ احمد توسہ میدان میں وہ پتھر ابھی بھی موجود ہے جس کے ساتھ مرزا نے اس دل خراش حادثے کے وقوع پزیر ہونے کے بعد تکیہ کیا۔ یہ پتھر عرصہ دراز تک "میرزن کین" کے نام سے منسوب تھی۔ خواجہ احمد کے مُطابق لٹیرون نے نہ صرف مرزا بلکہ اُن کے سُسر ذاکر خواجہ اکبر کی جائیداد بھی غصب کی۔ لکھنو ہجرت کرنے کے بعد جب بھی عزیز واقارب مرزا سے کشمیر واپس آنے کی استدا کرتے تو وہ جواب میں یہی کہتے تھے، "وین یہ یتھ گنڈس لایق چھس نو"۔
اس حادثے کے بعد خواجہ اکبر بھی علاقے گنڈ کو خیر باد کہنے پر مجبور ہوئے اور اپنے سُسرال واقع درمحلّہ کمانگر پورہ سرینگر سکونت اختیار کی۔ خواجہ احمد علی کے والد ذاکر خواجہ جعفر، سُلطان الذاکرین

خواجہ احمد علی المعروف امہ کول کے بھتیجے تھے، جبکہ امہ کول ذاکر خواجہ اکبر کے پوتے تھے۔

(سمیر ہمدانی)

جہاز

حمد

یا اللہ وُچھنس چانہِ ایجادک بحرا کوٗنہہ بہریا عقل نہ بہرا

اَتہِ فکرِ ہند فلک موزون زن فلک مشخٗون گرٕ ھان گردآبی

ہمیشہِ فرقِ فہم انسان غرق نارسے واتیا محیطِ اندیشہِ زاٗنہہ کنارسے

یا من فی البرّ والبحر سبیل اشارا تھوٗ تھ شارعا عالم آب زن شہرا دریان شہرا

سپن گوہر حَملنا ہُم فی البرِ وَالبَحرس صدف بنی آدم ترآوِتھس احساہنکی نیسان کم کم

لطفکہِ سحآبی

کوٗ رتھ اَہنٕد ے پرٕ ٹھی آبادامکانک شہر فار سے اَتہِ غوطس اندر خشک وتر سمندر

منزٕ نارسے

یہ عالم قلزم صنعتس منزٕ بے نیازا زن جہاز پھیرآنی

وُچھتہ پرٕ تھ فرداعقلہِ ہنٕد ناخدا گوٗمت ہر جا حیرآنی

ترٕ وِتھس کیٗا پردٕ محکم اَتہِ بے ریسمان آسمان برتری چھس واکران نسیم لطفک

بادبانِ ہوا اَوے چرخی خیال مفتون گرِگرے بے ستون ٹھہرے

طبقہِ طبق روٗزی تھہ معلّق وُچھِ یِلہِ یم دریادلو

بوٗ ڈتھہِ فکرِ ہنٛد زورق اَتہِ آب رونق عجزِ ے زونکھ کٲملو

وَنہِ اَتہِ ملاحِ ناطق کیاٛ ثنا ییٛتہِ ماعرفنادَپہ عقلِ کلے

گرٛ ھنے دریا تمام سپنہٕ نہٕ حمدک تمام اکھ کلماہ

ترجمہ

یا اللہ! کس کی مجال ہے کہ وہ تیرے ایجادات کے سمندر کو دیکھ سکے۔ عقل انسانی اسکے قیاس کرنے سے عاجز ہے۔ یہاں تو وہ عقلِ سلیم جسکی رسائی آسمانوں تک ہے۔ گویا اُس بھاری کشتی کی طرح ہے جو گرداب میں پھنسی ہوئی ہو (یا اس ایجاد کے سمندر کو دیکھکر فلک فرسا عقل بھاری کشتی کی طرح گرداب میں پھنس جاتی ہے)۔ انسان کی سمجھ کا سر عاجزی کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہے اور یہ ممکن ہی نہیں کہ ہر چیز کو گھیرنے والا خیال قدرت کی ایجادات کے سمندر کے کنارے پر پہنچ سکے گا۔ اے اللہ تیرے اس ارشاد میں ''اے وہ ذات جس کا راستہ خشک وتر میں ہے'' یہ اشارہ ہے کہ عالم آب بھی تو نے ایک شہر بنایا ہے جس میں دریا شاہراہ کے مانند ہیں جو سب کی سب سمندر میں بہہ جاتی ہیں۔ خدا نے ارشاد فرمایا کہ میں نے انسان کو زمین اور پانی کا مالک بنایا اور اس ارشاد خداوندی کے موتی کا صدف بنی آدم بنا اور اس صدف کیلئے لطف وکرم کے بادلوں سے کیا ہی بخشش اور مہربانی کے نیسان کی بارش بہادی۔ اور اسی انسان کیلئے تمام دنیا کو آباد کر رکھا۔ تیرے ایجاد کے معمہ کو سمجھنے سے تمام جاندار خواہ

دریائی یا خشکی ہوں عاجز اور پریشان ہیں۔ یہ دنیا تیرے ایجاد کے سمندر میں گویا جہاز کی طرح ہے۔ عقل کا ملاح تیرے ایجادات کے معمولی ذرّہ کو دیکھ کر حیران اور سرگرداں ہوا ہے۔ تو نے آسمانوں کے پردے بغیر رسیوں کے کیسے ہی محکم اور مضبوط لگا دئے ہیں، جن کو ہوا کا بادبان بخشش اور لطف نسیم سے کھول دیتا ہے۔ اسی لیے تو بلند خیال والے ہر وقت اسی فکر میں مبتلا ہوئے ہیں کہ یہ آسمان بغیر سہارے کے کس طرح قائم اور دائم ہیں۔ جب بڑے بڑے عاقلوں نے ان آسمانوں کو دیکھا تو وہ فکر اور خیال کی کشتی کے سمیت حیرت کے سمندر میں ڈوب گئے اور اس بارے میں عجز وانکساری کو ہی اپنے لئے موزوں سمجھا۔ انسان کی زبان قدرت خدا کی تعریف کس طرح بیان کر سکتی ہے جبکہ خود حضرت خاتمی مرتبتؐ نے اس بارے میں فرمایا کہ میں خدا کی توصیف اس طرح ادا نہیں کر سکتا جس کا کہ وہ مستحق ہے۔ اگر تمام دریاؤں کی سیاہی بنائی جائے تو بھی خدا کی حمد کا ایک جملہ بھی پورا نہیں ہو سکتا۔

تفہیم الفاظ:

بحرا = سمندر + بہرا = برداشت کر پاؤں، تاب لا سکوں + بہرا = طاقت + فلک = آسمان + فلک = کشتی + مشحون = بھری ہوئی + گردآبی = بھنور میں پھنسی ہوئی + غرق = ڈوبنا + فرق = سر + نارے + نارسائی، عاجزی + یا من فی البر والبحر سبیلہ = اے وہ ذات جسکا راستہ خشک وتر میں ہے، یعنی جو خشک وتر کا مالک ہے + شاہراہ = خاص راستہ + حملنا ہُم فی البرّ والبحر = خدا کا فرمان جس کا مطلب یہ ہے کہ میں نے انسان کو اُٹھایا خشک وتری میں یعنی میں نے انسان کو خشک وتر کا مالک بنایا + گوہر = موتی + صدف = سیپ جو سمندر میں ہوتا ہے اور جس سے موتی پیدا ہوتے ہیں +

سحاّبی=بادل کے+نیسان=رومی مہینہ جسمیں ہونے والی بارش سے صدف میں سمندر کے اندر موتی بنتے ہیں+امکانک شہر فارسے=امکان کا شہر فارس یعنی دنیا+سمُندر=ایک خیالی جانور کانام جوآگ میں رہتا ہے+قلزم=سمندر+ناخدا= ملاح، جو جہاز کو چلاتا ہے+ بادبان= جہاز کا پال جس سے پرانے زمانے میں جہاز چلتے تھے+ چرخی خیال=بلند خیال والا+مفتوّن= فریفتہ، عاشق+طبقہ= درجہ ،رتبہ+طبق=موافق، برابر+معلّق=بغیر سہارے کے اویزان رہنا+زورق=چھوٹی کشتی+ملاح ناطق=مرادزبان سے+عقل کُل=مراد جناب رسولؐ سے+ ماعرفنا=اُس حدیث شریف کی طرف جس میں جناب رسولؐ نے فرمایا کہ میں خدا کی تعریف اس طرح نہ کرسکا جس کا کہ وہ مستحق ہے۔

نعت

دِیہ ہوائے ثنا توحیدُک بہارا گو ہر کلماہ یو ہارا چھِ کلمات بحارا

قُل لوکانَ البحرمدادأالکلمات رِبی دوٗپتھہِ پانے وہاّبی

کرے کاتبِ ازل میل دریان لیکھہِ کلماتسے ازل وابدتام سپنہٕ زانہہ تمام کلماہ تسے

یااللہ کرٕ ہکھ نے فلکِ نبوتک روشن ستارا قطب اقطارا لگہِ ہبس نہٕ تارا

لبہ ہنہٕ دولتِ لولاک پیٚیہِ ہے ڈُلہٕ پھیرِ ہافلک فلک دولاٗبی

اُسی سفن گناہ بے پناہ واتہِ ہے نہٕ ساحلِ نجاتسے سوزٕ ہکھ نے نبیؐ سفینۂ نجاتسے

سُہ بندرعرفانک حق نمادیٖنگ قطب نماشرعُک آفتابِ تابانے

وچھن تمہ نوٗرٕ سکانِ سمٰوات ییلہِ سُہ کانِ نجات اَنن وچھنس تاباہ نے

ییلہِ کھوٗت معلّم دٕین تخت فلکس کرِ روشن دنیٖاؔ کی لنگرٕ عرشکی کنگرے

سپن زنجیر بست نوٗرُک نردبان آسمانن دریک ہوا

هفت پردہ سمأ دماطے کرے   حجابو گذرے

سُ قدرتک گوہر دریائے اخضر کڈی تھہِ وصلس سپن واُ صلو

کرِ بادشاہِ کونین مأ لک بحرین   قربِ قاب وقوسین حأ صلو

آس ندا سپنے عطا تکلیفک سمندر ژے جہاز تتھ اندر   علیؑ چھے لنگر کأ ملو

یا نبی تھوِ مس پنن ناو پکہِ چون ناو سُے حلِ مشکلو

ژِ آفتاب سہ ماہ کوٗ رُم تہندے ستی روشن ارض وسمأ

ترجمہ

اب میں خدا کی تعریف میں اشعار کے موتی نچھاور کروں گا۔ کیونکہ تعریف و توصیف کا نسیم بہار ہے۔ اسکی تعریف کرنے کیلئے سمندر بھی کافی نہیں ہے۔

اے بخشنے والے خدا تو نے اپنے نبیؐ سے فرمایا ''اے میرے رسولؐ تو لوگوں سے کہدے کہ اگر تمام سمندر سیاہی بن جائیں اور اس سیاہی سے خدا کی تعریف لکھی جائے تو سمندر جائے گا اور خدا کی تعریف پوری نہ ہوگی''۔ اے خدا اگر تو آسمان نبوت کا روشن ستارہ اور بڑا قطب حضرت محمدؐ کو پیدا نہ کرتا تو یہ آسمان کبھی برقرار نہ رہتا اور یہ اُلٹ پلٹ ہو جاتا۔ اگر تو نجات کی کشتی یعنی پیغمبر آخرالزماںؐ کو مبعوث نہ فرماتے تو گناہ کی کشتی کے لئے کوئی جگہ نہ تھی اور یہ کبھی بھی نجات کے ساحل پر نہ پہنچتی۔ وہی رسول مقبولؐ معرفت کے بندرگاہ کو دکھانے والا، دین کا قطب نما اور شرع کا چمکتا ہوا سورج ہے۔ جب اُس نبی کریمؐ کے نور کو خدا نے

پیدا کیا تو اسی نور کے طفیل ساکنان آسمان یعنی چاند، سورج اور ستارے چمکنے لگے۔ جب وہؐ معراج کے لئے روانہ ہوئے تو ایک لمحہ میں آسمانوں کی سیڑھیاں نور کی زنجیروں سے جکڑ گئیں اور نبی کریمؐ ایک آن میں ساتوں آسمانوں سے گذر گئے اور وہ پردے جو خدا اور بندے کے درمیان حائل ہیں انکو بھی اُلٹ کے رکھدیا۔ اس خدا کے بے بہا موتی یعنی رسول مقبولؐ نے نیلگوں آسمانوں کے دریا کو عبور کر کے خدا کی قربت حاصل کی۔ دو جہانوں کے بادشاہ اور سمندروں کے مالک نے قاب وقوسین کا قرب حاصل کیا۔ خدا کی طرف سے اس نبیؐ کو ارشاد ہوا کہ اے میرے نبیؐ تو جہازِ امت ہے اور تجھے تبلیغ اسلام میں تکالیف اور طوفان کے سمندر سے گذرنا ہوگا۔ تیرے لیے میں نے علی مرتضیٰؑ کو لنگر بنادیا۔ اسکو میں نے اپنا نام رکھکر نوازا۔ وہی تیرے دین کی کشتی کو چلائیں گے کیونکہ وہ مشکلات کو دور کرنے والا ہے۔ تو بمنزلۂ آفتاب اور علیؑ ماہتاب ہے۔ تم دونوں کے طفیل آسمان وزمین روشن کیا گیا۔

تفہیم الفاظ:

کلمہ = لفظ، بات + ہارا = نچھاور کرنا، برسانا + بحار = بحر کی جمع، سمندر + قُل لو کانَ البحر مداد الکلمات ربی = اے نبی آپ یہ کہہ دیجیے کہ اگر سمندر سیاہی بن جائیں اور اس سے خدا کی تعریف لکھی جائے اور اگر سمندر بھی ختم ہوجائیں تو بھی اس کی تعریف پوری نہ ہوگی + وہاب = بخشنے والا + کاتب ازل = ابتدائی لکھنے والا + کلماہ تسے = خدا کے کلمات + قطب اقطارا = وہ قطب جو ہر سمت کو دکھائے۔ بڑا قطب + قطب = وہ کیلی جسکے گرد چکی پھرتی ہے، سردار قوم، افضل الناس، وہ نقطہ کرہ ارض کا جو شمال اور جنوب پر ساکن ہے + اقطار = قطر کی جمع، کنارے، طرف، وہ

خطِ مستقیم جو مرکز سے گزر کر دائرے کے دو ٹکڑے کرے + تارا = کشتی میں دریا کو پاٹنا یا عبور کرنا + دولتِ لولاک = مرادرسول مقبولؐ، حدیث شریف ''لولاک لما خلقت الافلاک'' کی طرف اشارہ + دولاب = چرخ + سفن = سفینہ کی جمع، کشتیاں + بندرگاہ = سمندر کے کنارے ساتھ وہ جگہ جہاں جہاز لنگر انداز ہوتے ہیں + حق نما = حق کو دکھانے والا + قطب نما = وہ آلہ جس سے قطب معلوم ہوتے ہیں + سکانِ سماوات = ساکنان آسمان + کانِ نجات = نجات دینے کا کان + معلم = استاد، ملاح + لنگر = وہ بھاری اور وزنی لوہے کی چیز جس سے کشتی یا جہاز کو چلنے سے روکا جاتا ہے + تمکین = وقار + کنگر = چوٹی + عرش = آسمان، جہاز کا چھت + نردبان = سیڑھی = پرانے زمانے کے جہازوں میں سیڑھیاں لگا کر سواریاں سوار ہوتی تھیں + زنجیر = لوہے کا رسہ جس سے جہاز ساحل کے ساتھ باندھتے ہیں۔

مدح

چھُ کیٚا ناوشاہ سند جہاز دِہنک مدارا سپنہٕ مدح آراہاوہم ناخداراہ

ییٚلہِ دِیہِ تہنْد دریائے شفاعت موج پگاہ گرِٛھن کشتیٚ گناہ ساٚرئ فنا یکدفع حباٚبی

اُسیٚ تھہٕ سایہٕ لوائے شاہٚ قیامت چہِ تاپہٕ کرٛ ایہِ تیٚوٚتاہ وسیع آسوناتتھ تل اُسی

آسہِ پرٛتھ نٚہ یاہتھہٕ ستیٚ وصی

یوٚ تیٚتھ سُہ رسولہٕ سند پیش کارا کوٚرتہنْدی شہباز جراٗتن آشکارا وحشی کفرس شکارا

چھِ تہنْدی اعجاز دریا دریا موج زن تہنْد بن معجزن ونان اَنان روٗحس شادآبی

ترجمہ

یااللہ! تو مجھے رہبری عطا کر کہ میں حضرت علیؑ کی مدح بیان کروں جن کے نام گرامی سے اسلام کے جہاز کو قرار ہے۔ جب قیامت کے دن انکی شفاعت کا دریا لہریں مارنے لگے تو گناہوں کی کشتیاں بلبلوں کی طرح نیست و نابود ہوں گی۔ قیامت کی سخت دھوپ اور گرمی میں حضرت علیؑ کے جھنڈے کا سایہ (لوائے حمد) اتنا وسیع ہوگا جس کے تلے ہر ایک نبیؑ مع اپنے وصی کے ہوگا۔ خدا کرے کہ ہم بھی اسکے سایے تلے ہوں۔ حضرت رسول مقبولؐ کا کس قدر اعلیٰ اور لائق نائب حضرت علیؑ تھے۔ انکی جرأت اور شہامت نے وحشی کفر کو نیست و نابود کر ڈالا۔ انکے معجزات بہت فراواں ہیں اور دریاؤں کی طرح موجیں مارتے ہیں۔ ان کے بیان کرنے سے روح کو تازگی اور فرحت ملتی ہے۔

مصائب

ہے ہے کرِمرگک طوفان تہنڈے جہاز تباہ ساحل کربلاس پٹھ اُئی تھہ تتھ پھٹرے

ووڈی نبا قیامت تام سُہ ویرے

سُہ ظلمہ واون چھوو کو ہن اُڈک ہے دوہس کرِنس چھلو

عوشہ کر دوہ نوح امت شاہ حسینؑ شُری ہتھ اوس وارِ صبجس پشنس طوٗ فانس تلو

باغ اماتس گوڑ آب روٹ ہس سروقدن پٹھ نیزٕ شاخن لجکھ پھلے
غنچہٕ دہانن قدرٕ ژزبانن یک قلم ہے ہے کوٚ ربکھ قلماہ

ترجمہ

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ اُسی حضرت علیؑ کے اہل بیت کے جہاز کو مصیبت کی آندھیوں نے گھیر کر کربلا کے ساحل پر ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور یہ جہاز قیامت تک کنارے نہیں لگے گا۔ ظلم کی آندھیوں نے اس کو مصائب کے پہاڑوں سے ٹکرادیا اور نصف ہی دن تک اسکو پاش پاش کر دیا۔ عاشورہ کے دن امت کا نوحؑ حضرت امام حسینؑ بچوں سمیت صبح کے وقت صحیح سلامت تھا اور ظہر کے وقت طوفان کے اندر تھا۔ امامت کے باغ کو پہلے پانی بند کر دیا گیا۔ نونہال بچوں کے سرتن سے جدا کر کے نیزوں پر سوار کیے گئے اور خدا کے پیارے اور محبوب بچوں اور جوانوں کے جن کے دہان پھولوں کے غنچوں کی طرح خوبصورت تھے سر کاٹ کر رکھ دیے گئے۔

خواجہ دائمؒ مرحوم

آپ کے والد تیلی کا کام کرتے تھے۔آپ موضع نولرہ متصل احمد پورہ میں سکونت کرتے تھے۔آپ نے احمد پورہ میں دینی تعلیم حاصل کی۔ جب آپ نے مرثیہ کہنا شروع کئے تو شہری شاعروں نے بطور طنز کہنا شروع کیا کہ تیلی کو مرثیوں سے کیا نسبت ہے۔ان طعنوں کے جواب میں خواجہ صاحب نے مرثیہ موسوم بہ ''قدر وجلال'' کہا جس میں معترضوں کا دندان شکن جواب دیا۔وہ بہت ہی نادم ہوئے اور خواجہ صاحب سے معذرت طلب کی۔خواجہ صاحب نے اس مرثیہ میں ثابت کردیا کہ خدا کی بارگاہ میں حسب ونسب، رنگ ونسل اور امیر وغریب کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔یہاں پر اخلاق، صدق دلی، عبادت اور نیک اعمال پسند کئے جاتے ہیں۔حضرت بلالؓ اگرچہ حبشی غلام تھا مگر اپنے نیک اعمال سے خدا کی حضور میں سرخرو اور باعزت قرار پایا۔اسکے عوض ابوجہل باوجود اس امر کے کہ حضرت رسول خداؐ کا چچا تھا اور گورا چٹا تھا مگر اپنے بداعمال کی وجہ سے مستحقِ جہنم ہوا۔خواجہ صاحب نہایت ہی پارسا، عابد اور زاہد تھے۔آخری عمر میں وہ کربلائے معلیٰ زیارت کرنے کے لئے گئے اور وہیں انتقال فرمایا۔آپ کا کلام نہایت ہی سادہ اور متین ہے۔آپ کے مراثی مندرجہ ذیل ہیں:-

شان اللہ، معبود، ماہ رمضان، احسان خدا، حمد وسپاس، قدر وجلال وغیرہ

حمد وسپاس

حمد

یا اللہ ژ تعالیٰ چائنی ہے شانس شوٗ بہ حمد وسپاس

الحمدللہ بلند شانے پانس دوٗ پتھہ پانے

رسولاً والا پادشہا کوٗ رتھہ حامدن افضل ناس

نام محمدسؐ منز شوٗ بانے زِ اسم زن جسم وجانے

یا اللہ ژے نہٖ شریک، سُہ شریک کوٗ رتھہ اسمس

ژ پانہٖ محموٗد، محمدؐ کوٗ رتھہ ناوتس

ژ عالی علی تس جور تم ہمنام ژ نامدارے ہے ہے

توے حمد محمدؐ میمن تر ہن حرفنے حامدو تمے زانی شاہ سُند مدح

ترجمہ

یارب تو ہی سب سے برگزیدہ اور بلند مرتبہ والا ہے۔ تجھے ہی حمد وشکر زیب دیتا ہے۔ اے بلند مرتبہ والے خدا! تونے خود الحمدللہ کہکر اپنی عظمت اور رفعت کو ظاہر کر دیا۔ تونے اپنے حمد کرنے والوں میں سب سے بڑھکر خیرالبشر اور شان والے نبی کو مبعوث کیا۔ لفظ 'حمد' حضرت محمدؐ کے نام میں کیا ہی خوب سجتا ہے۔

یہ دونوں 'محمدؐ' اور 'حمد' گویا روح اور بدن ہیں۔اے خدا! تو خود محمود ہے اور تو نے اپنے رسول کا نام محمدؐ رکھا۔ تیرا کوئی شریک نہیں مگر تو نے حضرت محمدؐ کو اپنے نام کے ساتھ شریک قرار دیا۔ تو خود عالی ہے اور حضرت علیؑ کو تو نے حضرت محمدؐ کا ساتھی بنایا۔ وہ دونوں ہمنام دونا مور ہستیاں ہیں۔اسی لئے لفظ 'محمدؐ' میں جو ح، م، د تین حروف ہیں ان ہی کو حمد کرنے والوں نے حضرت علیؑ کی مدح (م، د، ح) تصوّر کیا۔ مدح اور حمد کے حروف ایک ہی ہیں۔

نوٹ:

خدا کا نام		زائد
عالی	علی	ا
محمود	محمد	و
محمد	حمد	م

عالی، محمود اور محمد سے اگر زائد حروف الگ کیے جائیں تو انکا شمار الف، واو اور م ہے۔ اگر انکو آپس میں ملایا جائے تو لفظ 'اوم' بنتا ہے۔ اور اسی حرف پر ہندووں کے عقیدت کے مطابق سارے کائنات کا دارومدار ہے۔ 'الف' سے مراد تخلیق کائنات (Creation) 'واؤ' سے مراد بقا (Preservation) اور 'م' سے مراد تباہی (Distruction) ہے۔

☆

نعت

تتھے اَسی پنجتن یتھہٕ کیاہ چھ پانژ آیہٕ سورۂ اخلاص

اُسکھ پنج وقتِ وُچھان خویش و بیگانے   زَن نمازِ پنجگانے

کوُرکھہٖ ییٔلہِ یکتن مباہلہٖ نصرانین گو وسواس

دوٗپکھہٖ دعائے بد کرن تہٖ گرشھہِ طوٗفانے   الامان امانے

ترجمہ

قرآن کریم کے سورۂ اخلاص کی پانچ آیتوں کی طرح پنجتن پاک ہیں جو ایک دوسرے سے جدا نہیں ہیں یعنی اگر سورہ اخلاص سے ایک آیت نکالی جائے تو سورہ نامکمل اور بے مطلب ہو جاتا ہے اسی طرح سے ان پانچ حضرات میں فرق کرنے سے ایمان کامل نہیں رہتا ہے۔ جسطرح سے نماز پنجگانہ فرض اور ضروری ہیں اسی طرح مسلمان ان پانچ بزرگ ہستیوں کی روزانہ زیارت کرنا فرض سمجھتے ہیں۔ جب یہی پانچ حضرات بنی نجران کے نصرانیوں کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے نکلے تو نصرانیوں نے مباہلہ کرنا ہی ترک کر دیا۔ کیونکہ وہ جان گئے کہ اگر یہ حضرات دعائے بد کریں گے تو عیسائی فنا ہو جائیں گے۔ اس لئے انہوں نے مباہلہ کے بدلے مصالحت اختیار کی۔

تفہیم الفاظ:

سورۂ اخلاص = قرآن کریم کا وہ سورہ جسمیں پانچ آیتیں ہیں اور قُل ھو اللہ احد سے شروع ہوتا ہے + پنجتن = پانچ تن، حضرت محمد مصطفیٰؐ، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہ زہراؑ، حضرت امام حسنؑ

اور حضرت امام حسینؑ صلوات اللہ علیہم اجمعین + نماز پنجگانہ = پانچ وقت کی نماز + مباہلہ = ایک دوسرے کے حق میں دعائے بد کرنا۔ قصبہ نجران کے کئی عیسائی پادری حضرت نبی آخر الزمانؐ کی خدمت میں تحقیق اور بحث کے لیے آئے۔ بعد گفتگو اس پر فیصلہ ہوا کہ کل صبح جنگل میں جا کر مباہلہ کریں تا کہ قدرت خدا ظاہر ہو کر رہے۔ چنانچہ صبح کو رسول العالمینؐ اپنے ساتھ حضرت فاطمہ زہراؑ، حضرت علی مرتضیٰؑ اور حضرات حسنین صلوات اللہ علیہما کو لے کر جائے مقررہ کی طرف روانہ ہوئے۔ پادریوں نے جب دریافت کیا کہ حضرتؐ نے اپنے اولادوں، بیٹی اور داماد کو ساتھ لایا ہے تو انہوں نے جان لیا کہ حضرت محمدؐ حق پر ہیں کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ اپنے عزیزوں کو ساتھ نہ لاتے۔ انہوں نے مباہلہ سے انکار کیا اور مصالحت کی۔ اس واقعہ کی طرف خدا فرماتا ہے ''فقل تعالیٰ ندع ابنآ ناوابنآ ئکم ونسآ ئناونسآ ئکم وانفسنا وانفسکم .... کلذبین''

مصائب

افسوٗس دنیا اُمژ کوٗ رنہٕ حضرتس کیٛنِہ پاس سوال کٔری تھہٕ موٗر ہس زوٗ دانے

تژیشہِ تژیشہِ کرانے

سُہ نٚبی ین تہٕ وٚلی ین تہٕ فلکن ہند روشناس نوشہِ کورِنیہِ ہس روزِ دیوانے

بےوفایہِ جہانے

ووڈُنن عابدیٖن شاہ امامہٕ سند عمامہٕ شمرس

ترجمہ

افسوس کا مقام ہے کہ اس دنیا میں امت نے اپنے پیغمبر کا کوئی لحاظ نہ کیا۔ اس رسول مقبولؐ کے اولاد کو دعوت دے کر بُلایا لیکن ہائے افسوس انہیں پانی مانگتے مانگتے، تشنہ ہی قتل کیا گیا۔ وہی امام حسینؑ جو نبیوں، ولیوں اور آسمانوں کا واقف

تھے۔انکی بہو بیٹیاں ظالموں نے قیدی بنالیں۔

کتنی ہی بے وفااور بے اعتبار یہ دنیا ہے۔حضرت امام زین العابدینؑ سر برہنہ کیئے ہوئے تھے اور شمرلعین نے حضرت امام حسینؑ کا عمامہ سر پر باندھ رکھا تھا۔ (اس سے بڑھکر کیا ظلم ہوسکتا ہے)۔

قدر وجلال

حمد

خالقہٕ تھوٚ دکیاہ چھُ قدر وجلال چون ژٕ پادشاہا بےنظیر

اتہِ اَعلاتہٕ اَدنا گداچاۓ سلطانے

اَتہِ ساٗری سرکش سرخم بنٛدٕ گیہِ اندر امیر وزیر

قریشی حبشی دوشوے بنٛدٕ چھِ سبحانے

حسب تہٕ نسب چھنہٕ بکار بار خدایا

اتہِ شوٚبہِ بنٛدن بنٛدٕ گری بے نیازا

ابوجہل آستھ سفید روپگاہ تٔلہٕ نس سیاہ رو

بلالؓ ووتھ روسفید غولام حبشی سیاہ وسفید ننہِ روزِ جزا

ترجمہ

اے خدا! تو لاثانی اور بے نظیر بادشاہ ہے۔ تمہاری عظمت اور مرتبہ کتنا ہی ارفع اور اعلیٰ ہے جس کا تصوّر ہی نہیں کیا جا سکتا ہے۔ تمہارے سامنے بڑے مرتبہ والے انسانوں کی کوئی اہمیت ہی نہیں اور ہر ایک بادشاہ تمہاری درگاہ میں ایک معمولی فقیر سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ یہاں پر تو دنیا کے تمام مغرور سر عجز خم کیئے ہوئے ہیں اور اعلیٰ وادنیٰ تمہاری بندگی میں سر جھکائے ہوئے ہیں۔

اے خدا! گورے اور کالے دونوں تمہارے بندے ہیں۔ تمہارے سامنے حسب اور نسب کوئی فایدہ نہیں دیتا۔ یہاں تو بندوں کو تمہاری عبادت اور بندگی کرنی چاہیے۔ ابو جہل جو قریشی قبیلہ سے تھا۔ اسکو اپنے برے اعمالوں کی وجہ سے قیامت کے دن منہ کالا ہوگا اور حضرت بلالؓ کا جو حبشی غلام اور سیاہ فام تھے اپنے نیک اعمال کی وجہ سے چہرہ قیامت کے روز نورانی ہوگا۔ قیامت ہی کے دن اصل حقیقت کھل جائے گی کہ کون سفید ہے اور کون سیاہ۔

تفہیم الفاظ:

ابو جہل = حضرت رسولؐ کا چچا جو اپنی شقاوت اور بداعمالی کی وجہ سے قیامت کے دن جہنم میں ڈالا جائے گا۔ اس نے آنحضرتؐ کو قسم قسم کے تکالیف پہنچائے + حضرت بلالؓ = یہ حبش کے رہنے والے تھے۔ مسلمان ہونے کے بعد آپ مؤذن مقرر ہوئے۔ ان کا رتبہ کافی اونچا ہے۔

نعت و مدح

بٔنڈِ گی چھےٚ بزرگی نہ تخت وتاج گوڈٕ اَزِ جنتس فقیر
حسا بچہٕ وزِلگہِ اَتھ عدلس سُلیمانےٚ

موٗ زِبنہٕ مور چس سوٚنب سأرۍ محتاج وُچھِہ نس زِ گو کیاٚ حقیر
تٔمۍ کٔر سلطنت حساب کتھ دِیہٕ بوٚ چھِہ ہوٚت سلیمانےٚ

ڈیٗوٹھن ییٚلہِ سیل فقرٕ چ ناٗلۍ ترٛ اَوِتھ سیدِ انبیاؐ
دوٚہس دران روزٕ راتس نزِ شونگان زاہ

خورمہٕ دیٚلین ہُنٛد خرقہٕ گٔنڈتھ سجدس پٔٹھ ترٛ اَوِتھ سرو
ندا آس لوسان چھہم یا نبیؐ قُمِ اللَّیلَ اِلَّا قَلِیلَا

☆

بۄزی تو وقتِ نماز واتہِ ہے گرٛھہِ ہے صورٕ ژتغیر
شفیع سارِ عالمُک سُہ تہِ توبہٕ اوس کرانے

اولم امام شاہؐ تہنٛدس شانس گواہ آیے تطہیر
وُضوٕ وزِ اَسس بند بند آب گرٛھانے

اَکھ ساس رکعتھ پرِتھ راتس اوس کڈان آہ

ترجمہ

بنی آدم کیلیے سب سے بڑی اور بہترین شرف خدا کی عبادت ہے۔ اور یہی بزرگی ہے نہ کہ دنیا کا تخت وتاج۔ سب سے پہلے جنت میں فقیر داخل ہوگا جس نے دنیا کے لذات کو چھوڑ کر خدا کی عبادت اور فرمانبرداری کی ہو۔ نبیوں کے سردار حضرت رسول مقبولؐ درخت خرما کی چھال کا خرقہ پہنتے تھے اور دنیا کے نعمات اور لذّات کو ترک کر رکھا تھا۔ دن کو روزہ رکھتے تھے اور رات کو عبادت خدا میں بیدار رہتے تھے۔ یہ دیکھکر خدا نے ان کو فرمایا کہ اے میرے حبیب رات کو تھوڑے ہی وقت کیلیئے عبادت کیلیئے بیدار رہا کرو۔

جس وقت نماز کا وقت پہنچتا تھا تو اُس وقت حضرت کی صورت متغیّر ہوتی تھی۔ باوجود اس امر کے کہ وہی قیامت کے دن لوگوں کی شفاعت کریں گے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہر وقت توبہ واستغفار کرتے تھے۔ حضرت علیؑ مرتضیٰؑ جو پہلے امام ہیں اور جن کی شان میں اللہ تعالیٰ نے آیۂ تطہیر نازل فرمائی، جس میں انکی پاکیزگی کی صداقت خود خدا نے بیان کی ہے، وہ بھی جب وضو کرنے لگتے تھے تو انکے اعضاُ میں خوف خدا کی وجہ سے رعشہ پیدا ہوتا تھا۔ رات کو وہ ایک ہزار رکعت نماز ادا کرتے تھے مگر پھر بھی خدا کے حضور میں آہ و نالہ کرتے تھے۔ کیونکہ وہ بھی قیامت کے دن سے ڈرتے تھے۔

تفہیم الفاظ:

قم الّیل الا قلیلا = = حضرت رسول مقبولؐ رات بھر عبادت کرتے تھے تو خدا کا حکم ہوا کہ اے میرے نبیؐ تمام رات عبادت مت کرتے رہو۔ آرام بھی کر لیا کرو۔ رات کے تھوڑے حصے میں عبادت کیا کرو۔ + آیۂ تطہیر = قرآن کریم کی یہ آیت ''انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اہل البیت یطہرکم تطہیرا'' یعنی اہلبیت رسولؐ سے خدا نے ناپاکی ہٹا دی اور انکو ایسا پاک کیا جیسا کی پاک کرنے کا حق ہے + روز عرصات = قیامت کا دن + اول امام = پہلا امام یعنی حضرت علیؑ۔

مصائب

حدیثا ونہِ مو ییلہِ لگہِ محشرُک ماٗ دانے

نداوسہِ ملکن ساس پاؤ تختاہ ٹھہرا ٗ و یوٗن تھوٗ دئر پر

پاوِ پٹھہِ پاٗ وِس تام وتھ رہتہٕ ہنز عرش شوٗبس سنگِ آستانے

وسہِ حُکم خدا کھٗسن تخٹس محمدِ مصطفےؐ

بھن اَتھ پٹھہ تاج لاٗ گتھ ستی کھٗسی نس شاہٗ

دو یوٗنہٕ کنٕز گرسین ہندی قطار کھسن ساٗری پاٗ غمبرؑ

پننہ پننہِ مرتبہٕ آسن بہانی

کھسہِ ہیوٗ رمعراجک پادشاہٗ

کھسہِ تتھ پٹھ ملکاہ نوٗرانی سُہ پٕز زلان ماہِ منیر

یارسولؐ بہٕ گنٕز ہتھ آس جنتک چھسہٕ دربانے

حضرت دپہس کرحوالہٕ مرتضٰیؑ علیسؑ یوٗ ہے چھم وٗزیر

بۆ زتھ قاسم جنتس بڑ وثہہ کنہِ تھاوِ رضوانے

تس پتہٕ خازن جہنم گرٛ ھ کوٗ نزٕ ہتھ پاۓ دا

سہٕ ہیرِ بون ناروٗ ے تہٕ ہیوٚ رکھسہٕ یکدفا

حضرتؑ وپس قاسم نارس یم تہٕ حوالہٕ کرٕو

ساری رُتبہٕ ڈیشتھ صلوات آسن پرانی

تانی تُلہِ دستاروو ڈِپٹھ شیرِ خداؑ

ہاوِچھو کھ ابن ملجمن یا رسولؐ قطام ہتھ راتس کوٚرنم تدبیر

دیُت نس مہرہ کنہِ سرمیوٗن پتہٕ مہِ پھِرِ درام ژھانڈانے

روٗ دمسجدِ برس تل یام سُجدٕ پٹھٕ سرتُلم تہٕ پوٚ رُم تکبیر

لاۓ نم کرتل مورنس نماز پرانے

دُبارٕ سُجدس پٹھ ترٛ وونس یا رسول اللہؐ

وچھتہٕ سرکہِ رتہٕ بوٚ رنم بُتھ بے گوناہ

بۆ زتھ یہِ باکھ حضرتس بتھی کنی پیٚہ پتھرو

ووتھن انبیاء کرسیو پٹھٕ ودانی

تُلن ساری جزا۔فزا

پٹھ ترٛ وونس یا رسول اللہؐ

تانی یہِ نوٗ رِ زہرا ماؑ دان محشرس اُچھ وٹن صغیر و کبیر

بیئیہ کنہِ حضرت شہر بانۂ کو چھ ہتھ علی اصغرو
یارسؤل یہِ مورہم دود چوآنی

تژیشہِ دامۂ پڑئی بے گوناہ

تام ییہِ زہرلد شاہ حسن تۂ مورمُت شاہ حسینؑ شبر و شبیر
ئری رؤس مؤ رآسہِ شو حسینؑ رتۂ پشپانے
تس ئتی ئتی آسنس أندی أندی لشکر مأری ئتی سأری جوان و پیرو
ڈیشتھ پیئیہِ تختۂ پٹھۂ حضرت تۂ شاہمر دائے
ووتھہِ واحُسینا کُرسیو پٹھۂ ؤستھ پٹن انبیاء
ییئلہِ شو حسینسؑ نالۂ متۂ رٹہِ فاطمہ زہراؑ
دیہِ فری یادااز ہوچھُ روزِ دادولومیأنہِ مُسافرو

ترجمہ

حدیث میں آیا ہے کہ جب قیامت برپا ہوگی تو خدا کے حکم سے حضرت محمدؐ جلوہ افروز ہوں گے اور اُن کے نیچے تمام انبیاء اور ان کے وصی کرسیوں پر اپنے مرتبہ کے مطابق بیٹھے ہوں گے۔ اس وقت حضرت علیؑ اپنا عمامہ سر سے اٹھا کر اپنے سر کے زخم کو دکھائیں گے اور حضرتؐ سے عرض کریں گے یا نبی! یہ زخم ابن ملجم کا دیا ہوا ہے۔ رات کو قطامہ سے مشورہ کر کے صبح سویرے وہ مجھے مارنے کیلئے نکلا اور مسجد کے دروازے کے پاس تاک میں رہا۔ جس وقت میں نے سجدہ

سے سر اٹھا کر تکبیر کہی تو اس نے زہر آلود تلوار ماری اور نماز پڑھتے ہوئے مجھے شہید کیا اور میرا خون قطامہ کو مہر کے عوض دیا۔ اسکے بعد حضرت فاطمہؑ تشریف لائیں گی اور سارے چھوٹے بڑے آنکھیں بند کریں گے۔ وہ اپنے بیٹے شہزادہ محسنؑ کو گود میں لے کر اپنے والد بزرگوار حضرت رسول مقبولؐ کے سامنے عرض کریں گی۔ میرے والد محترم! اس بچے نے نہ تو دنیا کی روشنی دیکھی اور نہ دودھ پیا۔ اسکو تیری امت نے شہید کر دیا۔

دوسری طرف حضرت شہر بانوؑ حضرت علی اصغرؑ کو گود میں لے کے آئیں گی اور عرض کریں گی یا نبیؐ اس شیر خوار بچے کو ظالموں نے پیاسا اور بے گناہ ذبح کیا۔

اسکے بعد زہر سے شہید کیا ہوا حضرت امام حسنؑ اور مقتول حضرت امام حسینؑ دونوں بھائی شبرؑ و شبیرؑ آئیں گے۔ امام حسینؑ کے بے سر بدن سے خون ٹپکتا ہوگا۔ اس وقت تمام انبیاء اور مرسلین کرسیوں سے گر پڑیں گے، جس وقت حضرت زہراؑ حضرت امام حسینؑ کے بدن سے بغل گیر ہو جائیں گی۔ اور فریاد کریں گی: اے میرے لخت جگر آج عدالت کا دن ہے۔ آج انصاف اور ظلم کا فیصلہ ہوگا۔

منشی محمد علیؒ مرحوم

منشی محمد علی مشہور مرثیہ نگار منشی محمد یوسف کے فرزند تھے۔آپ ۱۲۴۵ھ میں بابا پورہ میں پیدا ہوئے۔تعلیم محلّہ کے مکتب اور اپنے والد سے حاصل کی۔تعلیم سے فارغ ہو کر آپ بحیثیت سرکاری طبیب شفاخانہ اسکردو میں ملازم ہوئے۔ وہاں پر آپکو راجگان اسکردو سے دوستانہ تعلقات پیدا ہوئے۔آپ نے انکو کشمیری مراثی سے واقف کیا اور انکے پڑھنے کے طور طریقے سکھائے۔آپ وہاں کی مجلسوں میں کشمیری مرثیے پڑھتے تھے۔کچھ عرصہ وہاں رہ کر ملازمت ترک کردی اور سرینگر واپس آکر مرثیہ کہنے لگے۔

آپ بہت پارسا اور متقی تھے۔آپ نے ۱۳۲۰ھ میں انتقال فرمایا اور حسن آباد کے مقبرہ میں دفن ہیں۔آپ کے مراثی حسب ذیل ہیں

پیدایش۔تنور۔تیر۔چشم۔حنا۔سیم وزر۔شہد۔نافہ۔صبر۔ضیا۔فلک۔معدن مرغ۔یوسفؑ۔نذر۔رحمت۔رزم

ثمر

حمد

بخشتم شاخ زبانس حمدُک ثمرا بار خدایا

کرٕ وردٕ ذکر چأنیٚ شب و روز بار بار و   لبہٕ تمے ستیٚ حأمدن منٛز بارو

چھٕنہٕ چون درِ رحمت بنٛد کرتم برومند پنٕنہِ لطفُک تراوِتم سایا

سپنان چانہِ نسیمٕ فصلہٕ درختِ خشک سبز یکبارو   گونا گوٚن خوشگوارٕ لذیذ دِوان بارو

یا اللہ چأنیٚ قدرت بے شمار چوبِ خشکہٕ منٛز اثمار کڈِتھ رنگہٕ رنگہٕ امروٗ دو عنابو

کوٚ رُتھ کیٚا جان یہِ بوستانِ دنیا تیار فیہا جناتُ مّنْ نخَیِلٍ وّاعنابو

کران چون آفتابِ تربیت بے انبازا   دفعتن پوختہٕ میوہٕ خامن

واتنو وہر شییا پنٕنہٕ نِس مرتبس چأنیٚ فیضِ عامن

یا اللہ کوٚ رُتھ مظہر صنعت شجرِ انسان حیران اَتہِ روشن رایے

کوٚ رتھس صنوبر قد پستہٕ دہان چشم بادام کیٚا خوشنمایے

بے عیب کیٚا زِیبان سیب زنخدان   نیخ واغصان   چھس دست و پایے

کُرتھس شکرِ شکرٕ شیرین کیٚا زبان اظہر چأنیٚ قدرت از ہر شے پیدا

ترجمہ

یارب! تو اپنے فضل سے میری زبان کی شاخ کو حمد کا میوہ عطا کرتا کہ میں دن اور رات مسلسل حمد وثنا کرتا رہوں اور تیرے حامدوں میں شامل ہوسکوں۔ تیری رحمت کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ تو اپنے لطف وکرم کا سایہ مجھ پر ڈالکر اپنی رحمت کے میووں کا وافر حصہ مجھے بخش دے۔

تیرے احسان کی نسیم سے مرجھائے ہوئے درخت فوراً تروتازہ اور سرسبز ہوجاتے ہیں اور قسم قسم کے لذیذ اور مزے دار میوے دیتے ہیں۔ اے اس جہاں کے باغبان! تو نے اس دنیا کا باغ لگا کر اِسے کس قدر خوبصورت بنایا ہے۔ جسمیں کھجور جیسے شیریں اور عنب جیسے سرخ رنگ کے میووں کے باغیچے ہر دیدۂ بینا رکھنے والے کو دعوت نظارہ دے رہے ہیں۔ تیری تربیت اور قدرت کا سورج خام اور کچے میووں کو فوراً پختہ بنادیتا ہے اور تیرے لطف وکرم جو عام ہیں ہر چیز کو عروج کی آخری منزل پر پہنچادیتے ہیں۔ یارب تو نے شجر انسانی کو پیدا کرکے اپنی صنعت کو ظاہر وآشکار کیا۔ اور اس انسان کی ساخت کو دیکھ کر عقل سلیم رکھنے والے بھی یہاں حیران وششدر رہ جاتے ہیں۔ اس کا قد صنوبر کی طرح سیدھا کردیا، دہن پستہ کی مانند بنالیا اور آنکھیں بادام کی طرح خوبصورت بنادیں۔ اسکی ٹھوڑی سیب کی ہو بہو بنادی، جو ہر نقص اور خامی سے پاک ہے اور اس شجر انسانی کی ٹانگیں اور ہاتھ گویا اس کے بیخ اور ٹہنیاں۔ اس

کی زبان شکر کی شیرینی سے ظاہر کردی۔ یارب ہر چیز جو تونے پیدا کی، تیری قدرت کے کرشمے ظاہر کرتی ہے۔

نعت و مدح

ووُنی کاستم آسیبِ لکنت کرتم وَنُن نعتِ حضرتؐ نصیبا
سپنہِ تمےٚ ستی جہانس منز سمرقندزن میُون گُفتارو
گژھم دہان عنبری تہٕ بیان مشکبارو
آسہٕ نافرحناک سُے مدعائے لولاک سپنم پگاہ مثیا

سپُن سرسبز خضرؑ تہِ تسُندے دربارو
ژھنڈی ناون کوس نارنج ایوبسٕ کوٚرن خلیلسؑ گُل نارو
بوٚس تیت رتبہٕ اعلیٰ تَس برفلکِ خضرا ملک ثنا گو تہٕ رطب اللّسانو
مدح خوان برمنا برقضبا ہزار داستان تہٕ عذب البیانو
ووُنی کرِ نہال نعتس مدحک پیوند تمیُک ثمر دِیہ بنا کھ حلاوتھاہ
کرِ ذایقہٕ شیر ہن شاہ ہند ہن غلامن
بخشہِ کامیابی تہٕ فربہی مےٚ ہو ہن تلخ کامن

یاشاہ پننہٕ نس مدحس منز کرتم برخوردارو درسر چھم تمہِ کٔے ہوایے
تمہِ کے برکتہٕ روز حسیبہٕ سرخرو گژھہِ ہیم زن گلنارو موکلاوہم چونٔے وِلایے

ترجمہ

یارب! تو میری تلانی کی تکلیف کو دور کر دے اور مجھے حضرت رسول مقبولؐ کی نعت بیان کرنے کی توفیق عطا کر دے اور ان کے ہی باعث میرے اشعار نعتیہ دنیا میں شیریں اور لطیف میووں کی طرح مشہور ہو جائیں۔ میرا دہان عنبر کی طرح خوشبودار اور میرے اشعار مشک و بید کی طرح معطر ہو جائیں گے۔ میں کیوں نہ خوش و خرم ہوں کہ کل قیامت کے دن جناب رسول مقبولؐ بہ نفس نفیس ان اشعار کا اجر دیں گے اور میری شفاعت ہوگی۔ حضرت خضرؑ نے بھی اسی برگزیدہ نبیؐ کے دربار سے حیات جاودانی کی سرسبزی حاصل کی۔ ان کے نام پاک کے طفیل خدا نے حضرت ایوبؑ پیغمبر کی تکالیف اور مصائب دور کیے اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے لیے آگ کے شعلوں کو طرح طرح کے رنگین پھولوں میں بدل دِیا۔

اب میں نعت کے درخت کو مدح کی پیوند لگا دوں تا کہ اس کا میوہ اور بھی حلاوت اور مزہ دے۔ اس میوے سے حضرت علیؑ کے دوستوں اور محبوں کا ذائقہ اور بھی شیریں اور میٹھا ہو جائے گا۔ اور میرے تلخ کاموں کو فرحت اور لذت حاصل ہوگی۔ میرے مولا تو مجھے اپنی مدح سرائی کے باغ میں ایک ایسے درخت کے مانند بنا جو میووں سے لدا ہو کیونکہ تیری مدح سرائی کا عشق میرے سر میں موجزن ہے۔ تیری مدح کی برکت سے قیامت کے دن میرا چہرہ گلنار کی طرح

سرخرو ہوگا اور تیری ہی محبت کے سبب میں نجات حاصل کروں گا۔

مصائب

جامہ ژٹہ نانالہ ژھٹہ نادمہ نابارو   گوم بیدادیادآم کربلوٴک ءخمہ نارو

یتھ گٹہ کارس تہ نارس منز اُلجمژ اُس بیب زینبہؑ ہتھہ یتیم خیلا

اوسس نہ کانہہ دردل ماٴری ءتی ساٴری غم خوارو   رُو دمت گُنے زندہ مرداسُتہ بیمارو

اُس گرادِوان ژٕ نارس گرا بیمارس شانڈ کھور پھیران گاٴمژ بے تابو

گرانارِ منز ژھانڈان اُس معصوٗمن مرِنم اتھہ موٗ ران کران اضطرابو

بیکس باٴے رٕژ آسمانہ پیمژ چشمو ہاران اُس خوٗنابو

اِد دَدِمتہ دِلہ دِیہ نجف کُن فریادا   گُنہِ کنہ یکھنا پادشاہہ بابو

یتِمن ہندی العطشن تہ نارکی جوشن مے چھے کوٗرمت جگرس کبابو

بابو ہیتہ ثواب یِتہ ہتھ کوثرک آباہ

اُسی چھے نارس منز لجمژ ہتھ شرِ بن خامن

کتھہ ماے ساٴنی ماٴشراوتھ تراوِتھ لر عالی مقامن

تانی سکینہؑ اڈ ژُج ودان زارزارو   فراتس کُن نادالایے

سیٹھ دوو تھکنا علمدارو   کیا یتھہِ وقتہ روٗزی زیا ژھایے

یتہ آبہ مشکاہ ہتھ آبدارو   زخمہ نارن اُسی کری یہ ضایے

ترجمہ

لوگو! مجھے اس وقت وہ واقعہ یاد آیا جب ظالموں نے آل رسولؐ کو کربلا میں شہید کر کے ان کے خیموں میں جن میں معصوم بچے اور بیبیاں تھیں آگ لگادی۔ اس منظر کا تصور کر کے میرے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ اس جگر سوز واقعے نے مجھے پاش پاش کیا۔ میں کیوں فریاد اور آہ وزاری نہ کروں کہ خیام اہل بیت کی وہ آگ یاد آئی کہ جس کے جان لیوا شعلوں اور دھویں کی گھٹاؤں میں حضرت زینبؑ خاندان نبوت کے یتیم نونہالوں سمیت پھنس گئی تھیں۔ ان کا کوئی عزیز بغیر حضرت امام زین العابدینؑ کے زندہ نہ رہا تھا، جو آپ کی مدد اور تسلی کرتا۔ وہ غم کے مارے اکیلی کبھی بیمار زین العابدینؑ کی دیکھ بھال کرتیں اور کبھی آگ کے شعلوں میں گھس کر بچوں کو آگ کی لپیٹ سے بچا کر نکال لیتیں۔ کبھی وہ حسرت بھری اور اضطراب کی حالت میں نجف کی طرف رخ کر کے اپنے والد بزرگوار حضرت علیؑ مرتضیٰؑ کو یوں مخاطب ہو کر پکارتی تھیں۔ ''اے کاش! آپ اس وقت کسی طرح سے تشریف لاتے۔ معصوموں کی پیاس اور خیام کی ہولناک آگ دیکھ لیتے جس کی حدت نے میرا دل وجگر جلا کر راکھ کر دیا ہے۔''

اسی اثناء میں حضرت سکینہؑ زاروقطار روتے ہوئے فرات کی طرف اپنے چچا حضرت عباسؑ کو یاد کر کے فرمانے لگیں۔ ''میرے والد کے علمدار! کیا اس

قیامت خیز واقعے کے وقت آپ کے شایانِ شان ہے کہ آپ ہم سے پوشیدہ رہیں۔ آ بھی جایئے پانی کی مشک لے کر کہ خیموں کی آگ اور پیاس کی شدت نے ہمیں موت کے قریب پہنچا دیا ہے۔“

منشی حسین علیؒ و منشی محمد عباسؒ مرحوم

منشی حسین علی ۱۲۸۳ھ میں محلہ بابا پورہ میں پیدا ہوئے۔آپ کے والد منشی مصطفٰی علی تھے جن کا تذکرہ پہلے ہی کیا گیا ہے۔آپ نے محلہ کے مکتب میں عربی اور فارسی کی تعلیم پائی۔آپ اپنے والد کی طرح بڑے پایہ کے خوش نویس تھے۔ خطِ ناخن میں آپ کو کمال حاصل تھا۔آپ بحیثیت فارسی ٹیچر اسٹیٹ ہائی اسکول سرینگر میں ملازم تھے۔نہایت ہی صاف و پاک رہتے تھے۔بارش اور برف میں سرینگر کی گندی اور تنگ سڑکوں اور گلیوں میں چلنا اور کیچڑ کا کوئی داغ کپڑوں پر نہ لگنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔مگر آپ کے لباس پر معمولی یا ہلکی سی چھینٹ بھی نہیں لگتی تھی۔اس پر لوگوں کو سخت تعجب ہوتا تھا۔عوام میں مشہور تھا کہ آپ کو صفائی کے لئے حکومت سے الاونس ملتا تھا۔

آپ نے نواب مولا بخش کے اولاد کو بھی فارسی پڑھائی۔جب آپ رٹائر ہوئے تو کچھ عرصہ کے لیے پی۔کے۔واتل (جو اس وقت کشمیر کا فینانس منسٹر تھا) کے لڑکے کو فارسی پڑھاتے تھے۔

خوش نویسی اور خط ناخن کے قطعات کے لئے آپ کو ہندوستان کے مختلف گورنر جنرلوں نے سند اور انعامات سے نوازا۔آپ نے ۱۳۵۲ھ میں انتقال فرمایا

اور حسن آباد کے مقبرہ میں دفن ہیں۔

منشی محمد عباس بھی باباپورہ میں ۱۲۸۶ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ منشی محمد علی کے فرزند تھے۔ آپ نے بھی محلّہ کے مکتب میں تعلیم پائی۔ آپ ٹھیکہ داری کا کام کرتے تھے۔ حد درجہ کے شریف، حلیم اور مرنج ومرنجان طبیعت کے آدمی تھے۔ زبان سے کبھی کوئی برا لفظ نہیں نکلا ہوگا۔ اگر نوکر سے ناراض ہوتے تو بھی آپ کوئی نازیبا لفظ استعمال نہیں کرتے تھے۔ راجگان اسکردو آپ کی بہت عزت و احترام کرتے تھے۔ کئی دفعہ اُنہوں نے آپ کو مدعو کر کے اسکردو بُلایا۔

آپ نے ۱۳۶۴ھ میں وفات پائی اور حسن آباد میں دفن ہوئے۔ آپ اور منشی حسین علی اکھٹے مرثیہ کہتے تھے۔

آپ دونوں کے مرثیے حسبِ ذیل ہیں:

اُلفت، سریر، بہی، باغ، رجأ، معرفت، عالم، فراست، نفس، یاقوت، ستون۔

منشی احمد علی غازیؒ مرحوم

آپ محلہ سدرہ مرحبہ کدل میں رہتے تھے ۱۲۷۰ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ کو خطاطی کا کافی شوق تھا۔ منشی مصطفےٰ علی سے اصلاح لیتے تھے۔ آپ پُرانی قبروں کے پتھروں کے کتبوں کے عکس باریک کاغذ پر لیتے تھےاور پھران کی مشق کرتے تھے۔ اس طرح محنت کر کے آپ اعلیٰ پایہ کے خطاط بنے۔ آپ تلاشِ ملازمت کے لئے لاہور گئے وہاں آپ نے ایک اشتہار اپنے ہاتھ سے لکھ کر کمرے کے باہر سڑک کی طرف چسپاں کیا۔ اتفاقاً ایک چھاپہ خانہ کا منیجر وہاں سے گذرا۔ نظر اشتہار پر پڑی۔ لکھائی بہت پسند آئی، اُسی وقت آپ کے کمرہ میں آیا اور کہا کہ اگر آپ چھاپہ خانہ میں ملازمت کرنا چاہتے ہیں تو میں فی الحال سو روپیہ ماہوار دینے کو تیار ہوں۔ آپ نے قبول کیا اور چھاپہ خانے میں کام کرنے لگے۔ مسدس حالیؔ کا پہلا ایڈیشن آپ ہی کے ہاتھ کا لکھا ہُوا ہے۔ اس کے بعد آپ کو کلکتہ سے بھی ملازمت کی پیش کش ہوئی لیکن وطن کی یاد ہر وقت ستاتی رہتی تھی، اس لیے قبول نہیں کی۔ آپ کچھ عرصہ کے بعد سرینگر واپس آئے اور یہیں سرکاری پریس میں ملازم ہوئے۔ آپ نے ۱۳۴۴ھ میں وفات پائی۔ آپ کے مرثیے یہ ہیں: دست۔ پا۔ نامہ۔ شان۔ زندان۔ زبان۔ دہن۔ سُرورالعارفین۔ جماعت وغیرہ۔

حکیم حسن علیؒ مرحوم

آپ ۱۲۹۰ھ میں باباپورہ سرینگر میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد حکیم مہدی شیعیانِ کشمیر رأس ولرئیس اور شاہی خاندان کے حکیم خاص تھے۔ ابتدائی عہد سے ہی آپ عیش و آرام میں پلے اور جب بڑے ہوئے تو مرتے دم تک آبائی شان اور وقار قائم ودائم رکھا۔ ابتدائی تعلیم محلّہ کے مکتب میں پائی۔ سید جعفر شاہ جو بڑے فاضل و عابد تھے اس مکتب کے مُدرس تھے۔ آپ کا بچپن اور لڑکپن عربی، فارسی اور علمِ طب سیکھنے میں بسر ہوا۔ بڑے ہوکر آپ نے اُردو اور ڈوگری بھی سیکھی۔

جب آپ سنِ تمیز کو پہنچے تو آپ کی شادی سید عبداللہ شاہ جلالی کی دختر سے ہوئی۔ یہ شادی بڑی دھوم دھام سے منائی گئی۔

آپ کے والد کے انتقال کے بعد مہاراجہ پرتاپ سنگھ نے آپ کو والد کی جگہ مُقرر کیا۔ آپ کے چہرہ سے وقار، بزرگی اور شرافت ٹپکتی تھی۔ شیعیانِ کشمیر میں آپ کو امتیازی حیثیت حاصل تھی۔ حکومت اور شاہی خاندان میں آپ کا کافی اثر ورسوخ تھا۔ ایک دفعہ سید سعید شاہ جلالی (جو کہ آپ کے رشتہ دار تھے) نے امام باڑہ احمد پورہ میں مجلس سید الشہداؑ منعقد کی۔ اس علاقہ کے چند بااثر

ملازمین سرکار نے مجلس میں خلل اندازی کرنا شروع کیا اور طاقت کے نشے میں انتظام اپنے ہاتھ میں لینے لگے۔ ان حالات کو دیکھ کر جلالی صاحب نے نوکر کو چٹھی دیکر آپ کے پاس بھیجا۔ آپ راجہ رام سنگھ کے پاس گئے اور واقعہ سُنایا۔ راجہ صاحب فوج کے کمانڈر ان چیف تھے۔ اُنہوں نے دو فوجی سواروں کو جلالی صاحب کے نوکر کے ساتھ دیکر اُن کو حکم دیا کہ جو شخص انتظامِ مجلس میں مداخلت کرے اُس کو فوراً گرفتار کر لیں۔ جوں ہی کہ یہ سوار موقعہ پر پہنچے فسادی دم دبا کر بھاگ گئے اور مجلس جلالی صاحب کی منشاء کے مطابق جاری رہی۔

آپ ۱۳۳۴ھ میں جب آپ کا سن ابھی ۴۵ برس کا ہی تھا بمقام جموں انتقال کر گئے اور وہیں وطن سے دور اور عزیزوں سے جدا سپرد خاک ہوئے۔ تاریخ وفات غلام علی شال کے اس شعر سے ملتی ہے:

کرد گریہ بدہ زبان سوسن

نقش برسنگ شُد غریب حسن

آپ کے مرثیئے یہ ہیں:

عدالت، جہالت، سر، نار، طفلی، کاسہ، بے نقطہ، مزاج، جسم، شام، فروع الدین، خیال۔

منشی احسن اللہؒ و منشی حیدر علیؒ مرحوم

منشی احسن اللہ ۱۲۵۶ھ میں بابا پورہ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۴۴ھ میں وفات پائی۔آپ کا پیشہ طبابت تھا۔آپ نے ایک مرثیہ کہا ہے جس کا نام گل جعفر ہے۔

منشی حیدر علی ۱۲۸۹ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۳۶۰ھ میں انتقال کر گئے۔آپ کے والد کا نام منشی طالب علی تھا۔آپ ٹھیکہ داری کا کام کرتے تھے۔آپ نے ایک مرثیہ موسوم بہ عنبر کہا ہے۔

آپ دونوں حضرات بابا پورہ میں رہتے تھے اور دونوں اپنے آبائی مقبرہ واقع حسن آباد میں دفن ہیں۔

حکیم محمد جوادؒ مرحوم

آپ حکیم نوراللہ کے فرزند اور مشہور مرثیہ نگار حکیم عبداللہ کے پوتے تھے۔

آپ باباپورہ میں پیدا ہوئے اور عدالت میں مُلازمت کرتے تھے۔آپ کا تبادلہ نیابت استور وزارت گلگت میں ہوا۔آپ نے وہیں شادی بھی کی۔دورانِ ملازمت آپ کسی معاملہ میں ماخوذ ہوئے جس پر آپ کو نوکری سے سبکدوش کیا گیا۔اس کے بعد آپ کو قید و بند کی سختیاں بھی جھیلنا پڑیں۔جن کی عکاسی آپ نے مرثیہ قید خانہ میں کی ہیں۔آپ بھی حسن آباد میں دفن ہیں۔آپ کی ولادت ۱۳۰۹ھ میں اور وفات ۱۹۴۷ء میں ہوئی۔

آپ کے مرثیے حسب ذیل ہیں:

دارا، یونس، شرافت، قید خانہ، حزن، تاج، ظفر وغیرہ۔

منشی محمد صادقؒ مرحوم

آپ منشی محمد عباسؒ کے فرزند تھے۔ بابا پورہ میں ۱۳۱۵ھ میں پیدا ہوئے۔ آپ مقام سالسکوٹ تحصیل کرگل میں بحیثیت ٹیچر، سرکاری مدرسہ میں ملازم ہوئے۔ یہاں پر آپ کافی عرصہ تک رہے اور فقہہ واحادیث کا گہرا مطالعہ کیا۔ بعد میں آپ تبدیل ہوکر سرینگر آئے اور یہاں آکر آپ نے منشی فاضل، ادیب فاضل اور میٹرک کے امتحانات پاس کیے۔

مرثیہ پڑھنا اور کہنا آپ کو ورثہ میں ملا ہے۔ کشمیری مرثیہ نگاری سے متعلق آپ کی معلومات بہت وسیع ہیں۔ آپ نے اردو اور فارسی کتابوں کی شرحیں لکھی ہیں۔ آپ کے مراثی حسب ذیل ہیں:

حیا، حیات، ارم، محمد، خضرؑ، ہدایت، نشیب وفراز، قدرت، سیاہ وسفید، سلطنت، علمیت، شفاعت۔

حکیم غلام رسولؒ مرحوم

آپ علاقہ ذونی مر کے محلہ باغبان پورہ میں ۱۲۹۶ھ میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حکیم اسد اللہؒ تھا۔ بچپن سے ہی آپ کو تحصیل علم کا شوق تھا۔ آپ نے محلہ لعل بازار کے مکتب میں تعلیم حاصل کی جہاں آپ کے ماموں آخوند محمد جان درس دیتے تھے۔

تعلیم سے فارغ ہو کر آپ نے آبائی پیشہ طبابت اختیار کیا۔ اور ڈب شالہار جا کر گاؤں کے مریضوں کا علاج کرنے لگے۔ آپ ذاکر سید مہدی شاہ کے گھر میں رہا کرتے تھے۔ انہی دنوں میں ڈب شالہار کے ایک شخص سید تقی نے ایک مرثیہ کہنا شروع کیا جس کا نام مسجد رکھا تھا۔ اس مرثیہ کے ابھی کچھ ہی بند تیار ہوئے تھے جسے سید موصوف حکیم حبیب اللہ کے پاس اصلاح کے لئے لے جانا چاہتے تھے۔ اتفاقاً آپ نے یہ بند دیکھے اور ان کی اصلاح کرنے لگے۔ اس وقت سے آپ کو بھی مرثیہ کا شوق دامن گیر ہوا۔ چونکہ آپ بہت ذہین تھے اور شاعرانہ دماغ بھی رکھتے تھے، اس لئے آپ نے مرثیہ گوئی میں جلدی ہی ترقی کی۔

آپ نے یوم پنجشنبہ ۱۹، ماہ ربیع الاول ۱۳۴۹ھ میں انتقال فرمایا اور باغبان

پورہ میں مدفون ہیں۔ آپ کے مرثیے حسب ذیل ہیں:

دنیا، قرابت، جہاد، تریاق، رجاء، عہدوفا، مال، صداقت، بینائی، طمع، یحییٰ، مزاج، طالع، امان، ریا، حدید، سر، رسوم۔

منقبت آلِ یسٓ

من کلام حکیم ملاّ حبیب اللہؒ مرحوم

ا۔ از الف اللہ آمد آرزوئے اولین

آنکہ شد از اَمرِ اُوآدم امانت را امین

ب۔ بے بود باعث تخلیق بحر و بر باب بتولؑ

برتراں را برترین و بہتراں را بہترین

ت۔ تے تن و جان از تولائے علیؑ دارد تواں

تاب تیغ تیز او را شد اجل از تابعین

ث۔ ثے ثواب آمد ثبات اندر ثنائے فاطمہؑ

ثبت میکن کہ آرد این ثمرا ثمر در ثمین

ج۔ جیم جسم جود و جان جان جناب مجتبیٰؑ است

جاودان بر جادہ اَش بودہ جما جم را جبین؟

ح۔ حے حبیب حق طلب را کن حمایت یا حسینؑ

حیف حالش ابتر است و ہست حیران و حزین

خ۔ خے خلیل خاص خالق آں خدیو چہارم است

خاطر او عفو خواہد شدُ خطائے خاطئین

د۔ دال دامانِ محمدؑ تا کہ در دستم فتاد

در زمان از در در آمد دولت دنیا و دین

ذ۔ ذال ذاکر ذکر صادقؑ داند افضل از طلا و ذہب

ذم خصمش ذمہ ہمت کن اے مرد ذہین

ر۔ رے رواین راستان راموسیٰؑ آمد راح وروح

روشناسِ راز داران رہنمائے راشدین

س۔ سین سُلطان سریر سروری باشد تقیؑ

سید است و سرفراز و سرگردہ سالکین

ش۔ شین شاہ شہر علم و شافع محشر نقیؑ

شاد شو اے شیعہ و پیوستہ باش از شاہ کرین

ص۔ صاد صد صلوات حق بر بندہ صالح حسنؑ

صاحب صدق و صفا و صدر بزم صابرین

ض۔ ضاد در ضرار سرا ضامن ماجت است

ضد اور ا ضایع است انجام و ہست از ظالمین

ط۔ طے طلب کن از خدا اے طالب راہ ہدائے

طوف مرقد ہائے آلِ طیبین و طاہرینؑ

ظ۔ ظے ظہور ظلمت آگندہ است ظرف روزگار

ظلم بر مظلوم ظاہر ے شود از ظالمین

ع۔ عین عین علم و عرفان گشت عنقا اندر جہان

عاملِ عجب و عداوت ہست قوم غالین

غ۔ غین غرق بحر غفلت گشتہ ام وا غفلتا

غیب دانا غیر تو غوثے ندارد این غمین

ف۔ فے فرید و فالقِ ام اندر فن فسق و فجور
فالق الاصباح فضل ہر فریقِ فاسقین

ق۔ قاف قلب قلب من یکقطرہ از قلزم است
قادر اقدرت نماؤ قوہ کُن قلزم قرین

ک۔ کیف کار کاہلان را کارساز آمد کریم
کہ دماغ کاوشِ کلکِ کرام الکاتبین

ل۔ لام لائے لا الہ و لا فتا لا ریب دان
لازم ہم لا تخف اے دل زیومُا لعاثمین

م۔ میم ماج و مکنتِ مطلق مرا مطلوب نیست
میکند مولا مہیاً مدعائے مذنبین

ن۔ نون نیکی ناید از ناںجردان ناسپاس
ناقص و نادان نمایم زمن پس نقش نگین

و۔ واو وردو آں من والا برَ ماواجب است
ورنہ والا یست ذات اوز وصف واٰصفین

ہ۔ ہے ہر آن کو ہست ہر ساعت ہوا خواہ علی
ہر زمان ہرگز نخواہد بود او از ہالکین

ی۔ ے یقیناً یکدل و یکرنگ اگر ہستی مباش
یک زمان از یاد اُو تا آنکہ یاتیک الیقین

تاریخ ولادت حکیم غلام صفدر ہمدانی مرحوم

شکر اللہ غلام صفدر زاد
دار رایزد ہمیشہ دلِ شادش
والدش گفت با حبیب کہ ہست
ثالث ماہ روزہ میلادش

(۳ ماہ رمضان ۱۳۱۷ ھ مطابق ۱۸۹۹ء)

مرثیہ وفات حسرت آیات حکیم غلام صفدر مرحوم

آہ درد او ایغا ماتمے شد آشکار
بزم یاراں ناگہاں امروزیتم سوگوار
آنکہ نامش بود صفدر و آنکہ مولائے علی
از جہاں رحلت نمودہ کردہ دلہا بیقرار
رونقِ گلزار ہے ہے گشتہ پامالِ خزاں
گل دریدہ جامہ بلبل ہم بنالند زار زار
دوستاں را پارہ پارہ شد جگر زیں درد و غم
روح شان گشتہ فگار و چشمہائش اشکبار
دور ماں ایں حکیمان نوحہ خوانی میکند
ہر کہو مہ در فراقش دیدہ دارد خونبار
ایں جہان را فطرتے اینک پسندیدہ شد است
اے محبان ہمچنین است گردش ایں روزگار
حمد بیحد سوئے حق مارا بباید گفت ہم

زانکہ شوکت خلفِ او از وے بماندہ یادگار
یاالٰہی بخش او را در جہاں عمرِ دراز
جان و دل او را مدام از رنج و غم ہم دوردار
از کرم بخشا دایں مرحوم را سہو و خطا
روح او را دہ سکوں پیوستہ اے پروردگار
بود صبح پنج شنبہ شانزدہ ماہِ صیام
شد غلام صفدرِ ما چوں سوئے دارالقرار

از سرِ آہ بہر سالِ رحلتش اے دوستاں
ہاتفِ غیبی ندا از دسینہ چاک دل داغدار

(۱۳۹۵ھ مطابق ۱۹۷۴ء)

کتابیات

راست ماخذ

۱۔ بیاض، زیرنمبر:۱۶۵۶، ریسرچ لائبریری، کشمیر

۲۔ بیاض، زیرنمبر:۱۶۵۷، ریسرچ لائبریری، کشمیر

۳۔ بیاض، زیرنمبر:۱۶۵۸، ریسرچ لائبریری، کشمیر

۴۔ بیاض منشی محمد صادق مرحوم، جلد ا تا ۲

۵۔ بیاض ملک اسداللہ، مملوکہ آغا سید مصطفٰے رضوی

۶۔ بیاض، کاتب منشی احمد علی غازی، مملوکہ حکیم طاہر حسین

۷۔ بیاض، کاتب منشی محمد عباس و منشی حسین علی، مملوکہ منشی نذیر احمد

ذیلی ماخذ (اضافی ایڈیشن)

۱۔ تاریخ شعیان کشمیر، حکیم غلام صفدر ہمدانی، ۱۹۷۰ء

۲۔ کشمیری مرثیہ: جلد ا تا ۲، منشی محمد صادق، سرینگر، ۱۹۶۹ء

۳۔ کربلہ تہ ووش، سید انیس کاظمی، شاہ آباد، بڈگام، ۱۹۷۶ء

۴۔ کاشر مرثی ہند تاریخ، شاہد بڈگامی، ۱۹۸۰ء

۵۔ تاریخ حسن، پیر حسن شاہ، جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی آف آرٹ کلچر اینڈ لنگویجز، سرینگر، ۲۰۰۲ء

۶۔ حسینیات، منظور ہاشمی، سرینگر، ۱۹۹۱ء

۷۔ رسالہ السیف السارم، علامہ سید محمد باقر لکھنوی الکشمیری، کابل، افغانستان

۸۔ دفع المغالطہ، علامہ سید علی نقی الحایریؒ، لاہور، ۱۳۰۷ھ

۹۔ سیادۃ ساداۃ، علامہ سید ابو القاسم رضوی، لاہور، ۱۳۰۷ھ

۱۰۔ کحل الجواھر، آقا سید علی ابن رضا الموسوی الکشمیری، لاہور

۱۱۔ مناقبِ السادات، جلد ۱، مفتی محمد شاہ سعادت، ۱۳۵۶ھ، لاہور

۱۲۔ شباب کشمیر، محمد الدین فوق، ۲۰۰۹ء، سرینگر

۱۳۔ گلشن مراثی، جلد ۱ تا ۲، زیر نمبر: ۳۰۳۵، ۳۰۳۶ ریسرچ لائبریری، کشمیر

۱۴۔ بیاض، زیر نمبر: ۲۲۱۴، ریسرچ لائبریری، کشمیر

۱۵۔ بیاض، زیر نمبر: ۲۳۳۵، ریسرچ لائبریری، کشمیر

۱۶۔ بیاض جلد ۱ تا ۲، کاتب سید نقی ۱۳۱۳ھ، مملوکہ سید ابو الحسن الموسوی، بڈگام

۱۷۔ بیاض، کاتب محمد علی، ۱۳۲۹ھ، مملوکہ سید ابو الحسن الموسوی، بڈگام

۱۸۔ بیاض، کاتب آخوند مرتضیٰ ابن حسن، مملوکہ سید منیر الحسن رضوی، سرینگر

۱۹۔ بیاض مملوکہ سید ظہور رضوی، سرینگر

۲۰۔ اخبارات مرزا صیف الدین، جلد ۱ تا ۱۲، ریسرچ لائبریری، کشمیر

۲۱۔ تنبیہ العباد، منشی جعفر، سرینگر، ۱۳۷۷ھ

۲۲۔ تذکرہ شیخ خاندان، شیخ عبد الہادی، قلمی نسخہ، مملوکہ راقم

۲۳۔ شجرہ قدیمی و دیگر قلمی نسخہ جات: مملوکہ راقم

۲۴۔ ڈائری منشی خاندان، قلمی نسخہ، مملوکہ راقم، سال کتابت ۱۲۷۲-۱۳۳۵ھ

۲۵۔ چند قدیمی اشتہار و رسالہ جات، مملوکہ راقم

۲۶۔ اُسن تہ گندن، حصہ اول، غلام محمد نور محمد، سرینگر، ۱۳۴۹ھ

۲۷۔ مرثیہ شہادت حسینؑ معہ ذکر شہادتِ امامینؑ، غلام محمد نور محمد، سرینگر

۲۸۔ کلیات حکیم حبیب اللہ، ترتیب کارانیس کاظمی و محمد یاسین منظر، ۱۹۸۱ء

۲۹۔کلیات حکیم محمد عظیم و منشی محمد یوسف بابا، ترتیب کار مقبول ساجد، ۲۰۰۰ء

۳۰۔کلیات منشی مصطفےٰ علی و منشی محمد یوسف بابا، جلد ا، ترتیب کار مقبول ساجد، ۲۰۰۱ء

۳۱۔تبرکات حکیم عبداللہ و منشی محمد یوسف، ترتیب کار انیس کاظمی، ۲۰۰۲ء

وچند دیگر کتاب ہا مثلاً کتابِ جواہر، البیاض الابراہمی، مجالس لمومنین، تاریخ کشمیر از سید علی، تاریخ کشمیر از ملا محمد خلیل مرجان پوری، کتاب البکا (جلد ا تا ۲) وغیرہ، وغیرہ۔

رسالاجات

ا۔مہنامہ الارشاد، رجب المرجب، شعبان، رمضان، شوال و ذی قعدہ نمبر، ۱۳۸۱ھ، بڈگام

۲۔مہنامہ گل ریز، جنوری ۱۹۵۲ء، کشمیر بزم آدب، سرینگر

۳۔مہنامہ اصلاح، اپریل و مئی ۱۹۶۹ء، بہار

۴۔صداقت، جلد ا، شمارہ ۸، سفینہ جلد ۲، ۷۔

۵۔نقوش، نمبر بابت فروری ۱۹۶۲ء، لاہور، مغربی پاکستان، وغیرہ

Bibliography (English)

1.Ayoub, Mahmoud M: *The Crisis of Muslim History*, Oneworld Publication, Oxford,2006

2.Bates, Charles Ellison: *A Gazetteer of Kashmir*-1873, 2nd ed. Gulshan books, 2005.

3.Banoo, Razia(trans): *History of Kashmir*, an English translation of the 17th century *Tarikh-i-Kashmir* written by Malik Haider of Chadorah, Srinagar 1991.

4.Cole, JRH:*The Roots of North Indian Shi'ism in Iran and Iraq:Religion and State in Awadh, 1722-1859*, University of California Press, 1989

5. Farishta, Mohammed Qasim Hindoo Shah: *Tarikh-i-Farishta* English translation available on www.packhum.org.

6. Haider, Mirza : *Tarikh-i-Rashidi*, English translation available on www.packhum.org.

7. Hassan, Mohibbul: *Kashmir Under The Sultans*, 1974

8. Lalani, Arzina R: *Early Shia Thought*, I.B Tauris, London, 2000

9. Lawrence, Sir Walter R: *The Valley of Kashmir*, 3rd ed. Gulshan books, Srinagar, 2005

10. Lunde, Paul & Caroline Stone: *The Meadows of Gold*, English translation of Abu al Hassan Masudi's *Muruj al -Dhahab*, Kegan Paul International, London, 1989.

11. Madelung, Wilfred: *The succession to Muhammed*, Cambridge Press, 2004.

12. Moorcroft, Willam: *Travels in Himalayan Provinces of Hindustan and the Punjab etc.* Vol I & II. LPD, Delhi, 2000.

13. Pandita, Kashi Nath: *Bahristan-i-Shahi,* A chronicle of Mediaeval Kashmir; an English translation of the 17th century Persian history of Kashmir by an anonymous author.

14. Paniker, K Ayyappa (ed.): *Medieval Indian Literature*(four volumes),1997, Sahitya Academy

15. Sufi, GMD: *Kashir, Being a History of Kashmir from the earliest times to our own.* 2 Vols. Lahore, 1948-49.

16. Zutshi, Chitrelekha: *Languagues of Belonging: Islam, Regional identity and the Making of Kashmir*, London, 2004